انگریزی مہینوں کی مناسبت سے خطبات

خطباء اور واعظین کے لیے درتحفہ

خطبات حاصل پوری

تالیف
محمد عظیم حاصل پوری
مجیب الرحمن سیاف

اسلامک . کمپنی

انگریزی مہینوں کی مناسبت سے خطبات

فہرست

نمبرشمار	ماہ	عنوان	صفحہ نمبر
1	**جنوری**	اخیرجنوری۔ آغازفروری بسنت میلہ جنوری ۶۶۱ء شہادت سید۔ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ	
2	**فروری**	۱۴فروری ویلنٹائن ڈے	
3	**مارچ**	۸ مارچ خواتین کا عالمی دن ۲۰ مارچ پ ڑیوں کا عالمی دن ۲۳ مارچ دوقومی یہ	
4	**اپریل**	یکم اپ یل، اپ یل فول ۱۱ اپ یل، شہیدانِ ۔ موسِ رسا ت کے ۔ م ۲۳ اپ یل، کتابوں کا عالمی دن	
5	**مئی**	یکم مئی مزدوروں کا عالمی دن ۱۴ مئی ماؤں کا عالمی دن ۲۸ مئی یوم تکبیر پ کستان کا ایٹمی تجربہ ۴ مئی شہادت ٹیپو سلطان	
6	**جون**	۲۰ جون فادرز ڈے ۲۶ جون عالمی یوم ا ادمنشیات	
7	**جولائی**	جولائی ۸۱۰ء ولادتِ امام بخاری رحمہ اللہ الباری	

8	**اگست**	اگست رحلت سید۰ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ۱۴ اگست یوم آزادی پ کستان	
9	**ستمبر**	۴ ستمبر عالمی یوم حجاب ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء عقیدہ ختم ت کی پ سداری	
10	**اکتوبر**	11 اکتو. بیٹیوں کا عالمی دن اکتو. ۶۶۵ ء رحلت سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا	
11	**نومبر**	نومبر رحلت سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا	
12	**دسمبر**	۲۵ دسمبر ۳۳۰ء کرسمس ڈے	

مقدمه

پتنگ ۔ زی (بسنت)

(Basant)

ارشاد ۔ ری تعالیٰ ہے:

’’اور تم سے نہ تو یہودی کبھی خوش ہوں گے اور نہ عیسائی یہاں ۔ کہ اُن کے مذہب کی پیروی اختیار کرلو (ان سے) کہہ دو کہ اللہ کی ہدا ۔ (یعنی دین اسلام) ہی ہدا ۔ ہے اور (اے پیغمبر) اَ تم اپنے پ س علم (یعنی وحی الٰہی) کے آ جانے پ بھی ان کی خواہشوں پ چلو گے تو تمہیں (عذابِ) الٰہی سے (بچانے والا) نہ کوئی دو ۔ ہو گا نہ کوئی مدد گار۔‘‘

تمہیدی کلمات:

بسنت کا سنسکرت میں لفظی مطلب بہار کا ہے، اسے بسنت پنچمی اس لیے کہا جا ۔ ہے کہ یہ ماگھ کی پ نچ ۔ ریخ کو منا ۔ جا ۔ ہے جو جنوری کے اخیر ۔ آغاز فروری کے مہینے میں آ ۔ ہے، بسنت ہندوؤں اور سکھوں کا مشترکہ تہوار ہے، ا ۔ ہندو مؤرخ بی ایس ر نے اپنی کتاب "Punjab under the later Mughals" میں لکھا ہے کہ:

’’حقیقت رائے ۔ گھمل پوری سیالکوٹ کے ا ۔ ہندو کھتری کا اکلو ۔ لڑکا تھا، حقیقت

رائے نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شان میں انتہائی گستاخانہ اور نازیبا الفاظ استعمال کئے، اس بنا پر حقیقت رائے کو گرفتار کرکے عدالتی کارروائی کے لئے لاہور بھیجا گیا جہاں اسے سزائے موت کا حکم سنادیا گیا۔ اس واقعے سے پنجاب کے ہندوؤں کو شدید دھچکا لگا اور کچھ ہندو افسر سفارش کے لئے اُس وقت کے پنجاب کے گورنر ذکریا خان (1707ء تا 1759ء) کے پاس گئے کہ حقیقت رائے کو معاف کردیا جائے لیکن زکریا خان نے کوئی سفارش نہ سنی اور سزائے موت کے حکم پر نظر ثانی کرنے سے انکار کردیا۔ اس گستاخ رسول کی گردن اڑادی گئی، اس پر ہندوؤں میں صف ماتم بچھ گئی، ہندوؤں نے حقیقت رائے کی ایک مڑہی (یادگار) قائم کی جو کوٹ خواجہ سعید (کھوجے شاہی) لاہور میں واقع ہے اور اب یہ جگہ "باوے دی مڑہی" کے نام سے مشہور ہے، اسی جگہ سے ایک ہندو رکالورام نے گستاخ رسول ﷺ حقیقت رائے کی یاد میں نسبت میلے کا آغاز کیا راجہ رنجیت سنگھ کے بعد انگریز حکومت ۱۸۸۰ء میں حقیقت رائے کی سمادھی کو بنیاد بنا کر غبارہ بھوغی والی میں زمین دے کر مندر بنادیا گیا ہندو سکھ بسنتی کپڑے (زرد رنگ کے) پہن کر یہ میلہ مناتے ہیں اور اسلام کو بدنام کرتے ہیں۔''

بسنت اسلامی ثقافت اور پاکستان (ص ۲۷،۲۹)

بسنت کے بارے میں مختلف نقطہ

ا...... بسنت کو ہندوستان کے بعض علاقوں میں دیگر مذاہب کے افراد بھی مناتے ہیں اور اس کی تاویل یہ دیتے ہیں کہ سردیوں کا موسم ختم ہورہا ہوتا ہے لوگ جو موسم کی شدت کی وجہ سے گھروں میں بند تھے۔ درجہ حرارت مناسب ہونے پر گھروں سے باہر آتے ہیں اور خزاں اور سرما کی بے رنگی اور بے مزگی جو ان کے مزاج اور آنکھوں پر چھائی ہوئی ہے اسے باہر آکر تیز رنگوں والے

کپڑے پہن کر ۔ ہر گھوم پھر کر ۔ پتنگ ۔ زی کر کے طبیعت کے اس ز ۔ کو ا ۔ رنے کی کوشش کرتے ہیں۔شوق کا ز ۔ دہ اظہار پتنگ ۔ زی کی شکل میں ۔ ۔ ہے۔سپاٹ آسمان اچا ۔ رنگوں سے سج جا ۔ ہے۔فطرت انگڑائیاں لیتی ہے اور ا ۔ نئی ز ۔ گی کا آغاز ہو ۔ ہے' خا کی ر ۔ کی زمین سرسوں کے پیلے اور ہرے ر ۔ کی وجہ سے رنگین ہو جاتی ہے۔بہار کے دوسرے پھول اور پ ۔ وں کی چہچہاہٹ خوشیوں کے پیغام لاتی ہیں کہ یہ بسنت ہے یہ جشن بہاراں ہے فطرت کے اس رنگوں بھرے اور خوشیوں بھرے جشن میں ا ۔ ن بھی شر ۔ ہو جاتے ہیں' یہ لوگ وہ تمام کام کرتے ہیں جو اہل ہنود کرتے ہیں سوائے سرسوتی دیوی کی پوجا کے۔

۲......بعض کا کہنا ہے کہ بسنت ا ۔ موسمی نہیں بلکہ مذہبی تہوار ہے چو ۔ اس کا ذکر پ ۔ انی ہندو مذہبی کتب میں آ ۔ ہے۔ رانی کتابوں کے مطابق پتنگ پ ۔ دو آنکھیں ۔ دوسرے ۔ ۔ بنا کر آسمان سے ۔ زل ہونے والی بلا ۔ دور کی جاتی ھیں یہ خیالات جنوب مشرقی ایشیاء کے کچھ مما لک میں بھی پ ۔ ئے جاتے ھیں جیسے سنگاپور، تھائی لینڈ وغیرہ

بسنتی ر ۔ کیا اسلامی ر ۔ ہے؟

بسنت کے موقع پ ۔ مرد و عورتیں زرد ر ۔ کا لباس پہنتے ہیں جبکہ یہ ر ۔ عیسائیوں کا ر ۔ ہے جسے اسلام نے ۔ کیا ہے آپ ﷺ نے اسے کفار کا ر ۔ کہا ہے۔

عیسائیوں کے ہاں بچہ کی پیدائش کے بعد اس کے او پ ۔ زرد ر ۔ کا پ ۔ نی ڈالا جا ۔ ہے اور وہ اس رسم کو ''ہمودیہ'' کہتے ہیں نیز ہندو خوشی مناتے ہوئے بھی اس ر ۔ کا استعمال کثیر تعداد میں کرتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ نے ا ۔ ن کے لیے الگ سے ا ۔ فطرتی ر ۔ رکھا ہے جو ۔ سے اچھا ہے عیسائیوں کے ہمودیہ رسم کی روک تھام کے لیے ہی اللہ تعالیٰ نے اس آ ۔ ۔ مبارکہ کا ۔ ۔ ول فرما ۔ تھا ارشاد ہو ۔ ہے:

’’(کہہ دو کہ ہم نے) اللہ کا رنگ (اختیار کر لیا ہے) اور اللہ سے بہتر رنگ کس کا ہوسکتا ہے؟ اور ہم اسی کی عبادت کرنے والے ہیں۔‘‘

بسنت کی شرعی حیثیت

فروری کے ابتدائی ایام میں زور شور سے منایا جانے والا یہ دن منانا حرام اور ناجائز ہے۔ کیونکہ اس کے حرام ہونے کی کئی ایک وجوہ میں سے ایک اس کا ہندوانہ تہوار ہونا بھی ہے۔

ا...... ہندوانہ تہوار

بسنت خالصاً ہندورانہ رسم ہے اور ایک خوشی کا ایک تہوار ہے جو انہوں نے حقیقت رائے کی یاد میں شروع کیا تھا۔ اور آج تک متعصب ہندو اسے زور و شور سے منا رہے ہیں۔

ابن حنیف ایک مستند مؤرخ ہیں ان کا تعلق ملتان سے ہے انھوں نے اپنی کتاب تاریخ سند میں لکھا ہے:

’ہندوؤں اور ہندو صنمیات میں دیوی دیوتاؤں کی تعداد کروڑ ہے دراصل زندگی کے ہر پہلو اور زندگی کے متعلق ہر چیز کو ہندوؤں کے ہاں تقدیس کا درجہ دے کر دیوی دیوتا بنا دیا ہے۔‘‘

(بسنت اسلامی ثقافت اور پاکستان ص ۴۶)

ہندو کیا ہیں؟ کروڑوں دیوتاؤں کا پجاری جو اللہ کو وشنو کہتا ہے اور وشنو کے مختلف اوتار مانتا ہے اور اصل خدا (وشنو) کو کبھی مٹی کے نرسنگھ میں کبھی رام چندر جی میں اور کبھی کرشن جی میں مہاراج میں خدا کا روپ سمجھتا ہے۔

بھارت کی انتہا پسند ہندو تنظیم شیو سینا کے سربراہ لاہور میں بسنت تہوار منانے پر ہر سال خوشی کا اظہار کرتے رہتے ہیں بسنت ۲۰۰۲ء کے موقع پر انھوں نے بیان دیا:

’’لاہور میں بسنت ہندو مذہب کی عظیم کامیابی ہے مسلمان تقسیم ہند سے پہلے

بھارتی ثقافت اپنا ۔ تو لاکھوں افراد کی جان بچائی جاسکتی تھی۔انھوں نے چھتوں سے کر ہلاک ہونے والے نوجوانوں کو اپنا شہید کہا۔''

(روز مہ ۲۰ فروری ۲۰۰۲ء)

وجے کمار:

وجے کمار بمبئی کا ای ہندو نوجوان ہے جو ۲۰۰۰ء میں بسنت کے موقع پ لاہور آ تھا بعد میں اس نے ای مضمون میں اپنے ات بھی بیان کیے تھے اس نے کہا:

''ز ہ دلان لاہور بسنت منانے ا ازکو دیکھ کر لگتا ہے کہ یہ ہمارا نہیں بلکہ تمھارا مذہبی تہوار ہے۔''

(بسنت اسلامی ثقافت اور پ کستان ص ۷۹)

ا ر ی سنگھ:

یہ بھی ای ہندوستانی نوجوان تھا جو ۲۰۰۱ء میں بسنت کے موقع پ لاہور آ تھا اس نے بیان د :

''جس قدر لاہور میں بسنت کی دھوم دھام دیکھنے میں آئی ہے اس سے تو یوں لگتا ہے کہ لاہور ہندوستان کا ہی حصہ ہے ہمیں تو یہاں بسنت منا کر محسوس ہی نہیں ہوا کہ ہم ہندوستان میں ہیں پ کستان میں۔''

(روز مہ ۲۱ فروری ۲۰۰۱ء)

سو گا ھی:

کانگریسی لیڈر سو گا ھی جو پ کستان کو ثقافتی طور پ فتح کرنے کا اظہار کرتی رہتی ہے ۱۹۹۸ء میں بسنت کے موقع پ ان کا بیان شائع ہوا:

''ہم سیاسی طور پ ت کی ی دیں ہلانے میں کامیاب ہو گئے ہیں اور یہی ہمارا سے ا مقصد تھا۔''

(روز مہ ۲۲ فروری ۱۹۹۸ء)

تشبیہ کفار:

بسنت کے ناجائز ہونے کا ایک ۔۔ یہ بھی ہے کہ اس تہوار کو منانے سے غیر مسلم قوموں کی تشبیہ ہوتی ہے جس سے اسلام نے سختی سے کیا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''اور ہم نے بنی اسرا کو کتاب (ہدایت) اور حکومت اور ت بخشی اور پاکیزہ چیزیں فرما اور اہلِ عالم پر فضیلت دی۔ اور ان کو دین کے بارے میں دلیلیں کیں تو انہوں نے جو اختلاف کیا تو علم آ چکنے کے بعد آپس کی ضد سے کیا بیشک تمہارا پروردگار قیامت کے دن ان میں ان باتوں کا جن میں وہ اختلاف کرتے تھے فیصلہ کرے گا۔ پھر ہم نے تم کو دین کے کھلے رستے پر (قائم) کر دیا تو اسی (رستے) پر چلو اور نادانوں کی خواہشوں کے پیچھے نہ چلنا۔''

''اور جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ اس (کتاب) سے جو تم پ۔ زل ہوئی ہے خوش ہوتے ہیں۔ اور بعض فرقے اس کی بعض۔ تیں نہیں بھی ما ۔ کہہ دو کہ مجھے یہی حکم ہوا ہے کہ اللہ ہی کی عبادت کروں اور اُس کیساتھ (کسی کو) شر ی نہ بناؤں میں اُسی کی طرف بلا تہ ہوں اور اُسی کی طرف مجھے لوٹنا ہے۔ اور اسی طرح ہم نے اس قرآن کو عربی ز۔ ن کا فرمان۔ زل کیا ہے اور اَ تم علم (ودانش) آنے کے بعد ان لوگوں کی خواہشات کے پیچھے چلو گے تو اللہ کے سامنے کوئی نہ تمہارا مددگار رہو گا اور نہ کوئی بچانے والا۔''

''اور تم سے نہ تو یہودی کبھی خوش ہوں گے اور نہ عیسائی یہاں تہ کہ اُن کے مذہب کی پیروی اختیار کرلو (ان سے) کہہ دو کہ اللہ کی ہدا ۔ تہ (یعنی دین اسلام) ہی ہدا ۔ تہ ہے اور (اے پیغمبر) اَ تم اپنے پ س علم (یعنی وحیِ الٰہی) کے آجانے پ بھی ان کی خواہشوں پ چلو گے تو تمہیں (عذابِ) الٰہی سے (بچانے والا) نہ کوئی دو تہ ہوگا نہ کوئی مددگار۔''

''کیا ابھی تہ مومنوں کے لئے اس کا وقت نہیں آ ی کہ اللہ کی ی دکرنے کے وقت اور (قرآن) جو (اللہ) ۔ حق (کی طرف) سے۔ زل ہوا ہے اس کے ۔۔ کے قوت ان کے دل۔ م ہو جا اور وہ ان لوگوں کی طرح نہ ہو جا جن کو (ان

سے) پہلے کتابیں دی گئی تھیں پ ان پ زمانہ طویل َ ر َ ی تو ان کے دل سخت ہو گئے اوران میں سے اکثر ٔ فرمان ہیں۔‘‘

احادیث مبارکہ میں بھی رسول اللہ ﷺ نے غیر مسلم قوموں کی مشابہت سے بچنے کی تلقین فرمائی ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

’’تم راہبوں کے لباس سے بچو یقیناً جوشخص ان جیسا لباس پہنتا ہے یا ان سے مشابہت اختیار کرتا ہے اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔‘‘

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ پ زرد ر َ کے ر َ ہوئے دو کپڑے دیکھے تو فرمایا:

’’اس طرح کے کپڑے کافروں کے ہیں انھیں نہ پہنا کرو۔‘‘

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

’’بے شک یہود و ری اپنے لوں کو نہیں رنگتے تو ان کی مخالفت کیا کرو۔‘‘

سید ٔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”مجھے قیامت سے قبل تلوار دے کر بھیجا َ ی ہے ۃ کہ اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کی جائے اور میرے رزق میرے نیزے کی انی میں ہے جو لوگ میرے احکام کی مخالفت کریں گے ذ ۃ ورسوائی ان کا مقدر ہوگی اور جو شخص کسی قسم کی مشابہت کرے گا وہ انہیں سے ہوگا۔“

سیدنٔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما ی :

”مشرکین کی مخالفت کرتے ہوئے داڑھیاں ۔ڑھاؤ اور مونچھیں کٹواؤ۔“

سیدنٔ جا. بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما ی :

”یہود کی طرح سلام نہ کیا کرو وہ سر، ہاتھ اور اشارے سے سلام کرتے ہیں۔“

سیدنٔ ابو ہر ی ہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما ی :

”. . ۃ لوگ روزہ جلدی افطار کرتے رہیں گے دین غا . رہے گا کیو یہودی اور عیسائی روزہ ۃ خیر سے افطار کرتے ہیں۔“

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے وہ بیان کرتی ہیں کہ . رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کا قر ی . تھا اور آپ اپنے چہرے پ اپنی چادر کا پلو کر ی ۃ . . تکلیف سے کچھ افاقہ ہوۃ تو

چادر کو چہرے سے ہٹاتے اور فرماتے:

’’اللہ تعالیٰ یہود و ری پ لعنت فرمائے انھوں نے اپنے ا ۔ ء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا تھا۔‘‘

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم

’’یہ فرما کر اپنی امت کو ان جیسا کام کرنے سے ڈرا رہے تھے۔‘‘

سید عمر بن خطاب سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا آپ فرما رہے تھے:

’’تم مجھے عیسائیوں کی طرح حد سے نہ بڑھاؤ انھوں نے عیسیٰ کے رے میں از حد غلو کیا تھا میں تو اللہ کا بندہ ہوں اور تم مجھے اللہ کا بندہ اور رسول کہا کرو۔‘‘

جانی مالی نقصان:

بسنت کے جائز کی ہونے کی وجوہات میں سے ای یہ بھی ہے کہ اس سے بہت سا جانی اور مالی نقصان ملک و قوم کو اٹھا پڑتا ہے کتنے پتنگ کی ڈور سے جان سے ہاتھ دھو بیٹھے ماہ فروری کی اخبارات اس کی واضح خبر دیتے ہیں۔

ای از ے کے مطابق ۲۰۰۰ء میں صرف بسنت کے دن اور رات میں ۱۰۰ سے

زائ افراد چھتوں سے کر یگاڑیوں سے ٹکرا کر زخمی ہوئے اور ہسپتالوں میں پہنچ گئے اور کتنے ہی داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔

جولائی ۲۰۰۳ء کے صرف ای ہفتے میں تین افراد ڈور کی وجہ سے گلے کٹوا بیٹھے۔

روزنمہ مقابلہ کی ہی ای خبر کے مطابق ۔ وزاتوار ۲۳ فروری ۲۰۰۵ء لاہور میں منی بسنت منائی گئی ۔ مانجھا لگی ڈور، دھاتی تراور تندی کا آزادانہ استعمال کیا ی جس کی وجہ سے شہر کے مختلف ڈاسٹیشنوں کے ۵۰ فیڈر بند ہو گئے اور ۱۰۰۰ مرتبہ ٹ پنگ ہوئی مختلف گھروں میں بجلی کی ۔ر۔ ربندش سے ہزاروں الیکٹرو آلات جل گئے۔

فضول چی:

بسنت کے ناجائ ہونے کا ۔۔ ای فضول چی بھی ہے جیسا کہ ارشاد ۔ری تعالیٰ ہے:

’’کھاؤ، پیواوراسراف نہ کروکیو وہ اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں کرت ۔‘‘

مزی فرمای:

’’اور فضول چی سے مال نہ اڑاؤ کہ فضول چی کرنے والے تو شیطان کے بھائی ہیں۔‘‘

خلاصہ کلام:

بسنت منانے سے ہندوؤں سے محبت کا اظہار ہوت ہے۔ وہ ہندو جنھوں نے اس رسم کو محمد ﷺ کی گستاخی کر کے شروع کیا تھا۔اے مسلمان! سوچ تیرا تعلق کس سے ہے؟ گاؤ ماتا کا

پیش ب پینٔ والوں سے یـ محمد کریم ﷺ سے؟ اَ تیرا تعلق محمد ﷺ اور آپ کے اہل بیت سے ہے تو چھوڑ ان ہندوانہ رسوم کو اور محبت رسول کے تقاضے پورے کر آپ ﷺ کی سچی محبت اور تابعداری اختیار کر ان شاء اللہ د اور آ ت کی کامیابیاں تیرا مقدر بنیں گئیں۔

جنوری 661ء

شہادت سیدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اور وہ لوگ جو ان کے ساتھ ہیں کافروں پر سخت ہیں۔ باہم رحم دل ہیں تم ان کو دیکھتے ہو کہ بہت رکوع اور بہت سجدہ کر کے خدا کا فضل اور اس کی رضا مندی کی جستجو کرتے ہیں''

تمہیدی کلمات:

سیدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کی شہادت جنوری ۶۶۱ء بمطابق ۲۰ رمضان ۴۰ھ کو ہوئی اسی مناسبت سے جنوری کے مہینے میں ان کی زندگی کے چیدہ چیدہ پہلوؤں پر ہم آج بات کریں گے، کیونکہ یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی وہ پاک باز ہستیاں ہیں کہ جن سے اللہ راضی ہو چکا ہے اور ان کے لیے دنیا ہی میں جنتی ہونے کا اعلان کر دیا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جن دس صحابہ رضی اللہ عنہم کے لیے بار بار جنت کی بشارت سنائی ان میں ہمارے ممدوح جناب علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کا چوتھا نمبر ہے۔

آپ کا مختصر تعارف

آپ رضی اللہ عنہ کا نام علی بن ابی طالب بن عبد المطلب ہے، آپ کی کنیت ابوالحسن اور ابوتراب تھی، لقب حیدر (شیر) نیز سیدنا علی رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی چچا زاد بھائی اور داماد ہیں، بچوں میں اسلام قبول کرنے میں انہیں اوّلیت حاصل ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے والد ابو طا ب

آپ ﷺ چھ سال ت والدہ کی آغوش میں رہے والدہ کے انتقال کے بعد آپ ﷺ کی پ ورش آپ ﷺ کے دادا عبدالمطلب نے اپنے ذمہ لے لی' آپ کی عمر ابھی ۸ سال دو مہینے دس دن ہوئی تھی کہ دادا کا سایہ بھی سر سے اٹھ گ یا تو اس وقت عبدالمطلب نے پ ورش کی ذمہ داری کی وصیت ابو طا ب کو کر دی جو آپ ﷺ کے سگے چچا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے والد تھے' چچا نے آپ سے بڑی محبت کی اور آ ی دم ت آپ کا احترام کرتے رہے، مختلف اسفار میں بھی ساتھ لے کر گئے۔ جیسا کہ . . آپ ﷺ کی عمر . رہ . س دو مہینے دس دن کی ہوئی تو ابو طا ب آپ ﷺ کو ساتھ لے کر تجارت کے لیے ملک شام کے سفر پ نکلے اور بصر ی پہنچے ۔ بصر ی شام کا ا ی مقام اور حوران کا مر ی شہر ہے اس وقت یہ ی ۃ العرب کے رومی مقبوضات کا دارالحکومت تھا۔ اس شہر میں . جیس ی ا ی راہب رہتا تھا، جو بُحیرا کے لقب سے معروف تھا ۔. . قافلے نے وہاں پ اؤ ڈالا تو یہ راہب اپنے جا سے نکل کر قافلے کی طرف آ یا اور اس کی میز . نی کی حالا اس سے پہلے وہ کبھی نہیں تھا۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کو آپ کے اوصاف سے پہچان لیا تھا اور آپ کا ہاتھ پکڑ کر کہا، یہ سید العالمین ہیں، اللہ انہیں رحمۃ العالمین بنا کر بھیجے گا' ابو طا ب نے کہا، تجھ کو یہ کیسے معلوم ہوا..؟ اس نے کہا:

”تم لوگ . . گھاٹی کے اس جا . نمودار ہوئے تو کوئی بھی در ت یا پتھر ایسا نہیں تھا جو سجدہ کے لیے جھک نہ گ یا ہو اور یہ چیزیں نبی کے علاوہ کسی اور ا ن کو سجدہ نہیں کرتیں ، پھر میں انہیں مہر ت سے پہچانتا ہوں جو کندھے کے نیچے کری (م ہڈی) کے پ س . . کی طرح ہے اور ہم انہیں اپنی کتابوں میں بھی پ تے ہیں“

اس کے بعد بُحیرا راہب نے ابو طا ب سے کہا کہ انہیں واپس کر دو ملک شام نہ لے جاؤ ، کیو یہود سے خطرہ ہے اس پ ابو طا ب نے بعض غلاموں کی معیت میں آپ ﷺ کو مکہ

واپس بھیج دی۔

ت کے بعد مشرکین مکہ ۔ شی کے پ س سے ٔ کام ہونے کے بعد قریش ای ۔ ر پھر ابو طا ۔ کے سامنے دھمکی کی صورت میں ای تجوی ٔ لے کر آئے۔ ای قریشی نوجوان ہم سے لے لو اور محمد ﷺ ہمارے حوالے کر دو۔ سردار ابوطا ۔ صا ۔ نے جواب دی ٔ ا کی قسم یہ کتنا ۔ اسودا ہے یہ کسی صورت قبول نہیں کیا جا سکتا۔

جناب ابوطا ۔ ۸۰ سال کی عمر میں تھے کہ مشرکین کا ای وفد پھر آپ کے پ س آی جن کی تعداد تقریباً پچیس تھی اور وہ اشراف قریش تھے۔ چنانچہ نبی علیہ السلام کو بھی ابوطا ۔ کے پ س بلا لیاَ ی ابوطا ۔ نے کہا کہ یہ لوگ کہتے ہیں کہ آپ ان کے معبودوں کو ۔ ا کہتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمای میں تو صرف یہ کہتا ہوں کہ تم لوگ لا الہ الا اللہ پ ڑھ لو عرب و عجم کے مالک بن جاؤ گے جب یہ لوگ پ یشان و مایوس ہو کر چلے گئے تو ان کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے سورۃ ص کی ابتدائی ۷ آی ت ٔ زل فرما ۔

شعب ابی طا ۔ کی محصوری کے خاتمے کے چھ ماہ بعد ۱۰ ی میں جناب (ابوطا ۔ کا بھی انتقال ہوَ ی۔ جناب ابوطا ۔ کی وفات کے دو ماہ بعد ی صرف تین دن بعد حضرت ام المؤمنین ٔ یجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا بھی رحلت فرما گئیں۔ تو آپ ﷺ نے اس سال کا ٔ م عام الحزن (غم کا سال) رکھا۔

والدہ فاطمہ ٔ ت اسد رضی اللہ عنہا

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی والدہ ما ۔ ہ حضرت فاطمہ ؓ ٔ ت اسد نے بھی حضرت آمنہ ؓ کے اس یتیم معصوم

کی، ماں کی طرح شفقت و محبت سے پ ورش کی، مستند روا یت کے مطابق وہ مسلمان ہو اور ہجرت کر کے مدینہ گئیں، ان کا انتقال ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے کفن میں اپنی قمیص مبارک پہنائی اور قبر میں لیٹ کر اس کو پ یا۔ لوگوں نے اس عنا یت کی وجہ در یافت کی تو فرما یا کہ ابوطا ب کے بعد سے زیا دہ اسی نیک سیرت خاتون کا ممنونِ احسان ہوں۔

ازواج و اولاد:

سیدۂ فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا کے بعد جناب مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے مختلف اوقات میں متعدد شادیاں کیں اور ان سے نہا یت کثرت کے ساتھ اولادیں ہو ۔ تفصیل ب ذیل ہے:

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا: رسول اللہ ﷺ کی صا ادی تھیں۔ ان سے ذکور میں حسنؓ، حسینؓ، محسنؓ اور لڑکیوں میں زینب کبریٰ اور ام کلثوم کبریٰ اور رقیہ پیدا ہو ۔ محسنؓ نے بچپن ہی میں وفات پ ئی۔

ام البنین بنت حزام رضی اللہ عنہا: ان سے عباسؓ، جعفرؓ، عبداللہ اور عثمان پیدا ہوئے۔ ان میں سے عباس کے علاوہ ب حضرت حسینؓ کے ساتھ کربلا میں شہید ہوئے۔

لیلیٰ بنت مسعود رضی اللہ عنہا: انہوں نے عبیداللہ اور ابوبکر کو یادگار چھوڑا۔ لیکن ای روایت کے مطابق یہ دونوں بھی حضرت حسینؓ کے ساتھ شہید ہوئے۔

اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا: ان سے یحییٰ اور محمد اصغر پیدا ہوئے۔

صہبا یا ام حبیب بنت ربیعہ رضی اللہ عنہا: یہ ام ولد تھیں، ان سے عمر اور رقیہ پیدا ہو ۔ عمر نے نہا یت طویل عمر پ ئی اور تقریباً پچاس برس کے سن میں ینبوع میں وفات پ ئی۔

امامہ بنت ابی العاص رضی اللہ عنہا: یہ حضرت زینبؓ کی صا ادی اور آپ ﷺ کی نواسی تھیں، ان سے محمد اوسط تولد ہوئے۔

خولہ بنت جعفر: محمد بن علی جو محمد بن حنفیہ کے نام سے مشہور ہیں ان ہی کے بطن سے پیدا ہوئے تھے۔

ام سعید بنت عروہ: ان سے ام الحسن اور رملہ کبریٰ پیدا ہو -

محیاۃ بنت امرء القیس: ان سے ای لڑکی پیدا ہوئی تھی- بچپن ہی میں فوت ہوگئی متذکرہ بالا بیویوں کے علاوہ متعدد لونڈ یں بھی تھیں اوران سے ذیل لڑکیاں تولد ہو -

ام ہانی، میمونہ، زینب صغریٰ، رملہ صغریٰ، ام کلثوم صغریٰ، فاطمہ، امامہ، خدیجہ ام الکرام، ام سلمہ، ام جعفر، جمانہ، نفیسہ-

غرض حضرت علیؓ کے سترہ لڑکیاں اور چودہ لڑکے تھے، ان میں سے چار سے سلسلہ جاری رہا- ان کے نام یہ ہیں:

حضرت حسن، حضرت حسین، محمد بن حنفیہ، اور عمر رضی اللہ عنہم

فضائل ومناقب

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو غزوہ تبوک میں پیچھے رہنے کا حکم دیا تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے مجھے عورتوں اور بچوں کے ساتھ پیچھے چھوڑ دیا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تو اس بات سے راضی نہیں ہے کہ تو

میرے نزدیک ایسے ہے جیسے موسیٰ علیہ السلام کے نزدیک ہارون کا مقام تھا؟ لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے''

جناب علی المرتضی رضی اللہ عنہ کی عبادت

حضرت علی رضی اللہ عنہ اللہ کے نہایت عبادت گذار بندے تھے' عبادات ان کا مشغلہ حیات تھا جس کا شاہد خود قرآن ہے۔ کلام پاک کی اس آیت :

''محمد رسول اللہ اور وہ لوگ جو ان کے ساتھ ہیں کافروں پر سخت ہیں باہم رحم دل ہیں تم ان کو دیکھتے ہو کہ بہت رکوع اور بہت سجدہ کر کے خدا کا فضل اور اس کی رضا مندی کی جستجو کرتے ہیں''۔

کی تفسیر میں مفسرین نے نکتہ لکھا ہے کہ سے ابوبکرؓ صدیق سے عمرؓ بن الخطاب سے عثمانؓ بن عفان' سے حضرت علیؓ ابن ابی طالب اور سے بقیہ صحابہؓ مراد ہیں۔

قرآن مجید کے اس اشارہ کے علاوہ خود صحابہؓ کی زبان سے ان کے اس امتیازی وصف کی شہادت مذکور ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

''جہاں تک مجھے معلوم ہے وہ بڑے روزہ دار اور عبادت گذار تھے''۔

رضی اللہ عنہا

زبیر بن سعید قریشی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

''میں نے کسی ہاشمی کو نہیں دیکھا جوان سے زیادہ اکا عبادت گذار ہو''۔

آپ رضی اللہ عنہ کو تو جنت چاہتی ہے

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جنت تین آدمیوں کی مشتاق ہے علی، عمار اور سلمان رضی اللہ عنہم اور یہ بہترین ...ہ ہے۔''

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا دوست

سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جس کا میں مولیٰ ہوں تو علی اس کے مولیٰ ہیں۔''

نوت: لغت میں مخلص دوست کو بھی مولیٰ کہتے ہیں۔ دیکھیے

نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

''تو ہمارا بھائی اور ہمارا مولیٰ ہے۔''

اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں مسکرا دیئے

حضرت علی رضی اللہ عنہ کیلئے ای دفعہ سواری کیلئے جانور لای ی۔۔ ۔ انہوں نے رکاب پ قدم رکھا تو ''بسم اللہ'' کہا۔۔ ۔ اسکی پشت پ ۔ اجمان ہوئے تو ''الحمد اللہ'' کہا پھر فرمای:

''پ ک ہے وہ ذات جس نے اسے ہمارے تبع کر دی جبکہ ہم اسکی قدرت نہیں ر ت
تھے اور بیشک ہم اپنے رب کیطرف پلٹ کر جانے والے ہیں''

پھر انہوں نے تین مرتبہ ''الحمد اللہ'' تین مرتبہ ''اللہ اکبر'' کہا۔ پھر کہا پ ک ہے تو میں نے ہی اپنی جان پ ظلم کیا پس مجھے بخش دے۔ کیو تیرے سوا کوئی ۔ ہ نہیں بخشتا ''ثم ضحک'' پھر مسکرائے ۔ان سے پوچھا ی امیر المومنین آپ رضی اللہ عنہ کس چیز پ مسکرائے؟ انہوں نے فرمای:

صلی اللہ علیہ وسلم

''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسطرح کرتے ہوئے دیکھا جس طرح میں نے کیا ، پھر آپ مسکرائے''

میں نے عرض کیا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کس چیز سے مسکرائے ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمای:

''تیرا رب اپنے بندے سے بہت خوش ہوت ہے ۔ ۔ وہ کہتا ہے میرے ۔ ہ معافکر دے، رب تعالیٰ فرمات ہے وہ جا ہے کہ میرے سوا کوئی اور ۔ ہ معاف نہیں کرت''

دعائے رسول پ نے والے

ای دفعہ سید، علی رضی اللہ عنہ بیمار ہو گئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کیلئے دعا فرمائی:

''اے اللہ اسے عافیت یا شفا فرما۔''

اللہ اور اس کے رسول کا محبوب بندہ

سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روای ہے کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن فرمای:

میں کل کو یہ پ چم ایسے شخص کو دوں گا جس کے ہاتھ پ اللہ تعالیٰ فتح فرمائے گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت ر تے ہے اور اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت ر تے ہیں سہیل کہتے ہیں کہ لوگوں نے وہ رات بڑی بے چینی سے گ اری کہ دیکھئے کل کسے پ چم ہوت ہے۔ ب صبح ہوئی تو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خ مت میں پہنچ گئے اور ہر ای اس پ چم کے ملنے کا خواہش مند تھا آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمای علی بن ابو طا ب رضی اللہ عنہ کہاں ہیں؟ عرض کیا گ ی ی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی آنکھیں د تے ہیں آپ نے فرمای ان کے پ س آدمی بھیج کر انہیں بلاؤ چنانچہ انہیں بلا ی گ ی تو آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب دہن ان کی آنکھوں میں لگا کر ان کے لئے دعا کی تو وہ ایسے تندر ت ہو گئے گوی انہیں کوئی تکلیف ہی نہ تھی تو آپ نے انہیں پ چم دے دی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا میں ان سے اس وقت ت جہاد کرت رہوں ب ت وہ ہماری طرح مسلمان نہ ہو جا آپ نے فرمای تم سیدھے جا کر ان کے میدان میں ات ڑو۔

''پھر انہیں اسلام کی دعوت دو اور اسلام میں اللہ کے جو حقوق ان پ وا ب ہوں گے وہ

بتاؤ قسم ٰ اکی! تمہارے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا کسی کو (اسلام کی طرف) ہدایت فرما دینا تمہارے لئے سرخ (عمدہ) او ں سے بہتر ہے۔

پیغمبر کی بیٹی سے شادی ہو جاتی ہے

حضرت . ی ہ بن حصیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما نے آپ ﷺ سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے رشتہ کی بات کی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

''فاطمہ ابھی چھوٹی ہیں۔''

اور . ب حضرت علی رحمۃ اللہ علیہ نے رشتہ طلب کیا تو آپ ﷺ نے قبول فرمایا۔

آپ ﷺ داماد کو منانے چل پڑے

سید ٰ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سیدہ فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے تو سید ٰ علی رضی اللہ عنہ کو گھر میں نہ پ یا تو آپ نے فرمایا تمہارے چچا کے بیٹے کہاں ہیں۔ وہ بولیں کہ میرے اور ا درمیان کچھ تنازعہ ہو گیا ہے تو وہ مجھ پر ٰ راض ہو کر چلے گئے اور میرے ہاں نہیں سوئے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ای شخص سے کہا کہ دیکھو کہ وہ (علی رضی اللہ عنہ) کہاں ہیں۔ وہ یکھ کر آیا اور اس نے کہا وہ مسجد میں سو رہے ہیں رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف لے گئے۔ اور وہ یٹے ہوئے تھے۔ ا چادر انے پہلو سے ہٹی ہوئی تھی جس کی وجہ سے ان کے جسم پر مٹی لگ چکی تھی تو رسول اللہ ﷺ ا جسم سے مٹی جھاڑتے جا رہے تھے۔ اور یہ فرماتے جا رہے تھے۔

”اے ابو… اب اٹھو..!“

داماد سے ناراضگی کا انداز

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات امیر المومنین علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: تم تہجد کیوں نہیں پڑھتے۔ حضرت علی رحمۃ اللہ علیہن نے عرض کی: یا رسول اللہ ہماری جانیں تو اللہ کے اختیار میں ہیں۔ وہ ہمیں اٹھانا چاہے گا، ہمیں اٹھا دے گا۔ انہوں نے یہ کہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (کچھ ناراض سے) واپس چلے گئے اور کوئی جواب نہیں دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم جاتے ہوئے اپنی ران پر ہاتھ مارتے جا رہے تھے اور یہ فرماتے جاتے تھے:

”انسان ہر چیز سے زیادہ جھگڑالو ہے۔“

لوگ غلط سمجھتے ہیں

حضرت ابوالطفیل فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ ہمیں ایسی بات بتائیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خصوصا آپ کے ساتھ کی ہو تو فرمانے لگے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے ساتھ کوئی ایسی خاص بات نہیں کی جو لوگوں سے چھپائی ہو لیکن میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

"اس شخص پ اللہ کی لعنت ہو جو غیر اللہ کے لیے ذبح کرے، اس شخص پ اللہ کی لعنت ہو جو کسی ۔ عتی کو پناہ دے، اس شخص پ اللہ کی لعنت ہو جو اپنے والدین پ لعنت کرے اور اس شخص پ اللہ کی لعنت ہو جو زمین کے ۔ ت کو مٹائے"۔

رحلت کا وقت آن پہنچا

تفصیل یہ ہے کہ واقعہ نہروان کے بعد چند خارجیوں نے حج کے موقع پ مجتمع ہو کر مسائل حاضرہ پ گفتگو شروع کی اور بحث و مباحثہ کے بعد ۔ لاتفاق یہ رائے قرار پ ئی کہ ۔ ۔ تین آدمی علی، معاویہ اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہم صفحہ ہستی پ موجود ہیں د ئے اسلام کو خانہ جنگیوں سے ت نصیب نہیں ہو سکتی- چنانچہ تین آدمی ان تینوں کے قتل کرنے کے لیے تیار ہو گئے- عبدالرحمٰن بن ملجم نے کہا کہ میں علی رضی اللہ عنہ کے قتل کا ذمہ ۔ ۔ ہوں، اسی طرح ۔ال نے معاویہؓ اور عبداللہ نے عمروؓ بن العاص کے قتل کا بیڑہ اٹھا ۔ اور تینوں اپنی اپنی مہم پ روانہ ہو گئے- کوفہ پہنچ کر ابن ملجم کے ارادہ کو قطام ۔ می ا ۔ خوب صورت خارجی عورت نے اور ز ۔ دہ مستحکم کر د ۔ اس مہم میں کامیاب ہونے کے بعد اس سے شادی کا وعدہ کیا اور جناب مرتضٰی رضی اللہ عنہ کے خون کا مہر قرار د ۔ -

غرض رمضان ۴۰ھ میں تینوں نے ا ۔ ہی روز صبح کے وقت تینوں ۔ رگوں پ حملہ کیا- امیر معاویہؓ اور عمروؓ بن العاص اتفاقی طور پ بچ گئے- امیر معاویہؓ پ وار اوچھا پڑا- عمروؓ بن العاص اس دن امامت کے لیے نہیں آئے تھے ا ۔ اور شخص ان کا قائم مقام ہوا تھا وہ عمروؓ بن العاص کے دھوکہ میں مارا ۔ ۔ - جناب مرتضٰیؓ کا پیمانہ حیات لبر ۔ ہو چکا تھا آپ مسجد میں تشریف لائے اور ابن ملجم کو جو مسجد میں آ کر سو رہا تھا، جگا ۔ ۔ ۔ آپ نے ز شروع کی اور

سر سجدہ میں اور دل راز و زِ الٰہی میں مصروف تھا کہ اسی حا میں شقی ابن ملجم نے تلوار کا نہا کاری وار کیا، سر پ زخم آ ی اور ابن ملجم کو لوگوں نے فتار کر لیا، حضرت علیؓ اتنے سخت زخمی ہوئے تھے کہ ز گی کی کوئی امید نہ تھی اس لیے حضرت امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما کو بلا کر نہا مفید ئح کیے اور محمد بن حنفیہ کے ساتھ لطف و مدارت کی کی۔ جندب بن عبداللہ نے عرض کی امیر المؤمنین! آپ کے بعد ہم لوگ امام حسن کے ہاتھ پ بیعت کریں، فرما ی اس کے متعلق میں کچھ نہیں کہنا چاہتا تم لوگ خود اس کو طے کرو۔ اس کے بعد مختلف وصیتیں کیں۔ قاتل کے متعلق فرما ی کہ معمولی طور پ قصاص ی ۔

تلوار زہر میں بجھی ہوئی تھی اس لیے نہا تیزی کے ساتھ اس کا ا تمام جسم میں سرا کر ی اور اسی روز یعنی ۲۰ رمضان ۴۰ھ جمعہ کی رات کو یہ فضل و کمال اور رشد و ہدا کا آفتاب ہمیشہ کے لیے غروب ہو ی۔ حضرت امام حسنؓ نے خود اپنے ہاتھ سے تجہیز و تکفین کی، ز جنازہ میں چار تکبیروں کی بجائے پ نچ تکبیریں کہیں اور عزی م کوفہ کے ا قبرستان میں سپرد خاک کیا۔ آپ کی مدتِ خلافت: ۴ سال ۹ مہینے۔

۱۴فروری ۲۷۰ء

ویلنٹائن ڈے

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”بے شک جو لوگ پسند کرتے ہیں کہ ان لوگوں میں بے حیائی پھیلے جو ایمان لائے ہیں ان کے لیے د اور آ ت میں دردنا ک عذاب ہے اور اللہ جا ہے اور تم نہیں جا ے“

تمہیدی کلمات

آج پ کستان اور دوسرے اسلامی مما لک میں بھی مغرب کی ان ھی تقلید رواج پ رہی ہے ہر وہ کام جسے اہل مغرب اپنے مذہبی تہوار، موسمی تہوار ی کسی اور تہوار کے ن م سے مناتے ہیں سادہ لوح مسلمان ان کی دیکھا دیکھی لاشعوری طور پ اسے پسند کرن اور اسے منان شروع کر دیتے ہیں حالا ا یہود اور ری کی ت ریخ دیکھی جائے تو یہود اللہ کے غضب اور غصے کے مستحق بنے اور ری گمراہ قرار پ ئے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے سورۃ فاتحہ میں فرما دی ہے۔

یہ دونوں َ وہ کسی بھی صورت میں مسلمانوں سے راضی نہیں ہو ت یہاں ت کہ مسلمان اپنا دین حق چھوڑ کر ان کے دین ب طل کو قبول کر لیں۔ ان کی اس انتہا پسندی اور اسلام دشمنی کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن میں اس ان ازمیں فرما ی ہے۔

''اور تجھ سے یہود اور ری ہرَ ٔ راضی نہیں ہوں گے یہاں ت کہ تو ان کی ملت کی پیروی کرے، کہہ دیجیے اللہ کی ہدای ت ہی اصل ہدای ت ہے۔''

ویلنٹائن ڈے اور اس کی حقیقت

۱۴ فروری کو منای جانے والے ویلنٹائن ڈے کو محبوبوں کا خاص دن ی اسے عاشقوں کا تہوار کہا جات ہے۔

اس کا ت ر پس منظر کچھ یوں بیان کیا جات ہے۔ پ دری ویلنٹائن تیسری صدی کے اوا ٔ میں روحانی ب دشاہ کلاڈیس ث نی کے ز ی حکومت رہتا تھا کسی ٔ فرمانی کی ب و ت ب دشاہ نے پ دری کو جیل بھیج دی ۔ جیلر کی لڑکی سے اس کی شناسائی ہوگئی اور وہ اس کا عاشق ہوَ ی ۔ وہ لڑکی ای سرخ گلاب کا پھول لے کر اس کی زی رت کے لیے آتی تھی ب ب دشاہ نے یہ معاملہ دیکھا تو اسے پھا دینے کا حکم صادر کیا۔ پ دری نے آ ٔ ی لمحات میں بھی اپنی محبت کا اظہار اس ا ٔ از سے کیا کہ اپنی معشوقہ کے ٔ م ای کارڈ ارسال کیا جس پ یہ عبارت تحری کی:

''مخلص ویلنٹائن کی طرف سے''

پھر اس کو ۱۴ فروری ۲۷۰ء کو پھا دے دی گئی۔ اس کے بعد یورپ کی بہت سی بستیوں میں ہر سال اس دن لڑکوں کی طرف سے لڑکیوں کو کارڈ بھیجنے کا رواج چل پ ا۔

اس طرح کی کئی داستا مختلف ا ٔ از میں بیان کی جاتی ہیں تقریباً ب میں مر ٔ ی کردار ویلنٹائن ہی ہے۔ جسے شہید محبت کہا جات تھا۔

ویلنٹائن ڈے پ کستان میں

پ کستان میں ویلنٹائن ڈے کا تصور نوے کی دہائی کے آ ‌ میں ریڈ یو اور ٹی وی کی خصوصی نشریات کی وجہ سے مقبول ہوا۔ شہروں میں بلکہ اب قصبوں ‌ میں بھی ب ڑے جوش و ‌ وش سے منا یا جا ‌ ہے پھولوں کی فرو ‌ ‌ میں اور قیمت میں کئی سو ‌ اضافہ ہو جا ‌ ہے۔ ویلنٹائن ڈے کے موقع پ ا یے طوفان ب تمیزی بپا ہو ‌ ہے۔ شریف الطبع افراد کو طعن و تشنیع کا نہ بنا یا جا ‌ ہے۔ سر عام چوراستوں پ او ب ش نوجوان اپنی محبت کا اظہار (بلکہ ا‌ اسے بے حیائی کہا جائے تو ز یادہ قرین قیاس ہے) نوجوان لڑکیوں کو پھول پیش کر کے کرتے ہیں یا پھر سرخ ر ‌ غبارے پیش کیے جاتے ہیں۔

یہ ب ت تو ‌ ر ‌ حوالے سے ث ب ‌ شدہ ہے کہ یہ عید محبت عیسائیوں کی طرف سے ہمارے ا ‌ ر آئی ہے جو اسے ا یے شہید محبت کے تہوار کے ‌ م سے مناتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کی پیشن گوئی اور ویلنٹائن ڈے

حضرت ابو سعید ‌ ری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرما یا:

”تم ضرور اپنے سے پہلوں کے طر ‌ پ ب لشت ب ب لشت اور ہاتھ ب ہاتھ چلو گے حتیٰ کہ ا‌ وہ کسی سا ‌ ڈے کی بل میں داخل ہوئے تو تم بھی داخل ہو گے۔“
ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا یہود و ‌ ری (کے نقش قدم پ) آپ ‌ نے فرما یا: پھر اور کون ہے۔“

ایسے لوگ جو اسلامی تعلیمات و اقدار چھوڑ کر مغربی تہذ یب کو اپناتے ہیں ان کے متعلق رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

’’جس نے کسی قوم کی مشابہت اختیار کی تو وہ انہی میں سے ہے۔‘‘

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

’’یہ حدیث کفار کے اقوال وافعال، لباس، تہوار، عبادات اور ان کے علاوہ د امور میں مشابہت اختیار کرنے پ وعید اور سخت مما پ دلا کرتی ہے جو شریعت نے ہمارے لیے مشروع و جائز قرار نہیں دیے ہیں۔‘‘

ویلنٹائن ڈے اور شریعت اسلامیہ کی خلاف ورزی

ا۔ زی

اللہ تعالیٰ نے زی جو کہ زنا کی راہ ہموار کرتی ہے اس سے زر ہنے کا اور نبی ﷺ نے بھی اس سے فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مقدس میں فرماتے ہیں:

’’آپ مومن مردوں سے کہہ دیں کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں یہ ان کے لیے زیادہ پاکیزہ ہے۔ بے شک اللہ اس سے پوری طرح خبر ہے جو وہ کرتے ہیں اور مومنہ عورتوں سے کہہ دیں کہ وہ اپنی نگاہوں کو جھکا کر رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی ز ظاہر نہ کریں۔‘‘

یوم محبت کے موقع زی بھی ہوتی ہے اور ز کا اظہار بھی بلکہ یہ روشن خیالی بے حیائی کی آ ی حدود کو بھی چھوتی جا رہی ہے کہ اس موقع پ زنا جیسے وں نے فعل کا ارتکاب بھی ہونے لگا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب کی اس ا از میں

فرمائی۔حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

’’ کے پیچھے نہ لگاؤ (یعنی دو. رہ نہ دیکھ) تیرے لیے پہلے (معاف) ہے دوسری نہیں۔‘‘

حج کے موقع پر حضرت فضل رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سواری پر سوار تھے خثعم قبیلے کی ا. عورت آئی تو فضل رضی اللہ عنہ نے اس کی طرف دیکھنا شروع کر دیا اور وہ انھیں دیکھنے لگ گئی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فضل کے چہرے کو دوسری طرف پھیر دیا۔

۲۔غیرمحرم کے ساتھ خلوت

یوم محبت یا عید محبت کے موقع پر لڑکے اور لڑکیاں خلوت اختیار کرتے ہیں ریسٹورنٹ وغیرہ کے کمروں کی ایڈوانس بکنگ کرتے ہیں تاکہ اپنی محبت کا اظہار کر سکیں۔ان کے خفیہ مناظر کو کیمرے کی آنکھ محفوظ کر لیتی ہے جوان کے لیے ذلت ورسوائی کا . . بن جاتے ہیں۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا تھا:

’’کوئی آدمی کسی عورت کے ساتھ تنہائی اختیار نہیں کرتا ان دونوں کے ساتھ تیسرا شیطان ہوتا ہے۔‘‘

اگر حج جیسا پاکیزہ سفر بھی ہو تو تب بھی کسی غیرمحرم کے ساتھ خلوت اور سفر جائز نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

’’کوئی آدمی کسی عورت کے ساتھ خلوت اختیار نہ کرے اور نہ کوئی عورت سفر کرے

اس کے ساتھ اس کا محرم موجود ہو۔ ای شخص کھڑا ہوا اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں فلاں فلاں غزوہ میں حاضر تھا اور میری بیوی حج کے لیے چلی گئی ہے تو آپ ﷺ نے فرمای:

’’جا اپنی بیوی کے ساتھ مل کر حج کر۔‘‘

۳۔محبت کی شادی

کچھ لوگ اپنی محبت کی تکمیل گھر سے بھاگ کر کورٹ میرج سے کرتے ہیں جو کہ دونوں خا نوں کے لیے ذ ت ورسوائی اور پ یشانیوں کا . . ﺒ ہے۔ والدین کے سر شرم سے جھک جاتے ہیں یہ . مغربی تہذ . کی ا ﺪﮬی تقلید اور سیکولر از سوچ کا نتیجہ ہے جبکہ اسلام ہمیشہ سے والدین اور خا ان کے احترام و اکرام کا درس دیتا ہے۔ اس فعل وہ کے مرتکب افراد کی حوصلہ شکنی کرت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمای:

’’جو عورت اپنی ولیوں کی اجازت کے بغیر نکاح کرے تو اس کا نکاح . طل ہے تین . ر فرمای۔‘‘

۴۔بے حیائی اور فحاشی کا فروغ

یوم محبت اسلامی اقدار کی دھجیاں اڑانے کا دن ہوت ہے جس میں ہر وقت اسلامی تعلیمات کا مذاق اڑای جات ہے اور اسے قدیم کہہ کر ﻧﻈ ﺍﻧ از کر دی جات ہے جبکہ اسلام اور اسلامی تعلیمات ہی بے حیائی وفحاشی کے سامنے بند کا کام کرتی ہیں ایسے لوگ جو فحاشی وعر ﯾ نی کو فروغ دینا چاہتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے . رے میں . ڑے واضح الفاظ میں

فرماتے ہیں:

”بے شک جو لوگ پسند کرتے ہیں کہ ان لوگوں میں بے حیائی پھیلے جو ایمان لائے ہیں ان کے لیے د اور آ ت میں درد ک عذاب ہے اور اللہ جا ہے اور تم نہیں جا ۔“ (النور:۱۹)

اسلامی تہوار

روشن خیالی سے متاثر بعض لوگ یہ کہہ دیتے ہیں کہ تفریح ہونی چاہیے اور . ت کی قدر ہونی چاہیے۔ اسلام نہ تفریح سے کرتا ہے اور نہ ہی . ت کو کچلنے کا حکم دیتا ہے بلکہ اس کے لیے اسلام خود مواقع فراہم کرتا ہے جہاں . ت کی . ت ہے تو ان کی تسکین کے لیے نکاح کے جائز طر کو اپنانے پر زور دیتا ہے۔ رہی . ت تفریح کی ایسی تفریح جو ذکر اللہ سے غافل کر دے اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں زمانہ جاہلیت میں مدینہ میں لوگ دو تہوار منایا کرتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا:

”اللہ تعالیٰ نے ان دونوں دنوں کے . لے تمھیں بہتر دن دیے ہیں عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ۔“

زمانہ جاہلیت میں عربوں میں جو تہوار ہوتے تھے ان میں خود شر کی اور نہ ہی اپنے متبعین کو ان میں جانے اور منانے کی اجازت مرحمت فرمائی بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم واذن سے

الگ سے دو دن مسلمانوں کی تفریح کے لیے مقرر فرما دیے۔ اسلام خود ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جو کسی دوسرے مذہب اور دین کی تقلید کی اجازت نہیں دیتا۔ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ جو تحفظ امن اور عزت واحترام اسلام اپنے ماننے والوں کو دیتا ہے کوئی اور مذہب نہیں دیتا۔ اسلام ہی ہے جو انسانی تکریم کا حق ادا کرتا ہے اسی لیے ہر وہ عمل باطل ٹھہرتا ہے جو اسلام کے اصولوں کے منافی ہو چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن مقدس میں فرماتے ہیں:

''تو کیا وہ اللہ کے دین کے علاوہ کچھ اور تلاش کرتے ہیں حالانکہ آسمانوں اور زمین میں جو بھی ہے خوشی اور ناخوشی سے اسی کا فرماں بردار ہے اور وہ اسی کی طرف لوٹائے جائیں گے۔''

اس سے آگے اللہ تعالیٰ نے مزید یہ بات ارشاد فرمائی:

''اور جو اسلام کے علاوہ کوئی اور دین تلاش کرے تو وہ اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا اور وہ آخرت میں خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہوگا۔''

۸ مارچ
خواتین کا عالمی دن

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

’’ان عورتوں کو بھی ایسے ہی حقوق ہیں جیسے کہ ان پر مردوں کے حقوق ہیں۔‘‘

تمہیدی کلمات:

۸ مارچ کو خصوصا اور وقتا فوقتاً عموماً عورتوں کے حقوق کا ه بلند کیا جا ہے۔اگر چہ م تو ’’عورتوں کے حقوق‘‘ کا ہی لیا جا ہے اس کے پس پردہ وہ خطر ک عزائم ہیں یورپ جنھیں مشرقی د میں خاص طور پر اسلامی مملک میں پروان پڑھا چاہتا ہے اگر ہم اس دن کے مطالبات، طر کار، جلسے، جلوسوں اور مختلف پروگراموں کا بغور جائزہ لیں تو یہ حقیقت آشکار ہوتی ہے کہ ہماری عورتوں کو بہت بڑا دھوکہ دینے کی کوشش کی جارہی ہے اور انھیں غلاظت کے اس گڑھے میں اتارنے کی سعی کی جارہی ہے جہاں سے مغربی عورت کا نکلنا محال ہو چکا ہے۔

پاکستان میں حقوق اں کی علمبردار تنظیمیں عورتوں کے حقیقی مسائل سے قطع مغرب کی لی کی کوشش کر رہی ہیں وہ پاکستان عورتوں کو اس بادی میں اتارنا چاہتی ہیں جس میں یورپ سرتا پاؤں دھنس چکا ہے۔ یورپی معاشرہ کو اس تحریک نے کوئی فائدہ تو نہیں پہنچایا البتہ وہاں کے خاندانی م کو تباہی و بادی کے کنارے لا کھڑا کیا ہے۔ اس لیے تو ۱۹۷۳ء میں امریکہ میں ہی اس تحریک کی زبردست مخالفت شروع ہو گئی تھی۔ اہل مغرب

نے . . ایسے معاشرہ میں ٭ جائ ٭ بچوں کا سیلاب اُمڈتے اور گھروں کا سکون . . دھوتے دیکھا تو خود ہی مزاحمت کرنے لگے۔ افسوس کہ آج ہماری بعض ٭ م نہاد ترقی یافتہ بیگمات پاکستانی ماؤں، بہنو کو وہ میٹھا زہر دینے کی کوشش کر رہی ہیں جو ان کے لیے جان لیوا ثابت ہوگا۔

عورتوں کے حقوق کا مغربی ہ، حقیقت کیا ہے؟

خا٭ ان م کی تباہی اور شادی کی ضرورت کا خاتمہ، تحری اس کے ٭ یادی اہداف میں شامل رہا ہے۔ میری وولسٹن کرافٹ سے لے کر آج تک اس تحریک کی علمبردار تمام عورتوں نے خا٭ ان کو اپنی جاحانہ تنقید کا نہ بنایا ہے۔ چو خا٭ ان بطور ادارے کے مرد وزن کے آزادانہ اختلاط اور جنسی بے راہ روی کے راستے میں ای اہم رکاوٹ ہے۔ اسی لیے خا٭ انی ادارے کو اس تحری کے علمبردار راستے کا پتھر سمجھتے ہیں۔ درج ذیل سطور میں پیش کردہ تحری اس کی پرجوش مبلغات کے خیالات حظہ فرمائیے:

۱۔ میری وولسٹن کرافٹ کے بعد جس خاتون نے شادی کے ادارے پر حملہ کیا وہ جارج سینڈ (۱۸۷۶ء۔۱۹۰۴ء) تھی۔ یہ خاتون انتہائی درجہ میں ا بی اختلاج کا شکار تھی۔ اس کی ز٭ گی کا اسٹائل مردوں سے مشابہت رکھتا تھا۔ شادی کے ادارے کے متعلق اس کا کہنا ہے: ''میرے اس یقین میں کبھی کمی نہیں آئے گی کہ شادی کا دارہ . سے زیادہ قابل ت ادارہ ہے، مجھے ذرہ . ا. شک نہیں ہے کہ . . نوع ا نی عقل کی طرف سفر کرے گی تو شادی کا سلسلہ ختم ہو جائے گا۔''

۲۔ انیسویں صدی کے وسط میں مسز ا ۔ ایچ پرائس کا اس تحری کے حوالے سے خاصا پرچا رہا۔ یہی موصوفہ تھی جو ۱۸۴۸ء کے عورتوں کے کنونشن کی روح رواں تھی۔ اس نے مذکورہ کنونشن میں مطالبہ کیا کہ ''عورتوں کو زمتیں دی جا تی کہ وہ شادی کی جھنجھٹ اور معاشی انحصار سے اپنے آپ کو آزاد کرسکیں۔''

۳۔ ۱۸۹۴ء میں الیزا. ٹ گیمبل نے ''عورت کا ارتقاء'' کے عنوان سے کتاب تحر یکی۔ موصوفہ نے اپنی تخلیق کا نچوڑ بیان کیا کہ ''شادی نے عورت کو جنسی غلام بنا دیا ہے۔''

۴۔ جان اسٹورٹ مل نے ''عورتوں کی محکومیت'' کے نام سے کتاب لکھی۔ وہ حقوق ان کا . تی پ چارک تھا۔ اس کا یہ قول ز. ن زد عام رہا: ''شادی غلام کی واحد صورت ہے جو اب ت ہمارے قانون کے تحت جائز ہے، نکاح کا بندھن قانونی فحاشی کے مترادف ہے۔

۵۔ چار ٹ میگمن کا قول ہے: ''عورت اور مرد کے درمیان شادی کے بغیر جنسی تعلقات کو ہم . کرداری نہیں سمجھتے۔''

۶۔ ڈبلیو آئی جارج نے ۱۹۱۳ء میں ای مضمون میں اعلان کیا: تحر ی ان ک اصل مقصد شادی کو ختم کرنا اور آزاد جنسی تعلقات کا قیام ہے۔

۷۔ میں غیر شادی شدہ اکیلی عورت کو قابل عزت سمجھتی ہوں۔ میری یہ پیش گوئی ہے کہ وہ وقت دور نہیں . شادی کے بغیر زندگی گزارنے والی اکیلی عورت شادی شدہ خواتین سے زیادہ قابل عزت سمجھی جائے گی۔ (مسز سلیسا . لے)

تحر ی ان کی فکری د ی کے تو یہ محض چند چاول ہیں ان سے یہ نتیجہ اخذ کرنا مشکل نہیں ہے کہ یہ تحر ی . دی طور پ جنسی آوارگی اور شادی کے نتیجہ میں وجود میں آنے والے خاندانی م کو تباہی پ ہے۔

اہم مطالبات

۱۔ عورتوں کو ہر لحاظ سے مردوں کے مساوی حقوق دیے جا ۔

۲۔ عورتوں کو گھروں میں قید کر کے نہ رکھا جائے۔

۳۔ اسلامی ممالک میں عورت کو پردے کی بے جا پابندی سے آزاد کیا جائے۔

۴۔ عورتوں اور مردوں کے لیے یکساں اخلاقی ضابطے مقرر کیے جا ۔

۵۔ عورت کو گھر میں خاوند کی خدمت اور بچوں کی دیکھ بھال سے آزاد کر دیا جائے یا پھر اس کو اس کا معاوضہ دیا جائے۔

۶۔ شادی نے عورت کو جنسی غلام بنا دیا ہے لہٰذا عورت پر اس کی پابندی نہیں ہونی چاہیے۔

۷۔ عورت کو طلاق کا حق تفویض کیا جائے۔

۸۔ اگر شوہر بیوی سے حقوق زوجین پورا کرنے کے لیے اصرار کرے تو اس پر زنا بالجبر کا مقدمہ درج کیا جس کی کم سے کم سزا عمر قید ہو۔

۹۔ خاندان کے موجودہ ڈھانچے کو تبدیل کیا جائے کیونکہ یہ عورتوں کے استحصال کا ذریعہ ہے۔

۱۰۔ شادی کا خاتمہ اور آزاد جنسی تعلقات کا فروغ

۱۱۔ پاکستان سے حدود آرڈیننس کا خاتمہ

اہم مقاصد

خواتین کے عالمی دن کو جس انداز سے منایا جاتا ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ اس تحریک سے مندرجہ ذیل مقاصد حاصل کرنے کی مذموم کوشش کی جا رہی ہے۔

۱۔ اسلامی اقدار کی پامالی

۲۔ نکاح کی حوصلہ شکنی اور جنسی آزادی کا فروغ

۳۔ خاندانی نظام کی تباہی

۴۔ پردہ کا خاتمہ

۵۔ عورتوں کی بے راہ روی

یہ ہے ۸ مارچ خواتین کا عالمی دن

کیا اسلام نے عورتوں کے حقوق کا تحفظ نہیں کیا؟

اسلام آفاقی دین اور فطرت کے عین مطابق آسمانی شریعت ہے۔جس میں کسی قسم کی خامی کا تصور بھی نہیں ہے اس کے قوا پ وردگار عالم کی طرف سے ٘ زل کردہ ہیں جو ہر لحاظ سے مرد اور عورت کے لیے یکساں مفید اور ان کی فلاح و بہبود کے لیے یکساں فائ ہ مند ہیں اور ان میں ٘ میم کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں ہے۔اسلام نے جہاں مردوں کو کچھ حقوق ادا کیے ہیں وہاں عورتوں کو بھی بے مثال اور قابل رشک حقوق سے نوازا ہے ان کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

۱۔ وہ حقوق جو مرد اور عورت کے لیے مساوی ہیں۔

۲۔ وہ حقوق جن میں عورت کو مرد پ . ٘ ی حاصل ہے۔

۳۔ وہ حقوق جن میں مرد کو عورت پ . ٘ ی حاصل ہے۔

مردوزن کے مساوی حقوق

اسلام نے مرد اور عورت کے لیے جن حقوق میں مساوات کا اعلان کیا ان کی تفصیل کچھ یوں ہے۔

۱۔نیک اعمال اور ان کے ا. وثواب کا حق:

اللہ تعالیٰ نے بلا تخصیص ہر مرد و عورت کو یہ خو ی سنائی کہ جو نیک اعمال کا اہتمام کرے گا وہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا وارث ٹھہرے گا۔فرما :

’’جس نے کوئی نیک عمل کیا (وہ) مرد ہو عورت جبکہ وہ مومن ہو تو ہم اسے ضرور پ کیزہ ز ٘ گی کریں گے اور جو اعمال وہ کرتے تھے ان کا ا. اس سے بہتر بہتر دیں گے۔‘‘

۲۔خانگی ز ٘ گی کے حقوق:

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس بات کا اعلان فرمایا کہ خانگی زندگی میں عورتوں کو بھی ایسے ہی حقوق حاصل ہیں جیسا کہ مرد کو ہیں ارشاد ہے:

''ان عورتوں کو بھی ایسے ہی حقوق ہیں جیسے کہ ان پر مردوں کے حقوق ہیں۔''

۳۔ملکیت اور میراث کا حق:

یہودی مذہب عورت وارث نہیں بن سکتی چاہے وہ میت کی ماں، بیٹی، بہن یا بیوی ہی کیوں نہ ہو۔ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

☆ اگر باپ فوت ہو جائے تو اس کے وارث صرف بیٹے ہی ہوں گے۔(الاحکام الشریعہ۲/ ۱۸۷)

☆ اگر بیٹی شرعی وارثوں میں موجود ہو تو وہ صرف نان ونفقہ کی مستحق ہوگی وہ بھی بلوغت تک اور شادی کرنے کی صورت میں وہ باپ کی جائیداد میں سے شادی کے اخراجات کی ہی مستحق ہوگی۔(الاحکام الترغیب۳/ ۱۴۵)

☆ اگر کسی عورت کا بیٹا یا بیٹی فوت ہو جائے تو ان کی ماں اپنی اولاد کی جائیداد کی وارث نہیں ہوگی۔(المقارنات المقابلات:۲۳۶)

☆ اگر خاوند پہلے فوت ہو جائے تو بیوی اپنے متوفی خاوند کی جائیداد میں وارث نہیں بن سکتی۔

مشرکین عرب کا دستور تھا کہ جب ان میں کوئی فوت ہوتا تو چھوٹی اولاد اور عورتوں کو وراثت سے محروم کر دیتے تھے صرف اس لیے کہ وہ جنگ میں حصہ نہیں لیتے تھے ان کا معروف قول یہ تھا:

''کوئی بھی ورثہ حاصل نہیں کر سکتا سوائے اس کے جو گھوڑے کی پیٹھ پر بیٹھ کر جنگ لڑتا ہے۔''

اسی طرح ہندوؤں کی مقدس کتابوں میں یہ اعلان واضح طور پ لکھا ‍ َیـ تھا: ’’لڑکی
بـ پ کی جا ادکی وارث نہیں‘‘ (کتاب منو: ۱/۱۹۹)
جبکہ اسلام نے عورتوں کوملکیت اورورا ثـ ـ کا حق کیا۔ اللہ تعالیٰ کاارشاد ہے:

’’جو مال ماں بـ پ اور رشتہ دار چھوڑ کر مریں، تھوڑا ہو یـ بہت، اس میں مردوں کا بھی
حصہ ہے اور عورتوں کا بھی‘‘

۴۔ سماجی حقوق:

اسلام نے عورتوں کو مردوں کی طرح معاشرہ کا بـ عزت اور قابل احترام شہری قرار
د یـ۔
اسلام نے قبل عورتوں کے ساتھ ٭ روا سلوک بـ ـ جا ـ تھا انھیں تیسرے درجے کی
مخلوق سمجھا جا ـ تھا۔ یہود یـ ـ ، عیسائیت، ہندومت اور د مذاہب میں عورت کو ا ن
نہیں سمجھا جا ـ تھا۔
یہودیوں کے ہاں یہ یہ تھا:
’’حوا نے آدم کو اللہ تعالیٰ کی حکم عدولی پ اکسا یـ لہٰذا وہ مکار بـ اور ا نی کی
دشمن ہے۔‘‘ (پیدائش)
عیسائیوں کے ہاں عورت کا معاشرتی مقام یہ تھا کہ ’عورت شیطان کے آنے کا راستہ
ہے...... وہ آدم کو شجرہ ممنوعہ کی طرف لے جانے والی، اللہ کا قانون توڑنے والی اور مرد کی
غارت َ ی کرنے والی ہے حالا مرد اللہ کی تصو یـ تھا۔
Terlulion

ہندوؤں کا معروف عقیدہ ہے کہ عورت کی کوئی ۔ اگانہ حیثیت نہیں وہ صرف پ ؤں کی جوتی ہے ۔ ۔ ت گھس گھس کر ختم نہ ہو جائے اسے پ ؤں میں ہی رکھو۔ خاو مر جائے تو اسے بھی ساتھ ہی جلا ڈالو، اس کی ا وی ت کا دارومدار صرف اور صرف خاو ہے۔

کیا عورت بھول چکی ہے کہ امریکہ میں عورت کو ذبح کیا جا تھا اور اس کے سینہ کو کاٹ پھینکا جا تھا۔ از ۔ شندے ہر سال ای خاص موسم میں نوجوان لڑکی کا سر کاٹ کرتے تھے کہ فصل اچھی ہو اور دوسرے موسم میں ۔ ڈھا کو قر ۔ ن کیا جا تھا کہ اس کی چمڑی سے قبیلہ کا کاہن اپنے جادو کی تکمیل کر سکے۔ یو نی کہا کرتے تھے عورت کے خوبصورت چہرے کے پیچھے نحو ت چھپی ہے اور اس کی جبلت ہی ۔ ائی پ ہوتی ہے۔ ہالینڈ میں یہ قانون معروف تھا کہ شوہر بیوی کو جس طرح چاہے مار پیٹ سکتا ہے اور وہ اسے مار مار کر اسے کے قدم خون سے بھر دے تو بھی کوئی ۔ م والی ۔ ت نہیں۔

ان کے ۔ عکس اسلام نے عورت کو معاشرے کا معزز ین فرد قرار دی ہے بلکہ اس کو د میں مرد کے لیے بہترین ساتھی ز گی کی پہلی عمدہ شے اور مرد پ اللہ تعالیٰ کی ۔ ڈی نعمت قرار دی ہے۔

فرمای: ''د سامان ز ہے اور اس کا بہترین سامان صالح عورت ہے۔''

اور سماجی حقوق دیتے ہوئے فرمای: ''لوگوں سنو! عورتوں کے ساتھ اچھے سلوک سے پیش آؤ...... تمھیں ان کے ساتھ سختی کا ۔ ؤ کرنے کا حق نہیں سوائے اس صورت کے ۔ ۔ ان کی طرف سے کوئی کھلی ہوئی ۔ فرمانی سامنے آئے۔'' (ت مذی:۱۱۶۳)

رسول اللہ ﷺ نے عورت کے ۔ رے میں بہت سی ہدای دی ہیں جن میں ای یہ ہے:

''کامل مومن وہ ہے جو اپنے اخلاق میں ۔ سے اچھے ہوں اور تم میں ۔ سے

اچھے وہ لوگ ہیں جو اپنی عورتوں کے حق میں . سے اچھے ہوں۔‘‘

(ترمذی:۱۱۶۲)

۵۔حصول ا ف کا حق:

اسلام نے مردوں کی طرح عورتوں کو بھی یہ حق دیا ہے کہ وہ ا فی، ظلم اور عدم تحفظ کی صورت میں حصول ا ف کے لیے عدا ت کا دروازہ کھٹکھٹا اور یہ کہ اسلامی عدا ت پر لازمی ہے کہ وہ مردوں کے ساتھ ساتھ عورتوں کو بھی تحفظ فراہم کریں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

’’اے ایمان والو! ا ف پر قائم رہنے والے، اللہ کے لیے گواہی دینے والے ہو جاؤ، اگر چہ خود تمھارے خلاف یا ماں باپ، قرابت داروں کے خلاف ہو، چاہے کوئی مالدار ہو یا فقیر (بہرحال) اللہ تعالیٰ دونوں کا خیر خواہ ہے۔‘‘

۶۔حصول تعلیم کا حق:

دین اسلام نے مرد اور عورت دونوں کو یکساں حق دیا ہے کہ وہ اپنے آپ کو تعلیم کے زیور سے آراستہ کریں بشرطیکہ وہ تعلیم وتربیت عورتوں کی اخلاقی تعمیر میں معاون ہو اور دینی رجحان کو پختہ کرنے اور مثبت وتعمیری فکر اجاگر کرنے میں مددگار ہو۔

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ’’ا ر کی عورتیں بہت اچھی ہیں کہ دین کی سمجھ بوجھ حاصل کرنے سے ان کو حیا نہیں کرتی۔‘‘ (بخاری، کتاب العلم تعلیقاً)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام نے عورت کو تعلیم حاصل کرنے کا حق دیا ہے سوچنے کی بات یہ ہے کہ کس تعلیم کا؟ علامہ اقبال نے اسی حقیقت کو ان الفاظ میں ذکر کیا:

جس علم کی تاثیر سے زن ہوتی ہے نازن
کہتے ہیں اسی علم کو ارباب نظر موت
بیگانہ رہے دیں سے اگر مدرسہ زن
ہے عشق و محبت کے لیے علم و ہنر موت

۷۔ یکساں توجہ کا حق:

اولاد مذکر ہو یا مؤنث ان کے ساتھ ایک جیسا ہی سلوک کریں نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''وہ شخص جس نے اپنی بیٹی کو نہ تو زندہ درگور کیا اور نہ اس کو حقیر جانا اور نہ ہی بیٹے کو بیٹی پر ترجیح دی اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل کرے گا۔''

(ابوداود: ۵۱۴۶ سندہ صحیح)

ایک اور روایت میں فرمایا:

''اللہ سے ڈرو اور اپنے بچوں میں عدل و مساوات کا معاملہ کرو۔''

وہ حقوق جن میں عورتوں کو مرد پر برتری حاصل ہے:

شاید اس بات سے بعض لوگ متفق نہ ہوں لیکن حقیقت یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عورت کو بعض ایسے حقوق عطا فرمائے ہیں جن میں اسے مرد پر برتری حاصل ہے۔ جن میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ قدموں تلے جنت کا حق:

پروردگار عالم نے سرور کونین ﷺ کی زبان اطہر سے یہ مہکتا ہوا اعلان جاری کروایا کہ

''جنت اس (ماں) کے قدموں تلے ہے۔''

ترمذی، (۲۷۸۱) وابن ماجہ (۲۷۸۱)

میرے خالق نے ماں کو ایسا مقام دیا
جنت کو ماں کے قدموں میں رکھ دیا

۲۔ماں اور حق خدمت

حق خدمت کے سلسلہ میں ماں کو باپ پر برتری کی؟ صحابی رسول معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں حاضر ہوا اور عرض کیا:

اللہ کے رسول! نیکی کا زیادہ حقدار کون ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تمھاری ماں"

صحابی نے پھر عرض کیا:

"پھر کون"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا:

"تمھاری ماں"

صحابی نے پھر عرض کیا:

"پھر کون"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تمھاری والدہ محترمہ"

صحابی رسول نے پھر ہمت کر کے پوچھ لیا اس کے بعد تو آپ نے فرمایا:

تمھارا باپ۔

الترمذی، البر والصلة: ۱۸۹۷ وأبوداود: ۵۳۳۹

۳۔خالہ بمنزلہ ماں سمجھنے کا حق:

اگر کوئی انسان والدہ کی نعمت سے محروم ہوجائے اور ماں کی پر بہار عاطفت کا سایہ

اس کے سر سے ہمیشہ کے لیے اٹھ جائے تو نبی کریم ﷺ نے خالہ کے ساتھ حسن سلوک اوراس کی ٔ مت کا حکم دی ہے کیو وہ ماں کے قائم مقام ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پ س ای آدمی آی اور عرض کیا اے اللہ کے رسول! بلاشبہ میں ای بہت بڑا ٔ ہ کر بیٹھا ہوں تو کیا میری توبہ قبول ہوسکتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمای:

''کیا تیری ماں زٔ ہ ہے؟ (ای روای میں والدین کا ذکر ہے)

اس نے عرض کیا نہیں، آپ ﷺ نے دری فت کیا:

''کیا تیری خالہ زٔ ہ ہے اس نے کہا ہاں، آپ ﷺ نے فرمای:

''تو پھر اس کے ساتھ نیکی کر (تیرہ َ ٔ ہ معاف ہو جائے گا)۔''

الترمذی، الصلۃ، ب ماجاء فی الخالۃ (۱۹۰۴) صحیح ابن حبان (۴۳۶)

۴۔ بیٹیوں اور بہنوں کی بہترین پ ورش اور اسلامی ت ی

اسلام نے والدین اور بھائیوں کو اولاد اور بہنوں کی پ ورش، تعلیم و ت ی اور ان کو دینی رجحٔ ت کا حامل بنانے کا حکم دی ہے۔

حضرت ابوسعیدٔ ری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمای:

''جس کی تین بیٹیاں ی تین بہنیں ہوں ی دو بیٹیاں ی دو بہنیں ہوں اور وہ ا

ساتھ اچھا سلوک کرے اور ان کے حقوق ادا کرنے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہے تو
اس کے لیے . ت ہے۔

۲۰ مارچ
پ ٖڑیوں کا عالمی دن

ارشاد ٖ ری تعالیٰ ہے:

''اور ہم نے آپ (ﷺ) کو تمام جہان والوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا''

تمہیدی کلمات

۲۰ مارچ پ ٖڑیوں کے عالمی دن کے طور پ منا یٖ جا ٖ ہے پ کستان اور د بھر میں بہت سے پ ٖ وں کی کے ختم ہونے کے ٖ شات کے پیش اسلام میں ان کی بقا کے لیے شعور کو اجاگ کرٖ ،اس دن کو منانے کا ای بٖڑا مقصد ہے۔ پ کستان میں ۶۸۷ سے زائ پ ٖ وں کی نسلیں پ ئی جاتی ہیں ان میں سے ۳۷ سے زائ نسلوں کو خاتمے کا ڈر ہے۔اس کا بٖڑا ٖ ٖ بٖڑھتی ہوئی آلودگی، درختوں کی کمی مو ٖ ئل فو ٖ کے ٹ ورز سے ٖ ٖ زہر لہریں، کچے گھروں کی بجائے پکے گھروں کی کثرت اور فصلوں پ چھڑکی جانے والی زہر ادوی ت ہیں۔

پ ٖ ے کائنات کا حسن ہیں خصوصا پ ٖڑ ی ایسا پ ٖ ہ ہے جس کی چہکار ماحول میں ای خوبصورت سماں ٖ ٖھ دیتی ہے۔فجر کے بعد اپنے گھونسلوں سے نکل کر ٖ ٖ غولوں کی شکل میں چہچہاتی ہوئی آ ٖ دیوں میں داخل ہوتی ہیں تو ان کے نغمے اور تسبیحات ماحول کو خو بنا دیتی ہیں۔ پ کستان میں ان کی نسلوں کے تحفظ کے لیے قوا بنائے جا رہے ہیں اور ان کے شکار پ پ بندی بھی عائ کی جا رہی ہے ٖ کہ ان کی نسلیں ختم نہ ہوں۔

اسلام کی تعلیمات

اسلام میں پ ٘ وں اور دوسرے جانوروں کے حقوق ہیں۔اَ ان کا خیال رکھا جائے تو یقیناً بہت سی ختم ہونے والی نسلیں محفوظ رہ سکتی ہیں۔رحمت جہا ٘ ں محمد رسول اللہ ﷺ ان کی بقا کے لیے کیا درس ارشاد فرماتے ہیں۔غور فرمائیے! حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم ا یہ سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔آپ قضائے حا ۔ ت کے لیے ا یہ طرف گئے ہم نے ا یہ پ ڑ یہ دیکھی اس کے ساتھ دو بچے بھی تھے۔ہم نے اس کے بچے اٹھا لیے وہ پ ڑ یا اپنے بچوں کے قری ب ہو کر پھڑ پھڑانے لگی نبی رحمت تشریف لائے تو فرما یا:

’’کس نے اس کے بچے اٹھا کر اس کو مضطرب کیا ہے اس کے بچے اس کے پ س واپس رکھ آؤ۔‘‘

پھر آپ نے چیونٹیوں کا ا یہ بل دیکھا جسے ہم نے آگ لگا دی تھی آپ نے فرما یا: اسے کس نے آگ لگائی ہے؟ ہم نے کہا: ہم نے،تو آپ نے فرما یا:

’’یہ در ت نہیں ہے کہ آگ کے ذریعے آگ کے رب کے سوا کوئی اور عذاب دے۔‘‘

مسند احمد میں ا ٘ ٹ وں کا ذکر ہے۔رسول اللہ ﷺ نے سوال کیا کہ اسے کس نے تکلیف پہنچائی ہے تو ا یہ شخص نے کہا:

’’میں نے اس کے ا ٘ ٹ ے اٹھائے ہیں۔‘‘

تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: واپس رکھ دے۔

جانوروں اور پ ٘ وں پر رحم

صرف ا نوں ہی پر نہیں بلکہ اللہ کی د مخلوقات، جیسے جانوروں اور پ ٘ وں پر بھی رحم کرنے کی احادیث میں تاکید کی گئی ہے۔

قرہ بن معاویہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ای آدمی نبی ﷺ سے عرض کرنے لگا کہ میں بکری ذبح کروں گا اور (ذبح کرتے وقت) میں اس پر رحم کروں گا۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

''ا تو بکری پر رحم کرے گا تو اللہ تجھ پر رحم کرے گا۔''

پ ٘ وں پر شفقت

اسی طرح ابوامامہ رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جو رحم کرتا ہے ا چہ پ ٘ ے کے ذبیحے پر ہی کرے، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس پر رحم فرما گے۔''

بغیر ضرورت پ ٘ ے کو قتل نہ کیا جائے

بعض لوگ زہر ادویت کے ذریعے ان کو مارنے کی کوشش کرتے ہیں اور کچھ شکار کے لیے ایسے طر اختیار کرتے ہیں کہ جن سے بہت سے پ ٘ ے مارتے تو جاتے ہیں لیکن وہ کسی کام نہیں آ تے۔ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

’’جو شخص پڑیا اس سے چھوٹے جانور کو ناحق قتل کرے تو اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن) اس سے اس کے بارے میں پوچھے گا۔‘‘

پوچھا گیا اس کا حق کیا ہے؟ فرمایا: اسے ذبح کرکے کھائے اس کا سر کاٹ کر نہ دے۔

ذبح کرتے وقت چھری تیز کریں

ذبح کرتے وقت کوئی تیز دھار آلہ استعمال کیا جائے تاکہ مذبوح کو تکلیف کم ہو

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

میں نے دو چیزیں رسول اللہ ﷺ سے حفظ کی ہیں آپ ﷺ نے فرمایا:

’’اللہ نے ہر چیز پر احسان کرنے کا حکم دیا ہے لہٰذا جب تم کسی کو قتل کرو تو اچھی طرح قتل کرو (یعنی فوراً قتل کردو تڑپاؤ نہیں) اور جب کسی جانور کو ذبح کرو تو اچھی طرح ذبح کرو، اس کے لیے اپنی چھری تیز کرلو اور ذبح ہونے والے جانور کو آرام پہنچاؤ۔‘‘

بڑھ کر نہ بازی نہ کی جائے

اسلام نے جانوروں کے حقوق رکھے ہیں ان کو حق آزادی دی ہے اَ کسی کو نہ لگاؤ ہے آزاد کو لگاؤ ت کہ اسے جان بچانے کا موقع میسر ہو اس کے لیے ممکن ہو تو اڑ جائے یہ بھاگ جائے۔

حضرت ہشام بن زید کہتے ہیں میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے ساتھ حکم بن ایوب کے پاس آیا، دیکھا کہ کچھ لڑکے مرغی باندھ کر تیر مار رہے ہیں حضرت انس رضی اللہ عنہ فرمانے لگے:

''نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جانوروں کو باندھ کر مارنے سے فرمایا ہے۔''

جانور کا مثلہ نہ کیا جائے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

''اللہ تعالیٰ اس پر لعنت فرمائے جس نے جانور کا مثلہ کیا۔''

جانوروں کے چہرے کو نہ داغا جائے

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک گدھے کے پاس سے گزرے جس کے چہرے پر داغ لگایا گیا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اللہ اس پر لعنت فرمائے جس نے اس کو داغا ہے۔''

ابوداود میں چہرے پ مارنے کی مما   بھی موجود ہے۔آپ ﷺ فرماتے ہیں:

"تمھیں معلوم نہیں کہ میں اس شخص پ لعنت کی ہے جو جانور کے چہرے کو داغے ی اس کے چہرے پ مارے۔"

دوران سفر جانور کے کھانے پی کا خیال رکھا جائے

دوران سفر جانور کی ضرور یت کا اوراس کی تھکاوٹ کا بھی احساس کر چاہیے حضرت ابو ہر یہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرما ی:

"۔ تم ہر ی لی میں سفر کر وتو او ٹ کو اس کا حق دو (یعنی اسے اچھا چارہ دو) اور

۔ تم قحط سالی میں سفر کر وتو جلدی جلدی سفر طے کر لو (ت کہ بھوک سے لاغر نہ ہو جائے)۔"

جانوروں سے حسن سلوک پ ا

کچھ جانور پ لتو ہوتے ہیں ان کا خیال تو ا ن ر ت ہے اور اگ غیر پ لتو جانوروں سے شفقت کی جائے تو اللہ تعالیٰ بندے کے عمل ضائع نہیں کرتے ہیں۔ اگ جانور موذی ہیں تو ان کو مار ڈالنے کا حکم ہے اس لیے کہ ا ن اشرف المخلوقات ہے جہاں نقصان کا

ا یشہ نہیں وہاں جانوروں سے اچھا سلوک کیا جائے تو یقیناً اللہ تعالیٰ اس پ ا. وثواب فرما   گے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ای   آدمی کو دوران سفر بہت پیاس لگی اسے ای   کنواں   آ ی وہ اس میں ا ا پ نی پیا اور پھر ب ہر نکل آ ی۔ ب ہر دیکھا کہ ای   کتا پیاس کی وجہ سے ہان پ رہا ہے اور گیلی مٹی چاٹ رہا ہے اس نے سوچا کہ پیاس کی شدت سے اس کا بھی وہی حال ہے جو میرا تھا وہ کنویں میں ا ا اپنے موزے میں لیا منہ سے پکڑا اور ب ہر آ کر کتے کو پ نی پلا ی۔

”اللہ تعالیٰ نے اس کی قدر کی اور اسے معاف کر دی۔“

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سوال کیا کیا جانوروں سے حسن سلوک میں بھی ہمیں ا. ملے گا؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما ی:

”ہر ز ہ چیز میں (حسن سلوک کی وجہ سے) ا. ہے۔“

روتے اون کے آ تھم گئے

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے پیچھے سواری پ بٹھا ی ای   ا   ری کے ب غ میں گئے۔ ای   اون نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو رونے لگ   ی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پ س تشریف لے گئے اس کے سر پ ہاتھ پھیرا وہ خاموش ہو   ی۔ آپ نے پوچھا اس کا مالک کون ہے؟ ای   ا   ری جوان حاضر ہوا اور عرض کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم یہ اون میرا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما ی:

''اس جانور کے معاملے میں تو اللہ سے ڈرتا نہیں کہ اللہ نے تجھے اس کا مالک بنایا ہے اس اونٹ نے تیری مجھے شکایت کی ہے کہ تو اسے بھوکا رکھتا ہے اور کام زیادہ لیتا ہے۔''

کرو مہربانی تم اہل زمین پر
خدا مہربان ہو گا عرش بریں پر

جانوروں کے حقوق ادا کرو

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس سے قبیلہ بنو عامر کا ایک شخص گزرا۔ لوگوں نے کہا کہ حضرت یہ اپنے قبیلہ میں سب سے بڑا مال دار ہے۔ آپ نے اسے بلوایا اور فرمایا' کیا واقعی تم سب سے زیادہ مال دار ہو؟ اس نے کہا' ہاں میرے پاس رنگ برنگ کے سینکڑوں اونٹ' قسم قسم کے غلام' اعلیٰ اعلیٰ درجے کے گھوڑے وغیرہ ہیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا' دیکھو خبردار ایسا نہ ہو کہ یہ جانور اپنے پاؤں سے تمہیں روندیں اور اپنے سینگوں سے تمہیں ماریں' بار بار یہی فرماتے رہے یہاں تک کہ عامری کے چہرے کا رنگ اڑ گیا اور اس نے کہا حضرت یہ کیوں؟ آپ نے فرمایا سنو! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جو اپنے اونٹوں کا حق ادا نہ کرے گا ان کی سختی میں اور ان کی آسانی میں تو اسے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ایک چٹیل لمبے چوڑے صاف میدان میں چت لٹائے گا اور ان تمام جانوروں کو موٹا تازہ کر کے حکم دے گا کہ اسے روندتے ہوئے چلو۔ چنانچہ ایک ایک کر کے اسے کچلتے ہوئے گزریں گے۔ جب آخر والا گزر جائے گا تو اوّل والا لوٹ کر آ جائے گا۔ یہی عذاب اسے ہوتا رہے گا۔ اس دن میں جس کی مقدار پچاس ہزار سال کی ہے یہاں تک کہ لوگوں کے درمیان فیصلہ ہو جائے۔ پھر وہ اپنا راستہ دیکھ لے گا۔

اسی طرح گائے، گھوڑے، بکری وغیرہ بھی سینگدار جانور اپنے سینگوں سے بھی اسے مارتے جا گے، کوئی ان میں بے سینگ کا یا ٹوٹے ہوئے سینگ والا نہ ہوگا۔ عامری نے پوچھا اے ابو ہریرہ! فرمائیے، او ں میں اللہ تعالیٰ کا حق کیا ہے؟ فرمایا مسکینوں کو سواری کے لئے تحفتہً دینا، غربا کے ساتھ سلوک کرنا، دودھ پینے کے لئے جانور دینا، ان کے نر وں کی ضرورت جنہیں مادہ کے لئے ہوا نہیں مانگا ہوا بے قیمت دینا۔"

۲۳ مارچ

دوقومی یہ

''(اے پیغمبر! ان اسلام سے) کہہ دو کہ اے کافرو! جن (بتوں) کو تم پوجتے ہو ان کو میں نہیں پوجتا۔ اور جس (اللہ) کی میں عبادت کرتا ہوں اس کی تم عبادت نہیں کرتے۔ اور (میں پھر کہتا ہوں کہ) جن کی تم پرستش کرتے ہو ان کی میں پرستش کرنے والا نہیں ہوں۔ اور نہ تم اس کی بندگی کرنے والے (معلوم ہوتے) ہو جس کی میں بندگی کرتا ہوں۔ تم اپنے دین پر میں اپنے دین پر۔''

تمہیدی کلمات:

دوقومی یہ آفاقی یہ ہے جہاں بھی ای اکی پرستش کرنے والے اور معبودان باطلہ کو پوجنے والے موجود ہیں وہاں دوقومی یہ موجود ہے ای طرف اولیاء الرحمٰن ہیں تو دوسری طرف اولیاء الشیطان۔ ای طرف رب السموات والارضین کی وحدا پر یقین ر والے اور دوسری طرف ۔

دوقومی یے کی : ی د مذہب ہے۔ بقول اقبال

قوم مذہب سے ہے مذہب جو نہیں تم بھی نہیں
جذب باہم جو نہیں محفل انجم بھی نہیں

یہ دوقومی یہ ہی تھا جس کی وجہ سے انبیاءورسل اوراولیاءوصلحاءکوظلم وتشدد کا سامنا کرنا پڑا اور پابند سلاسل ہونا پڑا۔اگر ایک ہی ہیں تو پھر ظلم کیوں؟ داستان ظلم اس بات کی دلیل ہے کہ ایک نہیں بلکہ یہ ان میں تفریق کرتا ہے۔ سے کائنات میں وجودا ہے۔ سے دوقومی یہ موجود ہے۔نبی معظم رسول محتشم،خاتم الانبیاء والامام محمد رسول اللہ ﷺ نے کوہ صفا پر چڑھ کرایک الہ کی پرستش کی دعوت دی تھی۔یہی دوقومی یہ تھا اگر دوقومی یہ نہ ہوتا تو ابولہب گستاخی پر نہ اترتا۔اپنی زبان سے نازیبا کلمات استعمال نہ کرتا اورخود تباہی وبربادی کا حق دار نہ ٹھہرتا۔

دوقومی یہ اورقریش مکہ کی تجویز:

دوقومی یہ کی ترجمانی اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب مقدس میں اس طرح فرمائی۔ اکابر قریش مکہ یہ تجویز لے کر آئے تھے اے محمد آؤ جسے آپ پوجتے ہیں اسے ہم بھی پوجیں اور جسے ہم پوجتے ہیں آپ بھی اس کی پوجا کریں اس طرح ہم اور آپ اس کام میں مشترک ہوجائیں گے اگر تمھارا معبود ہمارے معبود سے بہتر ہے تو ہم اس کی نوازشات کے حق دار ٹھہریں گے اوراگر ہمارا معبود تمھارے معبود سے بہتر نکلا تو آپ اس کی نوازشات کے حق دار ٹھہریں گے۔

اس وقت رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا:

”میں اپنے رب کی طرف سے صحیح راہنمائی کا منتظر ہوں۔“

اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمادی:

’’(اے پیغمبر! ٘ انِ اسلام سے) کہہ دو کہ اے کافرو! جن (بتوں) کو تم پوجتے ہو ان کو میں نہیں پوجتا۔ اور جس (اللہ) کی میں عبادت کرت ہوں اس کی تم عبادت نہیں کرتے ۔ اور (میں پھر کہتا ہوں کہ) جن کی تم پ ستش کرتے ہو ان کی میں پ ستش کرنے والا نہیں ہوں ۔ اور نہ تم اس کی بندگی کرنے والے (معلوم ہوتے) ہو جس کی میں بندگی کرت ہوں ۔ تم اپنے دین پ میں اپنے دین پ ۔‘‘

اور اس ا ٘ از میں بھی اللہ تعالیٰ نے دو قومی یے کی ت جمانی کی:

’’اے ایمان والو! مشرک پلید ہیں تو یہ اس سال کے بعد مسجد حرام کے قری . نہ آ ۔‘‘

دو قومی یہ اور مشرکین طرز عمل:

جو سینکڑوں اور لاکھوں معبودوں کی محبت اپنے دلوں میں ر ت ہیں ان کے لیے ٘ ائے واحد کی پ ستش اور اس کی یکتائی کا اعلان َ ال ٘ رت ہے اللہ تعالیٰ قرآن مقدس میں فرماتے ہیں:

’’اور . اس اللہ کا ذکر کیا جات ہے تو ان لوگوں کے دل تنگ پ ڑ جاتے ہیں جو آ ٘ ت پ یقین نہیں ر ت اور . ان کا ذکر ہوت ہے جو اس کے سوا ہیں تو اچا ٘ وہ بہت خوش ہو جاتے ہیں ۔‘‘

رسول اللہ ﷺ کا سفر طائف اور دو قومی یہ:

رسول اللہ ﷺ . طائف کے لوگوں کے پس دعوت توحید لے کر گئے تو ان لوگوں نے حبیب ا کے ساتھ جو روا سلوک کیا وہ آج بھی ریخ نے محفوظ رکھا ہے ۔ طائف والا دن رسول کریم ﷺ کے لیے انتہائی تکلیف دہ اور مشکل دن تھا۔ . آپ لہولہان ہو کر پیشانی اور غم میں ڈوبے واپس پلٹ رہے تھے تو آپ فرماتے ہیں:

''میں نے اپنا سر اٹھای تو ای . دل مجھ پہ سایہ فگن تھا جس میں جبرا علیہ السلام تھے انھوں نے مجھے آواز دی اور کہا کہ اللہ عز و جل نے آپ کی قوم کا جواب سن لیا ہے اور آپ کی طرف پہاڑوں کا فرشتہ بھیجا ہے آپ فرماتے ہیں مجھے پہاڑوں کے فرشتے نے بلای اور سلام کہا اور کہا اے محمد اللہ تعالیٰ نے آپ کی قوم کی .ت جو انھوں نے آپ سے کہی سن لی ہے اور مجھے آپ کی طرف اللہ نے بھیجا ہے آپ کا جو حکم ہو اَ آپ چاہیں تو میں دونوں پہاڑوں کو دوں تو نبی ﷺ نے اس سے فرمای:

''بلکہ میں امید ر ہوں کہ اللہ ان کی پشتوں سے ایسے لوگ کو نکالے گا جو ا کیلے اللہ کی عبادت کریں گے اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شری نہیں بنا گے۔''

آپ کا زخمی ہو غم زدہ ہو کر لوٹنا اور فرشتے کا آ کر یہ کہنا کہ میں ان کو دو پہاڑوں میں رکھ کر پیس دو اس .ت کی دلیل ہے کہ یہ دو قومی یہ تھا۔

دو قومی یہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی . صغیر میں آمد:

نبی ﷺ نے جو دعا کی تھی کہ اللہ ان کی پشتوں سے ایسے لوگ نکالے گا جو صرف اس

کی عبادت کریں گے تو آپ دعا اس ا ز میں پوری ہوئی کہ یہاں کے قبائل میں بنوثقیف نے اسلام قبول کیا اور . صغیر میں . سے پہلے آنے والے اور دوقومی یہ کی وتیج واشا ت کرنے والے اسی قبیلہ کے اورا ی ہی . پ کے تین ے تھے حضرت عثمان بن ابی العاص ثقفی، حضرت حکم بن ابی العاص ثقفی اور حضرت مغیرہ بن ابی العاص ثقفی رضی اللہ عنہم۔

مختلف ادوار میں . صغیر میں آنے والے پچیس صحابہ کا ذکر ملتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں . رہ صحابہ آئے جن میں تین کا او پ ذکر ہو چکا ہے اور . قی ربیع بن زی د حارثی، حکم بن عمر ثغلبی غفاری، عبداللہ بن عبداللہ ا ری، سہل بن عدی ا ری، شہاب بن مخارق تمیمی، صحار بن عباس عبدی، عاصم بن عمرو تمیمی، عبداللہ بن عمیر اشجعی اور نسیر بن دسیم عجلی رضی اللہ عنہم۔

پ نچ صحابہ حضرت عثمان کے دور میں . صغیر تشریف لائے جن کے م یہ ہیں: حکیم بن جبلہ عبدی، عبیداللہ بن معمر تمیمی، عمیر بن عثمان بن سعد، مجاشع بن مسعود سلمی، عبدالرحمٰن بن سمرہ قرشی رضی اللہ عنہم۔

تین صحابہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور میں آئے۔ ی ت بن راشد سامی، عبداللہ بن سو ی تمیمی، کلیب ابو وائل رضی اللہ عنہم۔

چار صحابہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں تشریف لائے۔ مہلب بن ابوصفرہ ازدی، عبداللہ بن سوار عبدی، ی سر بن سوار عبدی، سنان بن سلمہ ہذلی رضی اللہ عنہم۔

اور ا ی صحابی ی ی کے دور میں آئے جن کا م منذر بن جارود عبدی رضی اللہ عنہ تھا۔

صحابہ کی یہ تعداد مختلف کٹھن مراحل طے کرنے کے بعد ہندوستان میں پہنچی۔ . . کیا تھا؟ دوقومی یہ۔ اللہ کی زمین پ اللہ کی عبادت ہو اور اسی کا قانون ہو۔

محمد بن قاسم کی سندھ آمد:

ان کا تعلق طائف کے قبیلہ بنوثقیف سے تھا۔ یہ بھی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کا ثمرہ

تھا۔ بنو ثقیف کے یہ سپوت سترہ سال کی عمر میں فارس کی مہم پ گئے پھر اس کے تقریباً دس سال بعد ستا سال کی عمر میں حجاج بن یوسف نے آپ کو ۹۳ ہجری میں سندھ کی طرف روانہ کیا۔ اسلامی لشکر کی کمان کرتے ہوئے دیبل یعنی کراچی آئے پھر یہاں سے کفر کے ستونوں کو ا اتے ہوئے دین حق کو بلند کرتے ہوئے ملتان کی سرزمین پہنچے۔

یہ محض اسفار نہیں تھے بلکہ دو تہذیبوں کی تھی دوقومی یہ تھا۔ اسی لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، بعین م رحمۃ اللہ علیہم اپنے گھروں سے نکلے بہت کم ایسے تھے جو اپنے وطن واپس جاسکے ان کے پیش ای ہی چیز تھی:

رب کی دھرتی رب کا م

اور وہ اس مشن پ تھے:

ہر ملک ملک ما ا

کہ ملک ائے ما ا

اسلام اور ہندوازم:

اسلام اور ہندوازم دو الگ الگ یے ہیں ان کے ماننے والے ای سرزمین میں رہنے کے وجود دلی طور پ ای دوسرے کے قری نہیں ہو ۔ اس لیے کہ مسلمانوں کا معبود ای معبود ہے اور ہندو ہر اس چیز کو معبود ما ہیں جو ان کے لیے نفع و نقصان کا ہے۔ اسلام مساوات اور ا ی کا درس دیتا ہے اور ہندوازم ذات پ ت کا۔ یہی وجہ ہے کہ صدیوں اکٹھے رہنے کے وجود ای نہیں ہو ۔ عادات و خصائل، رسوم و رواج تو ای ممکنہ حد ای دوسرے کے قبول کر ہیں لیکن یت نہیں۔ دوقومی یہ ہی ہے کہ مسلمان گائے کو ذبح کر کے اس کا گو کھاتے ہیں اور ہندو اس کو اپنی ماں اور مقدس جانور ما ہیں اور اس کی پ ستش اور پوجا کرتے ہیں۔

پ کستان کا وجود بھی دوقومی یہ کی وجہ سے قائم ہوا۔ البیرونی نے اپنی مشہور کتاب،

''کتاب الہند'' میں کہا تھا:

''ہندوستان میں ہندو اور مسلمان صدیوں تک ساتھ رہنے کے باوجود دو الگ الگ دھاروں کی طرح اپنی اپنی راہ پر چل رہے ہیں جو کبھی کبھی ایک دوسرے چھو لیتے ہیں لیکن مدغم نہیں ہوتے۔''

دوقومی نظریہ اور ہجرت:

۱۴/ اگست ۱۹۴۷ء کو ہونے والی دنیا کی ایک بہت بڑی ہجرت جس کا سبب بھی دو قومی نظریہ تھا۔ جسے ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کو برصغیر پاک و ہند میں پیش کیا گیا تھا ورنہ ہنستے بستے گھر، اپنی املاک، جائدادیں، کھیت اور کھلیان لوگ نہ چھوڑتے۔ کتنے تھے جو خاک ان قافلوں کی صورت چلے تو ان کا کوئی فرد اس ارض پاک پر قدم نہ رکھ سکا۔ کتنے قافلے لٹے، عصمتیں لٹیں، ماؤں سے ان کے جگر گوشے چھین گئے اور نیزوں میں پرو دیے گئے۔ آخر اتنی بڑی قربانی اور ہجرت کے پیچھے کون سے قوت اور طاقت کارفرما تھی۔؟

دوقومی نظریہ اور احسان فراموش لوگ:

آج اگر ہم بڑی آزادی کے ساتھ اپنی عبادات اور معاملات کو جاری رکھے ہوئے ہیں تو یہ صرف اس وجہ سے ہے کہ ہم جس سرزمین پر رہ رہے ہیں وہ صرف رب کے نام پر کلمہ کے نام پر حاصل کی گئی ہے کچھ احسان فراموش لوگ آج دوقومی نظریہ پر تنقید کرتے سنائی دیتے ہیں اور اسے ماضی کا ایک قصہ گردانتے ہیں اور شاید یہی وجہ ہے کہ سکولوں، کالجوں میں موجودہ نصاب میں اس قدر تبدیلی کر دی گئی کہ طلبہ دوقومی نظریے سے شناسائی حاصل نہ کر سکے۔ انھیں کیا خبر کہ ایک مسلمان کا وجود خود دوقومی نظریہ کی دلیل ہے۔ جو لوگ قوم اور مذہب دونوں کو ایک دوسرے سے الگ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں انھیں یہ بھی معلوم نہیں کہ قوم بنتی ہی مذہب سے ہے کسی قوم کا وجود مذہب کی بنیاد پر ہی ہوتا ہے۔ مذہب جو نہیں تو قوم بھی نہیں۔ جو لوگ یہ سمجھتے ہیں قوم ایک وطن اور ملک

میں رہنے والے افراد سے وجود پ تی ہے ان کا یہ اور سوچ ۔ لکل فرسودہ ہے۔ اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی بعثت کا مقصد:

رسول اللہ ﷺ کی بعثت کا مقصد بھی یہی تھا کہ اللہ کی زمین پ اللہ کا کلمہ بلند ہو کسی اور کے لیے بلندی اور حکمرانی نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتے ہیں:

''وہی تو ہے جس نے اپنے پیغمبر کو ہدا یہ اور دینِ حق دے کر بھیجا ۔ کہ اسے اور دینوں پ غا ۔ کرے خواہ مشرکوں کو بُرا ہی لگے۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرما :

''مجھے لوگوں سے لڑنے کا حکم ہے یہاں ۔ کہ اس ۔ ت کی گواہی دے دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود ۔ حق نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ زقائم کریں، زکوۃ دیں، ۔ ۔ یہ ایسا کرلیں تو انھوں نے مجھ سے اپنے خون اور مال بچا لیے اسلام کا حق (۔ قی رہے گا) اور ان کا حساب اللہ پ ہے۔''

مسا ۔ اور عبادت گاہوں کا قیام:

مسا ۔ اور عبادت گاہوں کا قیام اور ان کا مسمار کیا جا دوقومی یے کی واضح دلیل

ہے۔اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتے ہیں:

''یہ وہ لوگ ہیں کہ اپنے گھروں سے ۔حق نکال دیئے گئے (انہوں نے کچھ قصور نہیں کیا) ہاں یہ کہتے ہیں کہ ہمارا رب، اللہ ہے اور اَ اللہ لوگوں کو ای دوسرے سے نہ ہٹا رہتا تو (راہبوں کے) خلوت خانے اور (عیسائیوں کے) ج ے اور (یہودیوں کے) عبادت خانے اور (مسلمانوں کی) مسجدیں جن میں اللہ کا بہت سا ذکر کیا جا ہے و ان ہو چکی ہوتیں اور جو شخص اللہ کی مدد کر ہے اللہ اُس کی ضرور مدد کر ہے بیشک اللہ قوت والا اور پ غا ہے۔''

الغرض جہاں بھی مسلمان رہتے ہیں وہ ای قوم کی حیثیت سے رہتے ہیں ان کا الگ قومی تشخص ہے جو کسی دوسرے کے ساتھ نہیں مل سکتا، ان کی حکومت وہاں وہاں ہے جہاں جہاں اللہ کی زمین ہے۔

چین و عرب ہمارا ہندوستان ہمارا
مسلم ہیں ہم وطن ہے سارا جہاں ہمارا

یکم اپریل

اپریل فول

(April Fools' Day)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سچے لوگوں کے ساتھ ہو جاؤ۔''

تمہیدی کلمات

مسلم معاشرے میں چند ایسے تہوار فروغ پا چکے ہیں جو غیر اسلامی ہونے کے ساتھ ساتھ سچائی کے منافی بھی ہیں، اپریل فول (April Fools' Day) بھی انہیں میں سے ایک ہے۔ اس تہوار کی شرعی حیثیت بیان کرنے سے قبل اس کا معنی بیان کرنا اور تاریخ کا جائزہ لینا مناسب حال ہے۔ اپریل انگریزی سال کا چوتھا مہینہ ہے، رومن میں اس ماہ کو اپریلس (APRILIS) کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ یہ لفظ 'APERIRE' سے ماخوذ ہے جس کا معنی " کھلنا" ہے۔ اس ماہ کی اپنے نام سے مناسبت یہ ہے کہ اس ماہ میں پھول اور کلیاں کھلنا شروع ہو جاتے ہیں۔

(CHAMBERS'S ENCYCLOPAEDIA, Vol:1, P:353)

فول، دان، سادہ لوح اور بیوقوف جیسے معانی میں مستعمل ہے۔

(CONCISE OXFORD DICTIONARY, P:318)

بطور تہوار اپریل فول سے مراد جھوٹ بول کر ایک دوسرے سے مذاق کرنا اور بیوقوف بنانا ہے۔

تاریخی پس منظر

اپریل فول کی مستند تاریخ حقیقت کسی کتاب میں مذکور نہیں، البتہ چند وجوہات یا واقعات زبان زد عام ہیں اور ان میں بھی مؤرخین کا خاصا اختلاف ہے، جن میں سے صرف دو کا ذکر بالاختصار کیا جا رہا ہے:

(۱)......۱۵۶۴ء تک نئے سال کا آغاز مارچ کے آخر میں ہوتا تھا اور سال کا افتتاحی جشن ۲۱ یا ۲۵ مارچ سے یکم اپریل تک منایا جاتا تھا۔ پوپ گریگوری ۸ (Pope Gregory XIII) نے ایک نیا کیلنڈر متعارف کروایا جس میں سال کا آغاز جنوری سے ہوتا تھا، چنانچہ چارلس ۹ (Charles IX) نے اس کیلنڈر کو رائج کر دیا۔ غیر ترقی یافتہ ذرائع ابلاغ کے باعث بہت سے لوگ اتنی بڑی تبدیلی سے لاعلم رہے اور بدستور نئے سال کی تقاریب پہلے کی طرح ہی مناتے رہے۔ جن لوگوں کو اس تبدیلی کا علم ہو چکا تھا انہوں نے اس تبدیلی سے ناواقف لوگوں کو مذاق کا نشانہ بنایا اور ان کو اپریل فول کے طنزیہ نام سے پکارنے لگے۔ پھر آہستہ آہستہ یہ لوگوں میں عام ہوتا گیا حتی کہ اسے باقاعدگی سے منایا جانے لگا۔

(۲)......اندلس پر تقریباً آٹھ سو (۸۰۰) سال مسلمانوں کی حکومت رہی ہے۔ مسلم حکومت پر جب وقت زوال آیا تو عیسائی دوبارہ ان علاقوں میں قابض ہو گئے حتی کہ سپین (اندلس کا علاقہ) پر بھی قبضہ کر لیا اور مسلمانوں کا قتل عام کرتے ہوئے خون کی ندیاں بہا دیں۔ ان حالات کو دیکھ کر بعض مسلمانوں نے اپنا روپ عیسائیوں جیسا بنا لیا۔ عیسائیوں نے جاسوس چھوڑے

تھے کہ بچے ہوئے مسلمانوں کی ہی کر کے انہیں قتل کیا جائے ،لیکن کامیاب نہ ہو سکے ۔چنانچہ عیسائی بادشاہ فرڈ ۲ (Ferdinand II) نے ایک منصوبہ تشکیل دیا اور اس منصوبے کے تحت ملک بھر میں ایک مہینہ اعلان عام کروایا کہ تمام مسلمان غرناطہ میں جمع ہو جائیں کہ انہیں بحری جہاز کے ذریعے دوسرے علاقے میں لے جا کر مسلمانوں کا الگ ملک آباد کیا جائے ،اعلان میں اس بات کی یقین دہانی بھی کروائی گئی کہ انہیں امن وامان سے لے جایا جائے گا اور دھوکہ دہی نہیں کی جائے گی۔ اعلان سن کر تمام مسلمان غرناطہ میں الحمرا کے نزدیک بڑے بڑے میدانوں میں جمع ہو گئے جہاں ان کے لیے خیمے لگائے گئے تھے۔مسلمانوں کو بحری جہاز پر سوار کیا گیا جس میں بچے، بوڑھے،مرد وخواتین بھی موجود تھے اور جہاز وہاں سے روانہ ہوا۔ جب گہرا سمندر آیا تو ان بدبخت عیسائیوں نے اپنے منصوبے کے تحت اس جہاز کو غرق کر دیا اور تمام مسلمانوں کو ابدی نیند سولا دیا۔ یہ سانحہ قریبا پانچ سو (۵۰۰) سال قبل یکم اپریل کو وقوع پذیر ہوا۔

اس واقعہ کے بعد سپین میں خوب جشن منایا گیا کہ دیکھو ہم نے مسلمانوں کو کیسے بیوقوف بنایا......؟ پھر یہ سالانہ جشن سپین سے تجاوز کرتا ہوا پورے یورپ میں فتح عظیم کی شکل اختیار کر گیا جسے اپریل کے بے وقوف (First april fool) کا نام دیا گیا۔

[Calender of state papers Spain by G.A.Bergenroth,Vol 1 p 40.43]

۳......برِصغیر میں اپریل فول: کہا جاتا ہے کہ برصغیر میں پہلی بار اپریل فول انگریزوں نے بہادر شاہ ظفر سے منایا۔ جب وہ رنگون جیل میں تھے۔انگریزوں نے صبح کے وقت بہادر شاہ ظفر سے کہا کہ یہ لو تمہارا ناشتہ آگیا ہے۔ جب بہادر شاہ نے پلیٹ پر سے کپڑا اٹھایا تو پلیٹ میں اس کے بیٹے کا کٹا ہوا سر تھا۔جس سے بہادر شاہ ظفر کو صدمہ پہنچا جس پر انگریزوں نے ان کا خوب مذاق اڑایا۔ بحوالہ اپریل فول از عبدالوارث ساجد (ص ۳۱)

مسلمانوں میں اپ یل فول

یہ تہوار صرف غیر مسلموں میں ہی معروف تھا، کچھ عرصہ قبل اس تہوار کو مسلمانوں میں عام کرنے کے لیے اس کی حقیقت کو پس پ دہ ر ت ہوئے مسلمانوں میں متعارف کروا یَ ی جس میں مغربی معاشرے سے متا ث لوگوں نے شمولیت اختیار کر کے انگر یز وں کی اتباع کی، حتی کہ دور حاضر میں ہر مسلم اس تہوار کو منانے میں مشغول آ ت ہے حالا صادق و مصدوق ''محمد رسول اللہ ﷺ'' نے بطور تنبیہ مسلمانوں کو خبر دار کر دی تھا کہ ای وقت تم پ ایسا آئے گا کہ تم یہودو ری کی اتباع اس طرح کرو گے جیسے ب لشت ب ا ب لشت اور ب ز و ب ا ب ز و ہے، حتی کہ اَ کوئی یہودی کسی گوہ (ای جنگلی جانور جو زمین میں بل بنا کر رہتا ہے) کے سوراخ میں گھسا ہوگا تو تم بھی ویسا ہی کرو گے۔

اپ یل فول پ ابھارنے والے امور

ہر ا ن کی کمزوری ہے کہ وہ دوسروں پ اپنی ب لادستی ث ب ت کر ن چاہتا ہے اور اس کا آسان طر یہ نکالا گ ی کہ لوگوں کو بیوقوف بنا ی جائے۔ خواہ جھوٹ بول کر ہی بنا ی جائے۔ اپنی ب لادستی ث ب ت کرنے کا لازمی مطلب اپنے مدِ مقابل کو حقیر جاننا ہے۔ آپ کا فرمان: تکبر یہ ہے کہ حق ب ت کو جھٹلا ن اور لوگوں کو حقیر جاننا۔ 131 چو ہماری نئ مغربی طرز ِ معاشرتہی کو ز ی دہ دل دادہ ہے۔ اور اسے مغربی معاشرہ کے رسم و رواج ہی ت قی کے روشن مینار آتے ہیں خاص طور پ نوجوان طبقہ خوش طبعی کو ز ی دہ پسند کر ت ہے۔ اس کیلئے کوئی بھی موقع اپنے ہاتھ سے جانے نہیں دیتے۔ خواہ اس میں اپنا ی دوسروں کا کتنا بھی نقصان کیوں نہ ہو۔ اسلام میں خوش طبعی ممنوع نہیں ہے۔ بلکہ آپ نے کئی مواقع پ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین سے خوش طبعی کی تفریح میں حدود اللہ سے تجاوز کرنے کی اجازت ہر گ نہیں دی۔

اپ یل فول کے نقصا ن ت

اپریل فول کے متعلق جتنے بھی تاریخی شواہد ہیں ان تمام شواہد کو اکٹھا کرنے کے بعد یہی نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ اپریل فول منانا مسلمان کے لیے دنیا و آخرت کے خسارے کے علاوہ کچھ بھی نہیں، جس کی تفصیل کچھ اس طرح ہے:

(۱)......جھوٹ

جھوٹ سے مراد ہر وہ خبر جو حقیقت حال کے برعکس ہو شرع میں جھوٹ ہی شمار ہوتی ہے خواہ اس خبر کا تعلق قول، فعل، اشارہ یا سکوت سے ہی کیوں نہ ہو۔ جھوٹ انسان کے لیے سراسر ہلاکت کا سامان ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

''بلاشبہ اللہ تعالیٰ اس کو (سیدھی) راہ نہیں دکھاتا جو جھوٹا ہے''۔

اسلام سے قبل بھی جھوٹ کی مذمت کی گئی ہے، شاہ روم ''ہرقل'' نے جب نبی علی ﷺ کے متعلق سوالات کیے تو ابو سفیان رضی اللہ عنہ نے کہا تھا:

اللہ کی

قسم! اگر مجھے اس بات کا خوف نہ ہو کہ میری طرف جھوٹ کی نسبت کی جائے گی تو میں ضرور (آپ ﷺ کے متعلق) جھوٹ بولتا۔''

اسلام میں بھی جھوٹ سے بچنے کی تاکید کی گئی ہے۔

نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

’’جھوٹ سے بچواس لیے کہ جھوٹ . ائیوں کی طرف لے جات ہےاور . ائیاں ا ن
کوجہنم ت لے جاتی ہیں اور ا ن جھوٹ بولتا رہتا ہے اور جھوٹ تلاش کرت رہتا ہے
حتیٰ کہ وہ اللہ کے ہاں جھوٹ لکھ دی جات ہے‘‘۔

’’منافق کی تین ل ہیں: . . ت کرت ہے جھوٹ بولتا ہے......‘‘
یعنی جھوٹ منافقین کی خصلت ہے جسے اختیار کر . کسی مسلمان کے شای ن شان نہیں۔
حتی کہ اسلام نے بطور مذاق بھی جھوٹ بولنے کی مذمت کی ہے اور اس کو مسلمان کی ہلا ت کہا
ہے:

’’ . دی ہے اس شخص کے لیے جو جھوٹی . ت اس لیے کرت ہے کہ لوگوں کو ہنسائے
،اس کے لیے . . دی ہے،اس کے لیے . . دی ہے۔‘‘
اور جو مذاق میں بھی جھوٹ چھوڑ دیتا ہے اسے . ٔ ت کی گار دی ہے:
حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمای :

’’میں ضمان ت دیتا ہوں جو شخص حق پ ہونے کے . وجود جھگڑا چھوڑ دے اسے . ٔ ت کے

َ دونواح میں گھر ملے گا‘‘۔

’’اور میں (ضمانت دیتا ہوں) جو مذاق کرتے وقت بھی جھوٹ کو چھوڑ دے اس کو جنت کے وسط میں گھر ملے گا‘‘۔

’’اور (میں ضمانت دیتا ہوں) جس شخص کا اخلاق اچھا ہو اسے جنت کے اوپر والے حصے میں گھر ملے گا‘‘۔

ٔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا

’’اے زبان! اچھی بات کرنا تمہارے لیے غنیمت ہے، اور ندامت اٹھانے سے قبل بری بات سے خاموش رہنا باعث سلامتی ہے۔‘‘

جھوٹ کی جائز صورت، سیدہ ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا:

’’وہ شخص جھوٹا نہیں جو لوگوں کے درمیان صلح کروائے اور اچھی بات کہے اور اچھی بات پہنچائے‘‘۔

یعنی لوگوں کے درمیان صلح اور امن وامان قائم ر · کے لیے جھوٹ کا سہارا لیا جاسکتا ہے۔

جھوٹ کی . ‍ ‍ ‍ ین قسم، رسول اللہ ﷺ نے فرما ‍ ‍ ‍ ی:

’’جس نے جان بوجھ کر مجھ پ جھوٹ . ‍ ‍ ‍ ھا وہ اپنا ٹھکانہ جہنم بنالے‘‘۔

ﷺ

(۲)......اللہ کے دشمنوں کی خوشی میں شر ‍ ‍ ‍ ‍ ‍ ‍ :

غیر مسلموں کے تہوار میں شر ‍ ‍ ‍ ‍ سے اسلام نے سرزنش کی ہے، حتی کہ ان کی کسی بھی خاص عادت ‍ ‍ ‍ ی مذہبی شعار کو اپنانے سے بھی شرع نے ‍ ‍ ‍ ‍ کیا ہے۔ اللہ تعالی کا فرمان ہے:

امام مجاھد، طاؤوس، أبو العالیۃ، ابن سیرین، ضحاک، ربیع بن انس رحمھم اللہ اور د ‍ ‍ ‍ ‍ مفسرین اس آ ‍ ‍ ‍ ی ‍ ‍ ‍ کے متعلق فرماتے ہیں کہ الزور سے مراد مشرکین کے تہوار (أعیاد المشرکین) ہیں۔

نبی ﷺ کا فرمان:

’’جو کسی قوم کی مشابہت اختیار کر ‍ ‍ ‍ ہے وہ انہیں میں سے ہے۔‘‘

اور نبی ﷺ کا فرمان:

’’مشرکین کی مخالفت کرو۔‘‘

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرما ‍ ‍ ‍ ی:

”اللہ کے دشمنوں کی عیدوں میں (ان کی موافقت سے) بچو۔“

(۳)......اللہ کی ناراضی

اللہ کی ناراضی صرف فعلا ہی نہیں ہوتی بلکہ اکثر انسان اپنے قول کے باعث اللہ کی ناراضی کا مستحق بن جاتا ہے، نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی حدیث ہے:

”انسان لاپرواہی برتتے ہوئے اللہ کی ناراضی والا کلمہ کہہ دیتا ہے جس کے باعث وہ جہنم میں جاگرتا ہے۔“

(۴)......مسلمان بھائی سے دھوکا دہی کا ارتکاب

دھوکے باز جس طرح معاشرہ میں اپنا اخلاق کھو بیٹھتا ہے اسی طرح روز قیامت بھی ذلت ورسوائی اس کا مقدر ٹھہرے گی، نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا فرمان ہے:

”روز قیامت بطور علامت ہر دھوکے باز پشت پر ایک جھنڈا گاڑ دیا جائے گا جو اس کے دھوکے کی علامت ہوگا اور اسکے دھوکے کی نوعیت کے مطابق اونچا کر دیا جائے گا۔“

اپریل فول کی حقیقت، اس کا پس منظر اور اس کے نقصانات کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ بات کہنا بجا ہے کہ غیر مسلموں کے تمام تہوار کا شمار اخلاق رذیلہ میں ہی ہوتا ہے حالانکہ دین حنیف

ہمیں اخلاق حسنہ اپنانے کی تلقین کرت ہے کیو اخلاق حسنہ ہی مافی الضمیر کے ت کیہ کی ی د ہے جو مسلمان کی ز ، سلف صالحین کا زیور اور ز گی کا بہترین ساتھی بھی ہے۔ اخلاق حسنہ کا ای کامل ء ’سچائی‘ ہے جس سے متصف ہونے کا حکم اللہ جل شانہ اور اس کے محبوب محمد رسول اللہ ﷺ نے دی ہے۔

اللہ تعالی کا فرمان ہے:

’’اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سچے لوگوں کے ساتھ ہو جاؤ۔‘‘

نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

’’سچ کو لازم پکڑو کیو سچ نیکی کی طرف لے جات ہے اور نیکی کی طرف لے جاتی ہے اور آدمی ہمیشہ سچ کہتا رہتا ہے اور سچ کہنے کی پوری کوشش کرت ہے یہاں ت اسے اللہ کے ہاں سچا لکھ دی جات ہے‘‘۔

اپ یل فول نے گھر تباہ کئے

سرگودھا کے علاقے کلیار ڈ وں کا رہا محمد خان شتہ رہ سال سے کو میں مقیم تھا۔ اس کی بیٹی شازیہ نے اپنی سہیلی کے ذریعے اپنے گھر ماں کو فون کروای، سہیلی نے فون کیا، بیٹی ساتھ کھڑی تھی۔ اس نے پہلے پوچھا ’’فاطمہ بی بی! آپ ہی کا م ہے۔‘‘ جواب ہاں میں

۔اس نے کہا کہ آپ کے لیے ا ی بُری خبر ہے کہ'' آپ کے شوہر کو یت میں ا ی میزائل حملے
میں فوت ہو گئے ہیں ۔'' بیوی نے خبر سنی تو وہیں غش کھا کر فرش پَ ڑی اور موقع پ ہی جان
دے دی۔(روز مہ خبریں لاہور،۱۲ا پ یل ۲۰۰۷ء)

بوڑھا نواب دین صدمے سے چل بسا

سال ۲۰۰۸ء کے یکم اپ یل کو پ کستان میں کئی ا ن ''اپ یل فول'' کے ہاتھوں جان سے گئے
اوران کے سینکڑوں رشتہ دار غم و دکھ کا شکار بنے رہے۔اوکاڑہ کے علاقے رینالہ خورد میں ستر
سالہ بوڑھے نواب دین کو کسی منچلے نے یہ خبر دی کہ اس کے بھائی انور کا اوکاڑہ میں ا ٹ
ہوَ یہ ہے اور وہ ہسپتال میں دم توڑ َیہ ہے۔بوڑھا نواب دین اسی لمحے اوکاڑہ ہسپتال چل دی
پ یشانی کے عالم میں راستے میں اسے دل کا دورہ پ ڑا اور وہی ت پ کر اس نے جان دے دی
۔بعداز پتہ کہ انور تو صحیح سلامت ہے اور نواب دین سے کسی نے مذاق کیا ہے اور اسے
''اپ یل فول'' بنایا ہے۔

بیٹے کی جھوٹی خبر، ب پ چل بسا

یمان کے نواحی علاقے چک نمبر ۱۹ کے اللہ بچایا کا بیٹا لقمان کراچی کی پیپر ملز میں
عرصہ دو سال سے زمت کر رہا تھا جو گھر کا واحد کفیل ہے۔کسی معلوم شخص نے اپ یل فول
مناتے ہوئے اللہ بچایا کو فون کیا کہ اس کا بیٹا کراچی میں حادثہ کا شکار ہو کر جان سے ہاتھ دھو
بیٹھا ہے۔ب پ نے بیٹے کی موت کی خبر سنی تو اسے سکتہ ہوَ یہ جو ایک گھنٹہ بعد ہی جہان فانی سے
کوچ کرَ یہ۔اس دوران لوگ اس کے بیٹے سے رابطہ کرتے رہے جس میں ت خیر ہو گئی جونہی
لقمان سے رابطہ ہوا تو اس نے اپنی زن گی کی تصدیق کر دی اس سے قبل اس کا ب پ وفات پ
چکا تھا۔(روز مہ نوائے وقت، لاہور۔۱۲ اپ یل ۲۰۰۸)

آ ی ب ت

افسوس صد افسوس: آج ہم کہاں کھڑے ہیں آج ہم نے تھوڑی سی لذتِ   کی خاطر کیا کچھ جائ ٔ قرار دے دی ہے۔ جھوٹ جو فقط جہنم کا راستہ ہے اس کو جائ ٔ سمجھ رکھا ہے اَ   چہ ز. ن حال سے اس کا کوئی بھی اقرار نہیں کرت کہ یہ   . جائ ٔ ہے   یکم اپ یل کو ہمارا طرز عمل اس .ت کی مکمل گواہی دیتا ہے کہ یم ان تمام امور کو چند لمحات کی ہنسی مذاق کو جھوٹ جیسے فری . میں ر َ   کر جائ ٔ قرار دے چکے ہیں۔ اسلام ایسے تہواروں، رسم ورواجوں کی حوصلہ شکنی کرت ہے اور آج کا مسلمان بھی ایسے تہواروں کی حوصلہ افزائی کرت دکھائی دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں . عات، ٔ افات، رسم ورواج اور ایسے تہواروں سے محفوظ فرمائے جو اسلام کے خلاف ہوں۔

۱۱ اپ یل ۱۹۲۹ء

شہیدانِ ناموسِ رسا ت کے نام

ارشاد ِ ری تعالیٰ ہے:

''اللہ کا حکم ناطق ہے کہ میں اور میرے پیغمبر ضرور غا ِ رہیں گے بیشک اللہ زور آور (اور) ز ِ د ت ہے۔ جو لوگ اللہ پ اور روزِ قیامت پ ایمان ر ت ہیں تم ان کو اللہ اور اس کے رسول کے دشمنوں سے دوستی کرتے ہوئے نہ دیکھو گے خواہ وہ ان کے ِ پ ِ ٹے ی بھائی ی خا ان کی ہی لوگ ہوں یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان (پتھر پ لکیر کی طرح) تحریر کر دیہ ہے اور فیض غیبی سے ان کی مدد کی ہے اور وہ ان کو بہشتوں میں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں داخل کرے گا ہمیشہ ان میں رہیں گے اللہ ان سے خوش اور وہ اللہ سے خوش یہی َ وہ اللہ کا لشکر ہے (اور) سن رکھو کہ اللہ ہی کا لشکر مراد حاصل کرنے والا ہے۔''

تمہیدی کلمات

۱۱ اپ یل ۱۹۲۹ء غازی علم دین شہید رحمہ اللہ کی شہادت کا دن ہے، اسی منا ۔ ت سے آج اپ یل کے مہینہ میں ہم ۰ موس رسا ت کے چند شہداء کا ت کرہ کر کے ان کی ۰ مات کو ۰ اج تحسین پیش کریں گے اور ان کی ۰ مات جلیلہ کی قبولیت کی دعا کریں گے۔

پیغمبر کا اللہ محافظ

آغاز اسلام میں ۔ ۔ محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان ت کیا اور آپ کے جا رز یدہ نہ تھے اور جو تھے کمزور و ۰ تواں تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کی عزت و ۰ موس کا خود ذمہ اٹھا لیا۔ ارشاد ہوت ہے:

''اللہ آپ کو لوگوں سے محفوظ رکھے گا۔''

آپ ا۰ ازہ لگا ، کوہ صفا پ ابولہب نے ۔ تمیزی کی تو اللہ نے خود جواب دے دی :

''ابولہب کے ہاتھ ٹوٹیں اور وہ ہلاک ہو۔ نہ تو اس کا مال ہی اس کے کچھ کام آ ی اور نہ وہ جو اس نے کما ی ۔ وہ جلد بھڑکتی ہوئی آگ میں داخل ہوگا۔''

اور اس ابولہب کو ذلیل ورسوا کر کے موت دی اور قیامت ت کے لیے عبرت کا ن بنا دی ۔

اسی طرح ابولہب کی بیوی ام جمیلہ (اروی) آپ کو عجیب وغری ۔ طعنے دیتی اور کہتی کہ ذ ۔ للہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم میرے شوہر کو ۔ ا بھلا کہہ آئے میں بھی اسے اچھا نہیں جا ۔ سید ۰

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں اور محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ کے قریب کھڑے تھے۔ یہ ام جمیل ادھر آ گئی اور طرح طرح کی باتیں کرنے لگیں اس کے ہاتھ میں پتھر تھے کہنے لگی کہاں ہیں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کہاں ہیں تیرے دوست؟ اگر مجھے مل گئے تو میں اس کے منہ پر پتھر ماروں گی اور پھر آپ کا نام بگاڑنے لگی:

''ہم نے مذمم کی نافرمانی کی، اس کے امر کو تسلیم نہیں کیا اور اس کے دین کو نفرت سے چھوڑ دیا۔''

پھر وہ واپس چلی گئی، ابوبکر فرمانے لگے اللہ کے رسول! یہ کیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ نے میری حفاظت فرمائی ہے ( ) اللہ نے اسکی آنکھوں کو پکڑ لیا تھا۔

اسی طرح جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے صاحبزادے عبداللہ کا انتقال ہوا تو ابولہب خوش ہو کر لوگوں کو کہنے لگا خوشخبری ہو محمد تو ابتر ہے۔ اس کی نسل باقی نہیں رہے گی یہ جائے گا تو سب ختم، آپ پریشان ہو گئے اللہ نے دلاسہ دیا اور قرآن نازل کر دیا: فرمایا:

''(اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم!) ہم نے تم کو کوثر عطا فرمائی ہے۔ آپ اپنے پروردگار کے لئے نماز پڑھا کرو اور قربانی کیا کرو۔ کچھ شک نہیں کہ تمہارا دشمن ہی بے اولاد رہے گا۔''

امیہ بن خلف کا وطیرہ بن گیا آپ کو طعن کرنا۔ اللہ نے قرآن نازل کر دیا:

''ہر طعن آمیز اشارتیں کرنے والے چغل خور کی ۔ ابی ہے۔''

ابوجہل نے نبی کریم ﷺ کو مقام ا. اہیم کے قری. ز پڑھتے دیکھا تو کہنے لگا اے محمد! میں نے تجھے کیا تھا زنہ پڑھا کر اور دھمکیاں دینے لگا۔ آپ ﷺ نے بھی سختی سے ڈانٹ دی پھر کہنے لگا میرا. ڑا اس شہر میں نہیں اور ادھر ادھر کی. تیں کرنے لگا اللہ نے چیلنج کر دی۔

''دیکھو اَ وہ. زنہ آئے گا تو ہم (اس کی) پیش نی کے. ل پکڑ کر ٹیں گے۔
یعنی اس جھوٹے خطا کار کی پیش نی کے. ل۔ تو وہ اپنے. روں کی مجلس کو بُلا لے۔
ہم بھی اپنے مؤکلانِ دوزخ کو بلا گے۔ دیکھو اس کا کہا نہ ماننا اور قربِ (الٰہی)
حاصل کرتے رہنا۔'' (العلق: ۱۵۔۱۹)

لوگوں نے آپ کا مذاق اڑا. تو اللہ تعالیٰ نے اعلان فرما دی:

''ہم تمہیں ان لوگوں (کے شر) سے بچانے کے لئے جو تم سے ا اء کرتے ہیں کافی ہیں۔''

نبی ﷺ کے جا ر محافظ

. . اسلام کو وسعت ملی آپ ﷺ کے جا ر اور حواری کھڑے ہو گئے کمزوری طاقت میں. ل گئی تو اللہ نے آپ کی عزت وعصمت اور ۔ موس کی حفاظت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کروائی۔

میدان میں آپ کا دفاع کرنے والے ابوطلحہ کا حال دیکھو جس کا ہاتھ پیغمبر کا دفاع

کرتے ہوئے شل ہو گیا۔ تیر آپ کی طرف آیا، آگے ہاتھ کر کے روک لیا۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ غزوۂ احد کے روز جب مسلمان اِدھر اُدھر بھاگ گئے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میدان کی ایک طرف تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بارہ انصاری صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے، ان میں طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ مشرکوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گھیرا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے طلحہ رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھ کر فرمایا:

''کون ہے جو ان سے مقابلہ کرے گا؟''

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

''میں اے اللہ کے رسول!''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تم اپنی جگہ رہو۔''

انصار میں سے ایک شخص نے عرض کی:

''میں اے اللہ کے رسول!''

آپ نے فرمایا: ''تم (ٹھیک ہے، تم مشرکوں کا مقابلہ کرو)۔''

اس نے مشرکوں سے لڑائی کی یہاں تک کہ شہید ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ مشرک اس جگہ ڈٹے ہوئے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''قوم کا مقابلہ کون کرے گا؟''

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی:

''میں۔'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم اپنی جگہ رہو۔''

ایک انصاری صحابی نے عرض کی: ''میں اے اللہ کے رسول!''

آپ نے فرمایا: ''ہاں ٹھیک ہے (تم مشرکوں کا مقابلہ کرو)۔''

وہ شخص مشرکوں سے لڑتا ہوا شہید ہوگیا اور آپ ﷺ اسی طرح فرماتے رہے اور ہر مرتبہ ایک ایک انصاری سامنے آتا رہا اور اپنے پیش رو کی طرح مشرکوں سے لڑتے ہوئے شہید ہوتا رہا، یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ باقی رہ گئے تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا:

''مشرکوں کی قوم کا مقابلہ کون کرے گا؟''

تو حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: ''میں۔''

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے گیارہ انصاریوں کے بقدر لڑائی کی، دوران لڑائی ان کے ہاتھ پر وار ہوا اور ان کی انگلیاں کٹ گئیں، انھوں نے ''حس'' کہا (یعنی سی) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اگر تو ''بسم اللہ'' کہتا تو فرشتے لوگوں کے سامنے تجھے اٹھا لیتے۔'' اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے مشرکین کو واپس لوٹا دیا (یعنی ان کا زور ٹوٹ گیا)۔''

علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو صحیح قرار دیا ہے۔

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کا یہ ہاتھ کتنا خوش نصیب ہاتھ تھا، جو امام الانبیاء کی حفاظت کرتے ہوئے شل ہوا۔ حضرت قیس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''میں نے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کا ہاتھ دیکھا، جو نبی کریم ﷺ کا دفاع کرتے ہوئے زخمی ہوا۔''

ابو جہل کا عبرتناک قتل

سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ غزوۂ بدر کے موقعہ پر میں صف میں کھڑا تھا۔ میں نے دائیں بائیں نظر ڈالی تو میرے دونوں اطراف میں دو نوجوان انصاری لڑکے کھڑے تھے۔ مجھے خیال آیا کاش کہ میرے قریب کوئی طاقت ور بہادر آدمی ہوتے۔ اتنے میں ان میں سے ایک نے میرے پہلو پر ہاتھ لگا کر پوچھا چچا جان! کیا آپ ابوجہل کو پہچانتے ہیں؟ میں نے کہا: ہاں، برادرزادے! تمہیں اس سے کیا غرض ہے؟ وہ بولا مجھے پتہ چلا ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو گالیاں دیتا ہے۔ اللہ کی قسم! میں نے اسے دیکھ لیا تو یا وہ نہیں ہوگا یا میں نہیں ہوں گا۔ مجھے اس کی بات سن کر بہت تعجب ہوا۔ اتنے میں دوسرے نے مجھے اپنی طرف متوجہ کر کے یہی بات کہی اتنے میں میری نظر ابوجہل پر پڑی۔ وہ کافروں کی صفوں میں گھوم رہا تھا۔ میں نے ان سے کہا وہ آدمی ابوجہل ہے۔ جس کے متعلق تم دریافت کر رہے ہو۔ میری بات سنتے ہی وہ برق رفتاری سے دوڑے اور جا کر تلوار سے حملے کر کے اسے قتل کر کے خود صحیح سالم واپس آ گئے۔

اکثر سیرت نگاروں کے قول کے مطابق ان میں سے ایک کا نام معوذ رضی اللہ عنہ اور دوسرے کا نام معاذ رضی اللہ عنہ مذکور ہے۔ جبکہ صحیح بخاری کی روایت میں دونوں کا نام معاذ مذکور ہے۔ ایک معاذ بن عمرو بن الجموح رضی اللہ عنہ اور دوسرا معاذ بن عفراء رضی اللہ عنہ۔

جناب عبد الرحمٰن بن عوف اک صف شکن غازی
کہ تھے اس عرصۂ پیکار میں مصروف جاں بازی
وہ فرماتے ہیں جس دم بڑھ گئی شدت لڑائی کی
عیاں تھیں ہر طرف سر مستیاں تیغ آزمائی کی
اچانک اپنے دائیں بائیں میں نے اک نظر ڈالی
کہ دیکھوں دو بازو سے فزوں ہو ہمت عالی
ابھی میں اپنی حالت پر نہ تھا کچھ سوچنے پایا

کہ اک جا ۔ سے لڑکا دوڑ کر میری طرف آ ی

نہا یت راز داری سے ں بوجہل کا پوچھا

شباہت اور حلیہ اور موجودہ پتا پوچھا

یہ استفسار سن کر میں نے پوچھا فرطِ حیرت سے

بھتیجو کام کیا ہے تم اس کو ۔ خواہ ملت سے

یہ سن کر بول اٹھے دونوں لڑکے بے قراری سے

بتا دیں اب ہمیں کیا کام ہے اس بے دین ۔ ری سے

قسم کھائی ہے ہم دونوں نے اس کو قتل کرنے کی

کہ اس سے ۔ ڑھ کے ہو سکتی نہیں اب عمر بھرنے کی

قسم کھائی ہے مر جا گے یا ماریں گے ۔ ری کو

سنا ہے گالیاں دیتا ہے وہ محبوب ۔ ری کو

عصماء ۔ مروان کا قتل

عصماء ۔ مروان جو بنوامیہ بن زید کے خا ان سے تھی اور ی بن حصن خطمی کی بیوی تھی۔ یہ یہ ھ رسول اللہ ﷺ کی توہین کرتی اور آپ ﷺ کو ا اء دیا کرتی تھی۔ دین اسلام پ عیب لگاتی اور رسول اللہ ﷺ کے خلاف لوگوں کو اکسا یا کرتی تھی۔ عمیر بن عدی خطمی رضی اللہ عنہ جو ۔ اس کی ان حرکات شنیعہ اور اشتعال ۔ زیوں کا علم ہوا تو انہوں نے دعا کی: یا اللہ میں تیرے حضور منت ما ہوں کہ ا تو نے رسول اللہ ﷺ کو بعافیت مدینہ منورہ پہنچا دیا تو میں اس عورت کو قتل کر ڈالوں گا۔ اس رسول اللہ ﷺ ۔ ر کے مقام پ تھے۔ آپ ﷺ اللہ کے فضل سے وہاں سے بخیر یت مدینہ منورہ تشریف لے آئے تو عمیر بن عدی خطمی رضی اللہ عنہ رات کے وقت اس کے گھر میں جا داخل ہوئے۔ اس کے بچے اس کے پ س سوئے ہوئے تھے۔ اور اس کا ا یک ۔ یٹا اس کے ی

پ یٹ دودھ پی رہا تھا۔عمیر بن عدی خطمی رضی اللہ عنہ نے بچے کو اس سے الگ کر کے تلوار اس کے ین
پ رکھ کر پشت سے پ ر کر دی۔اور ز فجر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا کر شری ہوئے۔ ز
کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرما ی: عمیر! تم نے بن مرواز کو قتل کر دی ہے؟ انہوں نے
عرض کیا: جی ہاں۔میرے ماں ب پ آپ پ فدا ہوں میں یہ کام کر آ ی ہوں۔انہوں نے سمجھا کہ
شائ مجھ سے یہ کام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی کے خلاف سرزد ہو ی ہے۔

اس لیے دری فت کیا: اللہ کے رسول! کیا اس کے نتیجے میں مجھ پ کوئی کفارہ وا ب ہوت ہے؟
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما ی: نہیں۔تمہارے اعمال میں سے کسی کو انکار نہیں۔پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما ی:
تم میں سے جو کوئی کسی ایسے آدمی کو دیکھنا چاہے جس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی غیبی مدد
کی ہے تو وہ عمیر کو دیکھ لے۔عمیر بن عدی خطمی رضی اللہ عنہ ب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں سے واپس آ
رہے تھے تو دیکھا کہ لوگ اس عورت کو دفن کر رہے تھے۔

انہوں نے پوچھا: عمیر! اسے تم نے قتل کر دی ؟ وہ بولے ہاں۔اسے میں نے ہی قتل
کیا ہے۔تم نے جو کر ہے کر لو۔اور مجھے رعای نہ دو۔اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ
میں میری جان ہے، اگر تم ب لوگ ایسی حر کرو جیسی یہ کرتی تھی تو میں تم پ بھی اپنی تلوار
دوں گا۔یہاں کہ ی تم ب کو مار ڈالوں گا ی میں مارا جاؤں گا۔اس کے بعد اس
قبیلے میں اسلام پ ی ی۔

محمد بن مسلمہ، کعب بن اشرف اس لیے قتل کر دی کہ وہ پیغمبر کا گستاخ تھا۔

ن صحابی نے اپنی لوٹ ی بیوی کو اس لیے قتل کر دی وہ نبی کی گستاخی کرتی تھی۔

عبداللہ بن عتیق نے ابو رافع یہودی کا سر اس لیے قلم کر دی تھا کہ وہ نبی کو اذی پہنچا
تھا۔

ابن خطل کو کعبہ کے غلاف سے کھینچ کر اس لیے ابو ب زہ اسلمی نے قتل کر دی کہ وہ گانے

والیاں لاکر مکہ اور مدینے کے دونواح میں نبی کی توہین آمیز گیت لوگوں کوسنایا کرتا تھا۔

ناموس رسالت کے شہید

آج کی اس محفل میں ہم جن شہداء کا مختصر تذکرہ کرنے لگے ہیں پس وہ ہیں جنھوں نے دنیا کے جن کونوں میں پیغمبر کی توہین کرتے ہوئے کسی کو دیکھا تو وہاں وہاں اپنی ایمانی غیرت کا ثبوت دیتے ہوئے ان کے سر قلم کر کے شہیدانِ ناموس رسالت میں اپنا نام لکھوالیا۔

غازی علم دین شہید

مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ کو غیر مسلموں کے مذہبی اعتراضات کا دندان شکن جواب دینے میں خاص ملکہ حاصل تھا، آریہ سماج نے جب رسول اللہ ﷺ کی توہین کرتے ہوئے ''رنگیلا رسول'' (نعوذ باللہ من ذلک) شائع کی تو مولانا نے گندگی کا جواب پاکیزگی سے، اندھیرے کا جواب اجالے سے اور بدتمیزی کا جواب سنجیدگی سے دیا۔ ان کا جواب ''مقدس رسول ﷺ'' کے نام سے شائع ہوا۔ جو ﴿ ﴾ کا شاہکار تھا۔ اس وقت کے علماء اور تمام مسلم اخبارات نے مولانا کی اس کوشش کو سراہا۔ جس کی تفصیل موصوف کی کتاب کے آغاز میں ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اس کی بہترین جزا فرمائے۔ آمین

مولانا ''مقدس رسول ﷺ'' کے دیباچہ میں رقم طراز ہیں:

''گاندھی جی نے غضب یہ غضب کیا کہ یہ بھی لکھ دیا ''اسلام جھوٹ نہیں'' اور ہندوؤں کو بھگتی کے ساتھ اس کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ پھر وہ اس کے ساتھ محبت کریں گے جس طرح میں کرتا ہوں۔ (ترجمہ ینگ انڈیا اور پرتاب ۴ جون ۱۹۲۴ء) بس پھر کیا تھا: آریوں نے گاندھی جی سے فرصت پا کر اسلام اور پیغمبر اسلام پر حملے شروع کر دیے۔ ان حملوں میں سے حملہ اس کتاب کی صورت میں ہے۔ جس کا نام ''رنگیلا رسول'' ہے۔ اس کتاب میں محمد رسول اللہ ﷺ کے خانگی حالات ایسے بُرے لہجے اور دل آزار انداز سے لکھے گئے کہ ملک

میں کہرام مچ گیا۔ یہاں تک کہ مہاتما گاندھی نے بھی اس پر اظہار نفرت کیا۔ گورنمنٹ نے اس کتاب کو قابل اعتراض جانا چونکہ بزدل مصنف نے اپنا نام درج نہیں کیا تھا، اس لیے گورنمنٹ نے اس کتاب کو شائع کرنے والے پر مقدمہ کیا۔

(دیباچہ مقدس رسول e از مولانا ثناءاللہ رحمہ اللہ)

محترم قارئین! اس پمفلٹ کے شائع ہونے کے بعد مسلمانوں کا مشتعل ہوجانا فطری اور لازمی امر تھا۔ مسلمانوں نے سخت احتجاج کیا۔ چنانچہ ۲۴ مئی ۱۹۲۴ء کو زیر دفعہ ۱۵۳۔اے تعزیرات ہند مقدمہ درج کرلیا گیا۔ جس کے نتیجہ میں ماتحت عدالت نے ۱۸ جنوری ۱۹۲۷ء کو ڈیڑھ سال قید بامشقت اور ایک ہزار روپیہ جرمانہ کی سزا سنائی۔ راجپال نے سیشن کورٹ میں اپیل دائر کی جس کی سماعت کرنل ایف سی کلولس نے کی اور ۸ فروری ۱۹۲۷ء کو ماتحت عدالت کے فیصلے میں تخفیف کرتے ہوئے صرف چھ ماہ کی سزائے قید سنائی۔ راجپال نے اس قید کے خلاف ہائی کورٹ میں اپیل دائر کر دی۔ جس کی سماعت کرنل دلیپ سنگھ کی عدالت میں ہوئی۔ ہائی کورٹ پنجاب کے چیف جسٹس شادی لال کی ذاتی سفارش پر راجپال کو ۴ مئی ۱۹۲۷ء کو باعزت بری کر دیا گیا۔ ہائی کورٹ کے اس فیصلے پر مسلمانوں میں شدید غم وغصے کی لہر دوڑ گئی اور اشتعال پھیل گیا۔

یہ تو انگریز حکومت اور اس کی ماتحت عدالتوں کا کام اور کردار تھا۔ مولانا ثناء اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ”حکومت کا جو فرض تھا اس نے ادا کر دیا۔ اصل مضمون کا جواب دینا گورنمنٹ کا کام نہیں، ہم مسلمانوں کا کام ہے۔ ہم اپنا مذہبی فرض ادا کرتے ہیں اور جواب دیتے ہیں تاکہ مسلمانوں کے زخمی دلوں پر مرہم لگے اور تسکین ہو۔“

قارئین! آپ نے پڑھا کہ بزدل مصنف نے کتاب پر اپنا نام نہیں لکھا مشہور مؤرخ مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب اپنی کتاب ”بزم ارجمنداں“ کے صفحہ ۱۵۲ پر مولانا ثناء اللہ رحمہ اللہ کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ”مولانا کی تصنیفات میں سے ایک ”مقدس

رسول ﷺ'' ہے جو انھوں نے ''رنگیلا رسول'' کے جواب میں لکھی۔ یہ کتاب جیسا کہ ۰ م سے ظاہر ہے انتہائی دل آزار تھی۔ اس کتاب کی تصنیف کے سلسلے میں کئی . تیں بیان کی جاتی ہیں جن میں سے ای یہ ہے کہ یہ کتاب دراصل آریہ سماجی رائیٹر پنڈت چموپتی ایم اے (پ وفیسر ڈی اے وی کالج، موجودہ اسلامیہ کالج سول لائن) کی تصنیف تھی جسے لاہور کے مہاشہ راجپال نے اپنی تصنیف ظاہر کر کے شائع کی'' اس شر انگیز کتاب کی اشا ت کے بعد مسلمانوں میں جلسے جلوس اور احتجاج کا سلسلہ شروع ہوَ ی تو حکومت نے دفعہ ۱۴۴ ۰ فذ کر دی۔ اسی دوران ۴ جولائی ۱۹۲۷ء کو دہلی دروازہ لاہور کے سامنے ہزاروں مسلمان جمع ہوئے اور وہاں ای جلسہ عام ہوا اس اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے سید ءاللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ نے فرما ی:

''آج کوئی روحا کی آ سے دیکھنے والا ہو تو دیکھ سکتا ہے کہ رسول اکرم ﷺ اور ازواج مطہرات، ہم مسلمانوں کی ما لاہور کے مسلمانوں سے فری د کر رہی ہیں کہ تمھارے شہر میں ہماری بے حرمتی کی جا رہی ہے، ہمیں کھلے بندوں گالیاں دی جا رہی ہیں۔ اَ کچھ پ س رسا ت ہے تو ۰ موس رسا ت کی حفاظت کرو۔ اس موقع پ شاہ جی نے مزی فرما ی:

''آج گورنمنٹ نے ہمارا جلسہ روکنے کے لیے زمین پ قبضہ تو کر لیا لیکن وہ دلیپ سنگھ کے قلم پ قابض نہ ہو سکی۔ '' پ'' اور '' پ ت ب'' کے اڈ یٹروں کو بس میں نہ کر سکی۔ ہم نے تین سال ت صبر کیا لیکن ہندو اسے نہ سمجھ سکے۔ وہ ی درکھیں . ت ای مسلمان بھی ز ہ ہے ۰ موس رسا ت پ حملہ کرنے والے چین سے نہیں رہ ت ۔'' مزی فرما ی:

''اب وقت آ َی ہے کہ دفعہ ۱۴۴ کے پ نچے یہیں سے اڑا دیے جا بیس بیس مسلمانوں کے دستے ممنوعہ جلسہ گاہ میں جا اور رسول اکرم ﷺ کے ۰ م پ جو بھی مصیبت آئے خوشی سے . دا ش ت کریں اور اپنی ز َ ی ں حرمت رسول ﷺ پ قر ن کر

دیں۔‘‘(روز نامہ ’’انقلاب‘‘ جولائی ۱۹۲۷ء)

شاہ جی کی اس تقریر نے اسلامیان برصغیر کے دلوں کو لرزا دیا۔ غازی علم الدین شہید رحمہ اللہ نے یہ تقریر سنی، ان کے دل و دماغ پر جادو کا سا اثر ہوا۔ انھوں نے اپنے بڑے بھائی سے پوچھا: ’’اگر کوئی راجپال کو قتل کر دے تو اس کا کیا ہوگا؟‘‘ بھائی نے جواب دیا: ’’اسے پھانسی ہو جائے گی۔‘‘ یہ سن کر غازی علم دین خاموش ہو گئے۔ پھر ۱۱۱پریل ۱۹۲۹ء کو غازی نے فجر کی نماز ادا کی پھر صبح سیر کر کے گھر واپس آئے، ناشتے میں چاول کھانے کی فرمائش کی، ان میں دیسی گھی ڈلوایا، پھر گھر سے کچھ نقدی لے کر باہر نکل گئے۔ ایک چھری ساڑھے تیرہ انچ لمبی ایک روپے میں خریدی اور ٹھیک ۲ بجے دوپہر ملعون راجپال کی دکان پر گئے۔ راجپال گدے پر بیٹھا سو رہا تھا۔ ایک ملازم دکان میں کتابیں ٹھیک کر رہا تھا۔ غازی نے راجپال کو گریبان سے پکڑ کر اٹھایا اور پوچھا ’’کیا تمھارا نام راجپال ہے۔‘‘ اس نے کہا: ہاں، پھر غازی نے کہا تیری یہ مجال کہ تو حضور پاک ﷺ کی شان میں گستاخی کرے اور بھرپور وار سے اس کا کام تمام کر دیا اور سکون سے وہاں سے نکل کر قریب ہی لکڑیوں کے ٹال کے پاس ایک نلکے پر اپنے کپڑوں سے ناپاک خون کے دھبے دھونے لگے۔

ہندوؤں کے ایک ہجوم نے آپ کو پکڑ لیا اور پوچھنے لگے: ’’تم نے راجپال کو قتل کیا ہے؟ کہا: ’’میں نے اپنے رسول پاک ﷺ کا بدلہ لیا ہے۔‘‘ وہ غازی کو پکڑ کر موقعہ واردات پر لے گئے۔ ہندوؤں کا بہت بڑا ہجوم تھا غازی نے ہجوم کو مخاطب کر کے کہا: لوگو سن لو! میں نے آج اپنے رسول پاک ﷺ کا بدلہ لے لیا ہے۔‘‘

اسی دوران راجپال کی بیوی روتی پیٹتی آئی اور کہنے لگی: آپ نے میرے خاوند کو کیوں قتل کیا ہے؟ آپ کی میرے خاوند سے کیا دشمنی تھی؟ غازی نے جواب دیا: میری اس ملعون سے کوئی دشمنی نہیں تھی، میں نے اپنے رسول پاک ﷺ کا بدلہ لیا ہے۔‘‘ اس وقت

ہندوؤں کی بہت بڑی تعداد وہاں پر موجود تھی۔ پولیس آئی اور غازی کو ہتھکڑی پہنا دی گئی۔ غازی نے شیر کی طرح گرج کر کہا "میرا نام علم الدین ہے میں نے اکیلے ہی بدلہ لیا ہے۔ میرے ساتھ کوئی دوسرا آدمی نہیں۔" اور دونوں ہاتھ بلند کر کے کہا: یہ جو ہتھکڑی ہے یہ تو میرا زیور ہے اور میں نے اپنا مقصد حاصل کر لیا ہے۔"

قارئین کرام! آیئے اس واقعہ کے حوالے سے آپ کو ایک اور تاریخی دستاویز سے آگاہ کریں۔ یہ تاریخ کی آواز ہے۔ کیا تاریخ اپنے آپ کو دہرا رہی ہے؟ آغا شورش کاشمیری اپنی کتاب "بوئے گل، نالۂ دل، دود چراغ محفل" کے صفحہ ۲۲ پر لکھتے ہیں: "راجپال (شاتم رسول) میرے سامنے قتل ہوا، اس کی دکان سے علم دین کو خنجر گھونپ کر نکلتے دیکھا۔ کچھ آگے لکڑیوں کا ایک ٹال تھا، علم دین اس میں گھس گیا۔ ٹال کا مالک ہندو تھا، اس نے گھیر ڈالا، اتنے میں پولیس آگئی علم دین کو گرفتار کیا اور لے گئی اور کئی دنوں تک مقدمہ چلتا رہا، سیشن کورٹ نے موت کی سزا دی، جو ہائی کورٹ میں بحال رہی۔ آخر ایک دن علم دین میانوالی جیل میں پھانسی پر چڑھا دیے گئے۔ حکومت نے اعلان کیا کہ ان کی اسلامی رسومات کے مطابق میانوالی ہی میں دفن کر دی گئی ہے۔

کسی نے جا کر علم الدین سے پوچھا
تو حکم قتل سن کر بھی ہے ہشاش
مقام ایسے پر اب تیرا گزر ہے
جہاں ہوتا ہے شیروں کا جگر پاش
تجھے مرنے کا اپنے کیا نہیں غم
کہ آتا ہے نظر ہشاش بشاش
کہا اے مرد غازی نے یہ سن کر
سنو کرتا ہوں میں راز دلی فاش

مجھے ہے شوق دیدار محمد ﷺ
ہو دل کو خوف سے مرنے کے کیوں جاش

روزنامہ سیاست لاہور ۱۵ نومبر ۱۹۲۹ء

مسلمان لاہور بھڑک اٹھے، حکومت نے ہنگامہ و ہیجان سے خوفزدہ ہوکر حوالے کر دی۔ لاہور میں کا جتنا بڑا جلوس نکلا، اتنا بڑا جلوس شاید ہی کبھی نکلا ہو، میت کو کندھا دینے کے لیے بڑے بڑے بانس لگائے گئے۔ بیک وقت ہزار ڈیڑھ ہزار آدمی کندھا دے رہے تھے۔ ہر خیال کے مسلمان رہنما جنازے میں شریک تھے۔ سر محمد شفیع بھی تھے اور مولانا ظفر لی خان بھی۔ ایک چھوٹی سے بات مجھے اب تک یاد ہے کہ مولانا ظفر علی خان نے قبر پر لیٹ کر اس کی وسعت کا جائزہ لیا تھا۔"

بُرے ہوں لاکھ یہ مسلم نام محمد ﷺ پر
وہ ہیں ہر حال میں تیار اپنا سر کٹانے کو

غازی عبدالقیوم کوچوان رحمۃ اللہ علیہ

۱۹۳۳ء کے اوائل میں آریہ سماج حیدرآباد سندھ کے سیکرٹری نتھورام نے ہسٹری آف اسلام نام کا ایک کتابچہ لکھا۔ اس میں اس نے ناموس رسالت پر رکیک حملے کیے۔ مسلمان مشتعل ہوکر میدانِ احتجاج میں اتر آئے۔ ضلع ہزارہ کے دورافتادہ گاؤں "غازی" کا ایک مکین "عبدالقیوم" جو کہ ایک سادہ اور انتہائی غریب آدمی تھا۔ اور تھا۔ اس نے بھری عدالت میں نتھورام کے پیٹ میں خنجر گھونپ کر اسے بھی کیفر کردار تک پہنچایا اور اپنی عاقبت سنواری۔ رسول سے سرشار عبدالقیوم سے۔ پوچھا گیا کہ تم نے یہ کیا کیا؟ تو جوش نے کہا: اس خنزیر کے بچے نے میں میرے نبی ﷺ کی شان میں گستاخی کی تھی۔ اس کی یہی سزا تھی۔

ایسے ہی جاں نثاروں اور سرفروشوں کی بابت علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ نے کہا وہ ہے:

غیور مسلمان ہے رت پہ اللہ
موت کیا شے ہے فقط عالم معنیٰ کا سفر
ان شہیدوں کی دیت اہل کلیسا سے نہ مانگ
قدر و قیمت میں ہے خون جن کا حرم سے بڑھ کر
آہ! اے مرد مسلمان تجھے کیا یاد نہیں
حرف لا تدع اللہ الہا آخر

غازی میاں محمد شہید رحمۃ اللہ

غازی میاں محمد ۱۹۱۵ء کو تلہ گنگ ضلع چکوال میں پیدا ہوئے۔ اعوان برادری سے تعلق تھا۔ ۱۹۳۵ء میں انڈین آرمی بلوچ رجمنٹ میں بطور سپاہی بھرتی ہوئے۔ ۱۶ مئی ۱۹۳۷ء کی شام مدراس چھاؤنی میں ڈیوٹی سے فارغ چند مسلمان حضور اقدس کی شان میں گوئی کر رہے تھے وہاں پہ موجود ایک ہندو ڈوگرہ حیرن درس نے آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کی۔ اسے سمجھایا گیا، معافی کا مطالبہ کیا گیا کسی نے کان نہ دھرا۔ میاں محمد نے اپنی ڈیوٹی والی رائفل اٹھائی اور گولی اس کے سینے کے آر پار کر دی اسی علاقہ کے ایک مسلمان جمعہ دار عباس خاں کو ان کی گرفتاری کے لیے بھیجا گیا۔

اگلے روز ۱۷ مئی ۱۹۳۷ء کو غازی میاں محمد کو تفتیش کے لیے پولیس کے حوالہ کر دیا گیا۔ وکلاء نے جان بچانے کی کئی راہیں دکھائی انھوں نے سچ کا دامن نہ چھوڑا اور کہا کہ جان میں اپنے نبی جناب محمد ﷺ کے نام کر چکا ہوں۔

میرے ہزار دل ہوں تصدق حضور پہ
مری ہزار ہو قربان مصطفیٰ ﷺ پہ

۲۳ ستمبر ۱۹۳۷ء کو غازی میاں محمد کو سزائے موت کی سزا دی گئی میاں محمد نے آخری ملاقات لواحقین سے ہوئی اور اپنی والدہ کی تسلی دی اور کہا میں شہید ہوں جس نے ناموس

رسا ت کے لیے جان دی ہے۔

محمد کی محبت دین حق کی شرط اول ہے
اسی میں ہو ا َ خامی تو . کچھ .مکمل ہے

غازی مر یحسین رحمۃ اللہ

موضع بھلہ کر ی کہ ضلع چکوال کے رہنے والے غازی مر یحسین کو خبر ملی کہ ہندوستان کے ا ی قصبہ پلول ضلع گوڑ گانواں کے ا ی ہندو رام گو پ ل ڈاکٹر نے اپنے کتے کا .م ذ .للہ محسن ا کے .م پ اس کا .م رکھا ہے۔

غازی مر یحسین ۶ اگست ۱۹۳۶ء کو گستاخ رسول کے ہاں جا پہنچے۔رام گو پ ل اپنے گھر میں بیوی بچوں کے ساتھ سو یہوا تھا غازی مر یحسین نے جا کر خنجر اس کے پیٹ میں گھسا کر اسے واصل جہنم کر د ی۔غازی کو پکڑنے پولیس آ گئی غازی نے اپنے آپ کو پولیس کے حوالے کر د ی۔سزائے موت سنائی گئی آ .ت قات ماں کرنے آئی اور کہنے لگی: .یٹ تو .موس رسا ت کا شہید ہے گھبرا .نہ اور پھا کا پھندا خود گلے میں ڈالنا۔آ .کار .موس رسا ت صلی اللہ علیہ وسلم پ جان دینے والا غازی ۲۴ ستمبر ۱۹۳۷ء جمعۃ المبارک کی صبح تختہ دار پ پ ٹ ھ َ ی۔اور پھر اسے غازی محل بھلا شریف کے .د یکی قبرستان میں دفن کر د َ ی ی۔

اہا .ت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سزا

پ وفیسر محمد یعقوب شعبہ اردو نیشنل کالج گو. انوالہ راوی ہیں:

۶۶/ ۱۹۶۷ء کی .ت ہے میں لاہور کے .ٹ ل ٹ یننگ کالج میں B.Ed کا طا . علم تھا۔ہمارے ا ی .رگ پ وفیسر تھے چوہدری فضل حسین،انھوں نے یہ واقعہ کلام روم میں سنا ی۔میں بیروت کی یونیورسٹی میں ز یتعلیم تھا۔وہاں ہندوستان (تقسیم سے قبل) کے بہت سے طلبہ وطالبات ز یتعلیم تھے۔ان میں سے ا ی لڑکی بہت شوخ شنگ اور الٹرا

ماڈرن قسم کی تھی۔ اس کا تعلق ہندوستان کے کسی مسلمان نواب گھرانے سے تھا وہ خود شاید فیشن کے طور پر کمیونزم کی پرچارتھی۔

گستاخ رسول پر برص کا حملہ

ایک دن ٹی شاپ پر اسلام اور کمیونزم کی بحث چل رہی تھی کہ اس نخچاز لڑکی نے حضور ﷺ کی شان میں ایک آدھ نازیبا لفظ کہہ دیا۔ میں نے اسے بے نقط سنائیں۔ بہت برا بھلا کہا اور ہمیشہ کے لیے اس سے قطع کلامی کر لی۔ پھر یوں ہوا کہ مجھے اور اس نابکار لڑکی کو جو اپنی امارت اور حسن پر بہت نازاں تھی، دوران تعلیم ہی میں برص کا حملہ ہوا۔ اس نے اپنے حسن کو بچانے کے لیے اس وقت کے اعلیٰ ترین ڈاکٹروں اور ہسپتالوں سے رجوع کیا لیکن برص پھیلتی گئی اور خود بھی پھیلتی چلی گئی۔ یعنی بے اندازہ موٹی ہو گئی۔ ہندوستان واپسی پر اس کا کہیں رشتہ نہ ہو سکا اور اپنی اس بری شکل کی وجہ سے اس نے گھر سے نکلنا بھی چھوڑ دیا اور وہ کبھی جان محفل ہوا کرتی تھی سوسائٹی میں نسیاً منسیاً ہو گئی۔

میں نے اسے قتل کیوں نہ کر دیا

ادھر واپسی کے بعد میں نے جہلم کے ایک معمولی سے ڈاکٹر سے رجوع کر وایا اور اللہ کے فضل سے (چہرہ پر ایک آدھ داغ کے سوا) شفا ہو گئی۔ ساری کلاس نے سوال کیا جناب! اسے تو حضور اکرم ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کے باعث یہ سزا ملی۔ آپ پر برص کیوں حملہ ہوا؟ بوڑھے پروفیسر کے جواب نے نہ صرف پوری کلاس ورطہ حیرت میں ڈال دیا، بلکہ سب کو آنسوؤں سے رلا دیا۔ فرمایا مجھے اس وجہ سے برص ہوا کہ میں نے گالیوں پر اکتفا کیوں کی اور اسے اسی دم قتل کیوں نہ کر دیا۔

بے تاب ہو رہا ہوں فراق رسول میں
اک دم کی زندگی بھی محبت میں ہے حرام

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

یہ جون ۱۹۹۹ء کا واقعہ ہے۔ ﺑ طا کے شہر مانچسٹر میں واقع لڑکیوں کے ای اسکول کے ہال میں تقر ی مقابلہ ہو رہا تھا۔ موضوع تھا (مشہور مذہبی شخصیت) اس موضوع پ اظہار خیال کرتے ہوئے ای بچی نے حضور اکرم ﷺ کی شخصیت کو اپنی تقر ی کا موضوع بنا ی۔ اپنی تقر ی کے دوران یہ بچی ﺑ ﺑھی لفظ ''محمد'' ادا کرتی تو غیر ارادی طور پ ﷺ نہ کہتی۔ کلاس میں بیٹھی ای بچی کو یہ حر ت انتہائی ﻧ گوار ﮔ ری۔ اس غیر ارادی لغزش کو ای دو دفعہ ﺑ ا ﺷ ت کرنے کے بعد اس بچی سے نہ رہا ﮔ ی وہ اچا ﻧ اپنی نشست سے اٹھی اور زوردار آواز میں بے اختیار پکار اٹھی: ''صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' ہال میں سنا ﭨ چھا ﮔ ی۔ سکول کی ت ریخ میں پہلی ﺑ رکسی نے وضبط کی خلاف ورزی کی تھی۔

بچی کو فوری طور پ ہال سے ﺑ ہر نکال دی ﮔ ی۔ یہودی وعیسائی اسا ﺗ ﺬ ہ اور ماہرین نفسیات پ مشتمل بورڈ نے بچی سے متعدد سوالات کیے اور اس سے بے ساختہ حر ت کے ﺑ رے میں پوچھا: بچی نے ہچکیوں اور سسکیوں میں ایمان افروز جواب دی کہ ﺑ ﺑ کوئی شخص ہمارے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ کا اسم ﮔ امی استعمال کر ت ہے تو اس پ فرض ہے کہ وہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ادا کرے۔ میں اس پ کوئی کمپرو ما ﺋ ﺰ نہیں کر سکتی۔ حضور نبی اکرم ﷺ کا اسم ﮔ امی سن کر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے الفاظ کہنا میرا ایمانی ودینی استحقاق اور فریضہ ہے۔ اس فریضہ اور استحقاق کی ادائیگی سے مجھ ڈسپلن کے ﻧ م پ نہیں روکا جا سکتا۔

بے وضو ﻧ م محمد ز ﺑ ن پ نہیں لا سکتا

ﻧ صر الدین محمود ﺑ دشاہ تھا پیشہ کے لحاظ سے کا ت ﺑ تھا سینہ اس کا عشق رسول ﷺ سے معمور تھا۔ ت ریخ فرشتہ میں لکھا ہے کہ وہ اپنے دل میں ﻏ ﯾ ﺖ بہ واحترام رسول ﷺ کے پیش بغیر وضو کے حضور اقدس ﷺ کا ﻧ م ز ﺑ ن پ نہیں لا ت تھا۔ اس کے

ای   خادم کا نام محمد تھا۔ضرورت پڑی تو ای   روز اس کو تاج الدین کہہ کر پکارا۔سلطان کے اس انداز سے مصاحب کو خیال پیدا ہوا کہ شاید کسی وجہ سے سلطان اس پر ناراض ہے۔اس لیے اس کو اپنے اصل نام (محمد) سے نہیں پکارا۔افسوس اور رنج کی وجہ سے وہ مصاحب تین روز تک دربار سے غیر حاضر رہا۔سلطان نے ای   روز اس کو گھر سے بلا کر غیر حاضر رہنے کی وجہ دریافت کی تو مصاحب نے عرض کیا:

بادشاہ سلامت! آپ مجھے محمد کے سوا کبھی کسی دوسرے نام سے نہیں پکارتے تھے۔ اس روز خلاف عادت تاج الدین کہہ کر مخاطب فرمایا۔ میں نے اس سے یہ نتیجہ نکالا کہ مزاج سلطانی میں خاکسار کی طرف کوئی تبدیلی پیدا ہوگئی ہے۔سلطان نے اس پر اصل حقیقت واضح کی اور قسم کھا کر یقین دلایا کہ اس وقت میں بے وضو تھا لہٰذا......شرم آمد کہ بے وضو نام محمد بزبان آنم ...... مجھے شرم آئی کہ بغیر وضو کے نام محمد زبان پر لاتا۔

قدم بوسی کی دولت مل گئی تھی چند ذروں کو
ابھی تک وہ چمکتے ہیں ستاروں کی جبین ہو کر

23اپ یل

کتابوں کا عالمی دن

ارشاد ب ری تعالیٰ ہے:

”جو اللہ تعالی کی کتاب پڑ ھتے اور زکی پ بندی کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انہیں دی ہے اس میں سے پوشیدہ اور ظاہر چ کرتے ہیں وہ ایسی تجارت (کے فائ ے) کے امیدوار ہیں جو کبھی ختم و تباہ نہیں ہوگی“

تمہیدی کلمات:

پ کستان میں آج ۲۳ اپ یل کو کتابوں کا عالمی دن منا یا جا رہا ہے‘ د کے اکثر مما لک میں بھی کتابوں کا عالمی دن ۲۳ اپ یل کو ہی منا یا جا ت ہے لیکن ب طا اور امریکہ میں کتابوں کا عالمی دن ۴ مارچ کو منا یا جا ت ہے، ت ر لحاظ سے اس دن کی شروعات کچھ اس طرح ہو ۔ ۱۶۱۶ میں سپین کے شمال مشرق میں واقع علاقہ لینیا میں ہر سال ۲۳ اپ یل کو جہاں کے مرد اپنی خواتین اور لڑکیوں کو گلاب کے پھول پیش کرتے ہیں اور اس روا ی میں د بھر سے خاص طور پ یورپ سے لاکھوں کی تعداد میں مرد و زن اور لڑکے لڑکیاں لینیا جاتے ہیں یہ سلسلہ دو دن

جاری رہتا ہے۔اس دوران جگہ جگہ مشہور ناول دان کیہوٹی کے حصے شیکسپئر کے ڈرامے اور دوسرے مصنفوں کی کتابوں کے حصے پڑھے جاتے ہیں۔پھر یہ رسم سپین کے دوسرے علاقوں میں بھی پھیلتی گئی،اورآہستہ آہستہ یہ روایت ورلڈ بک ڈے کی شکل اختیار کرگئی۔

اب کیٹلینیا میں ہر سال صرف گلابوں کی ہی نہیں بلکہ کتابوں کی بھی ریکارڈ فروخت ہوتی ہے اوراسکے بعد ۱۹۹۵میں اقوام متحدہ کے ادارے یونیسکو نی جنزل کو نسل کا فرانس میں اجلاس ہوا تو اس نے ۲۳اپریل کو ورلڈ بک اینڈ کاپی رائٹس ڈے قرار دے دیا۔اوراب یہ دن کتابوں اور جملہ حقوق کی حفاظت کے عالمی دن کے طور پر دنیا کے ایک سوملکوں میں منایا جانے لگا۔اس میں ایک اوراضافہ یہ کیا گیا ہے۔کہ رواں صدی کے آغاز سے کسی ایک شہر کو کتابوں کا عالمی دار الحکومت بھی قرار دیا جاتا ہے۔اس سال کا دارالحکومت بیروت ہے۔دو ہزار ایک کا میڈرڈ تھا۔پھر بالترتیب سکندریہ،نئ دہلی،انٹورپ،مونٹریال،ٹورِن،بگوٹا،ایمسٹرڈم اور بیروت دارالحکومت قرار دیے گئے۔برطانیہ نے اس دن کے لیے مارچ کی پہلی جمعرات کا انتخاب کیا اوراسے سکولوں کے بچوں میں کتابیں پڑھنے کی عادت کوفروغ دینے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔

کتاب کا تعارف

اردوزبان کرلفظ کتاب عربی سے ماخوذ ہے،عربی کتاب مختلف چیزوں کے مجموعے کو کہتے ہیں۔کتاب کو انگریزی میں Book کہتے ہیں۔جو قدیم انگریزی کے لفظ Boc(بوک)سے لیے گیے ہے اور خود Boc بھی جرمنی زبان کا لفظ Bok سے ماخوذ ہے ۔جس کے معنی زان درخت جیسا کے ہیں زان کے درخت کے پتے بڑے ہوتے تھے جو لکھنے کا کام آتے تھے۔چنانچہ ''بوک''میں تبدیلی ہوتے ہوتے یہ لفظ Book بن گیا۔

کتاب کس پر لکھی جاتی ہے؟

پہلے پہل تو کتاب چند اوراق پر ہی مشتمل ہوتی تھی اور وہ مٹی کی سِلیں ،لکڑی کی تختیاں وغیرہ پر لکھی جاتی تھی ،جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں موسیٰ علیہ السلام کی تختیاں کا تذکرہ کیا ہے۔

''اور ہم نے تختیوں میں موسیٰ کے لیے ہر چیز لکھ دی'' /

پھر کچھ ترقی ہوئی تو کتاب جانوروں کی کھال یا کھال کے اوپر موجود جلی، پتھر کی باریک سِلوں ،کھجور کے پتوں اور ہڈی وغیرہ پر لکھی جانے لگی جیسا کہ عہد رسالت اور عہد صدیقی وعثمانی میں زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے جمع قرآن کے وقت انہی اشیاء کو لے کر جمع کیا تھا۔

پھر مصریوں نے نیل کے ساحل پر اگنے والے پیپرس پودے کے تنے گودے سے کاغذ کی طرح کے چوڑے چوڑے اوراق بنا کر لکھنا شروع کیا اور سب سے پہلے مصریوں نے پانچویں بادشاہ نیضر عیسی کا کائی نے اس پر لکھ کر ملفوف کتاب تیار کی۔

کتاب کی پرنٹنگ کیسے ہوتی ہے؟

دورِ حاضر میں کتاب کی پرنٹنگ بہایت ہی آسان ہے پہلے پہل تو لکڑی کے بلاک پر لفظ کھدائی ہوتے پھر اس کی ایک کاپی تیار ہوتی اور پھر اس کی مثل تیار کی جاتیں لیکن پھر پرنٹنگ میں بہت آ گئی اور کتابوں کی چھپائی آسان سے آسان تر بن گئی سب سے پہلی کتاب تیرھویں صدی عیسوی میں مئی ۸۶۸ء میں چین نے پرنٹ کی جسکا نام Diamond Sutra تھا۔
۱۴۴۵ء میں یورپ کے باشندے یوہانس گوٹن برگ نے بڑی پرنٹنگ پریس متعارف کروایا۔ پھر ۱۴۷۴ء میں ولیم کیکٹسن نامی انگریز نے ایک چھاپہ خانہ بنایا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے انسان کو تسخیر عالم کے کئی گُر سکھائے اور اس نے اس کام کو مزید سہل کر دیا۔ پہلے تو کتاب کی پرنٹنگ کے لیے

کئی سال یا ماہ کی ضرورت ہوتی تھی۔اب تو مسودہ کمپوز ، ڈیزائننگ کے بعد ٹریسنگ پیپرز سے رکر پیپرز کی کاپی پیٹنگ ہو جاتی ہے اور ۸-۱۶ یا ۳۲ صفحات پر اس طرح جوڑے جاتے ہیں کہ ان کو فولڈ کیا جائے تو صفحات کی ترتیب لکل درست ہو جاتی ہے۔پھر کاپیوں کو خاص روشنی کی مدد سے ٹین کی بنی پلیٹ پر منتقل کیا جاتا ہے۔اور کاپی پر جو کچھ ہوتا ہے وہ سب کا سب اس پلیٹ پر آجاتا ہے۔پریس مشین ایک طرف سے پیپر اٹھاتی ہے اور پلیٹ پر موجود سارا مواد اس کاغذ پر منتقل کر دیتی ہے اسطرح کاغذ کی دوسری جانب دوسرا فرما چھپ جاتا ہے پھر کتاب کی ترتیب ہاتھوں یا مشین کے ذریعے فولڈ کی جاتی ہے۔اور کتاب کا سارا مواد چھپ کر فولڈ ہو جاتا ہے اور اس کی ایک ڈمی بن جاتی ہے اور دوسری طرف ٹائیٹل ڈیمانڈ کے مطابق چھپ کر اس کے ساتھ لگا دیا جاتا ہے۔پن،سلائی یا گم کے ساتھ۔اس طرح کتاب چھپ کر پبلشر یا ڈسٹری بیوٹر زیا ناشر کے پاس آجاتی ہے اور پھر آپ کے ہاتھوں پہنچ جاتی ہے۔آپ اسے پڑھتے ہیں کتاب آپ کو ہنساتی ہے کبھی رلاتی ہے۔کبھی آپ صفحات پلٹتے ہیں کبھی جذبات ابھرتے ہیں۔کبھی خواہشات جھلکتی ہیں اور خیال بڑھتے ہیں۔کبھی دل مچلتے ہیں کبھی چپ طاری ہوتی ہے کبھی پڑھتے پڑھتے نیند آجاتی ہے۔اس طرح کتاب اپنے دوست کی تنہائی مٹاتی ہے۔

کتاب کے مطالعہ کے شوقین

بعض لوگوں کو پڑھنے کا شوق ہوتا ہے مگر ان کے پاس ان کو خریدنے کی ہمت نہیں ہوتی جس کی وجہ سے وہ اپنے شوق کو پورا کرنے کے لیے کبھی کسی لائبریری اور بک کارنر سے کھڑے کھڑے کچھ پڑھ کر استفادہ کرتے ہیں اور کبھی عاریتاً یعنی ادھار لے کر اپنا شوق پورا کرتے ہیں۔ایک عربی شاعر ادھار کتابیں لے کر پڑھنے والے کو خوب نصیحت کی ہے۔

’’مجھ سے کتابیں ادھار ۔ ۔ والو! کتابیں ادھار دینا تو میرے لیے بہت عار ہے کیو د میں میری محبوب چیز کتاب ہے، آپ کا کیا خیال ہے محبوب بھی کبھی کسی کوادھار دیا جاتا ہے۔‘‘

کتاب دوست لوگ

علامہ مسعودی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ’’اے میری کتابو! تم میری جلیس وا ہو، تمہارے ظر نہ کلام سے ط اور تمہاری فصاحت سے توں سے تفکر پیدا ہوتا ہے۔ تم پچھلوں اور پہلوں کو ایک عالم میں جمع کر دیتی ہو۔ تمہارے منہ میں زبان نہیں، لیکن تم زندوں اور مردوں دونوں کے افسانے سناتی ہو، تم ہمسایہ ہو، لیکن ظلم نہیں کرتیں، عزیز ہو لیکن غیبت نہیں کرتیں، دوست ہو لیکن مصیبت میں ساتھ نہیں چھوڑتیں۔‘‘

جاحظ کہتا ہے: ’’کتاب سب سے بہتر خزانہ، بہتر ہم نشین، بہتر شغل، تنہائی کی دوست اور سفر کی رفیق ہے۔‘‘ بعض حکماء کا قول ہے کہ کتابیں علماء کے باغ ہیں۔ متنبّی کہتا ہے: ’’انسان کا سب سے بہتر ہم نشین اس کی کتاب ہے۔‘‘ منصور بن مہدی نے مامون سے پوچھا کہ ہم کو علم کب تک حاصل کرنا چاہیے؟ مامون نے جواب دیا کہ جب تک جسم میں جان رہے۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جن سے بڑھ کر صحابہ میں کوئی متبع سنت نہ تھا، ان کے پوتے عبداللہ بن عبدالعزیز کا یہ حال تھا کہ وہ لوگوں کی صحبت سے بھاگتے تھے، ہمیشہ ہاتھ میں کوئی کتاب لے کر قبرستان میں چلے جاتے تھے اور اس کے مطالعہ میں مصروف رہتے تھے۔ لوگوں نے جب اس کا سبب دریافت کیا تو فرمایا: گورستان سے بڑھ کر کوئی ناصح، کتاب سے بڑھ کر کوئی مونس اور تنہائی

سے بڑھ کر کوئی محافظ ہم کو نہیں آتے۔ /

تین سوکنوں سے بھاری

امام ابن شہاب زہری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۲۴ء) بہت بڑے تابعی اور علم حدیث کے امام ہیں۔امام مالک ،سفیان بن عیینہ ،سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہم وغیرہ ان کے شاگرد ہیں۔امام زہری رحمۃ اللہ علیہ کا علم حدیث میں جو مقام ہے، کیا اس میں کوشش اور کثرت مطالعہ کو دخل نہیں؟اس کا جواب ذیل کے واقعہ میں ہے۔امام زہری جب اپنے گھر میں بیٹھتے تو چاروں طرف کتابوں کا انبار رہتا تھا، وہ ان کتابوں کے مطالعہ میں اس قدر مصروف ہو جاتے تھے کہ ان کو کسی چیز کی خبر نہیں رہتی تھی۔ایک دن ان کی بیوی نے تنگ آ کر کہہ دیا: خدا کی قسم یہ کتابیں مجھ پر سوکنوں سے بھی زیادہ بھاری ہیں۔ /

سب کچھ بھلادیا

یاقوت حموی جو مسلمانوں میں بہت بڑا جغرافیہ دان گزرا ہے، وہ اپنے وطن اور اہل وعیال کو چھوڑ کر مدتوں مرو میں اس لیے پڑا رہا کہ وہاں کے کتب خانے اس کے لیے زنجیر پا تھے۔وہ خود لکھتا ہے کہ کتب خانے کی دوسو کتابیں میرے گھر میں پڑی رہتی تھیں اور میں ان کی خوشہ چینی میں مصروف رہتا تھا، اس کتب خانے کی محبت نے دل سے ہر شہر کی محبت بھلا دی تھی اور اہل وعیال سے بے خبر کر دیا تھا۔

ایک کتاب کا بار بار مطالعہ

آج ہم ایک کتاب کو ایک بار بھی دیکھتے ہیں تو اکتا جاتے ہیں۔علمائے سلف ایک ایک کتاب کو سینکڑوں بار دیکھتے تھے اور پیاس نہیں بجھتی تھی۔ابو نصر فارابی نے ارسطو کی کتاب النفس کا سو مرتبہ مطالعہ کیا تھا۔ /

ابن سینا اس درجہ کا شخص ہے کہ اس کے بعد کے تمام حکماء اور فلاسفر اس کی تصنیفات

کیے دریوزہَ ہیں، لیکن وہ اس فضل وکمال کا مالک صرف اس لیے ہوا کہ سلطنت ساما کا وسیع کتب خانہ اس کی آنکھوں کے لیے وقف تھا۔ ایم طا . علمی میں ای ش . بھی کامل اس کی آنکھوں نے خواب کا لطف نہیں اٹھا یا اور نہ کسی روز سوا مطالعہ کے کوئی دوسرا شغل رہا، ای ای کتاب کو بیسیوں . ر پڑھا۔ خود ابن سینا کا بیان ہے کہ میں فارابی کی کتاب طبعیات کا چالیس مرتبہ مطالعہ کیا۔ /

غیر علمی کاموں کا افسوس

علمائے اسلام میں امام رازی رحمۃ اللہ علیہ کا جو رتبہ ہے، اس سے کوآشنا نہیں۔ سینکڑوں . سَ ٘ رنے پ بھی عربی درس گاہوں کے در و دیوار سے امام رازی رحمۃ اللہ علیہ کی صدا آرہی ہے۔ د وی مقبولیت کا ثبوت اس سے زیادہ اور کیا ہوگا کہ خوارزم شاہ جو اس وقت بڑے سطوت و جبروت کا . دشاہ تھا وہ خود امام سے ملنے ان کے گھر آ تا تھا۔ امام صا . ہر وقت علمی مشاغل میں مصروف رہتے تھے۔ یہاں تک کہ کھانے میں بھی جو وقت ہوتا تھا۔ امام صا . کو اس کے بھی ضائع ہونے کا افسوس تھا، امام صا . کا قول ہے: " اکی قسم مجھ کو کھانے کے وقت میں علمی مشغولیت کے فوت ہونے کا افسوس ہوتا ہے، کیو زمانہ اور وقت بہت عزیز ہے۔" /

کتب بینی سے عشق

صا . ابن عیاد (المتوفی ۳۸۵ء) تیغ و قلم دونوں کا مالک تھا، سلطنت ساما کا وزیر تھا۔ وہ علم و ادب اور ا ء پ دازی کا امام وقت بھی تھا۔ صا . کو کتب بینی سے عشق تھا۔ سفر ہو یا اقامت وہ مطالعہ سے فارغ نہ بیٹھتا تھا۔ کتب بینی کے ساتھ اس کا عشق اس سے ظاہر ہے کہ خا ٘ ان بنو بویہ کے عظیم الشان نوح بن منصور نے سلطنت بویہ کی وزارت کی پیش کش کی اور بخارا بلایا تو صا . نے . سے بڑا عذر یہ پیش کیا کہ یہاں سے ٘ کے لیے صرف میری کتابوں کی . ر . داری کے لیے چار سو او ں کی ضرورت ہوگی۔ صا . ابن عباد . عام سفر کے لیے ٘

تھا تو تیں اور ں پر صرف علم وادب کی کتابیں لدی رہتی تھیں۔

/

سفر میں بھی ساتھ نہ چھوڑا

فتح بن خاقان، خلیفہ متوکل کا وزیر تھا، ایسے وزیر کے لیے علمی شوق قائم رکھنا نہایت مشکل تھا، فتح بن خاقان اپنی عبا کی آستین اور ... میں ہمیشہ کتاب رکھتا تھا تو فتح خلیفہ کی واپسی تک اپنی کتاب کے مطالعہ میں مشغول رہتا تھا، یہ خود فتح ... ز وضروری حاجت کے لیے اٹھتا تھا تو آمد ورفت کے راستہ میں بھی کتب بینی سے باز نہیں آتا تھا۔

/

علامہ مجدالدین فیروزآبادی جس پایہ کے شخص تھے، وہ ان کی تصنیف قاموس سے ظاہر ہے، جس کی مقبولیت کی انتہاء ہے کہ خودلغت کا نام قاموس قرار پایا، لیکن یہ رتبہ کمال علامہ موصوف کا بلا کوشش مطالعہ حاصل ہوا؟ خود ان کا بیان ہے کہ ہر روز ... میں دو سطریں حفظ نہ کرتے، رات کو آرام نہ کرتے۔ یہ شوق سفر میں بھی معدوم نہ ہوتا، ... علامہ موصوف سفر میں چلتے تو سامان سفر میں چند اونٹ صرف ان کے مطالعہ کی کتابیں لدی رہتیں۔

/

مجھے کوئی نئی بات نہیں ملتی

محمد بن جہم علمائے سلف میں بہت بڑا افاضل تھا۔ کثرت معلومات کے ... سے اس کا یہ حال تھا کہ بہت سی ضخیم ومطول اور سینکڑوں مختصر کتابیں وہ دیکھ ڈالتا تھا۔ لیکن کوئی نئی بات اس کو نہیں معلوم ہوتی تھی، لیکن کیا یہ وسعت علم کثرت مطالعہ کے بغیر پیدا ہوگئی تھی۔

/

تین راتوں کے سوا ہر رات کتاب پڑھی

ابن رشد جو مشرق کا فلسفی اعظم ہے، اس کو کتب بینی کا اس قدر شوق تھا کہ تمام عمر تین راتوں کے سوا اور کبھی اس سے یہ فریضہ قضا نہیں ہوا۔

پسبانوں کی قندیل کی روشنی میں مطالعہ کیا

ابو فارابی کو جس چیز نے مشرق کا سے مور حکیم بنا دی، وہ کتابوں کا مطالعہ ہے، گو فارابی مفلس اتنا تھا کہ گھر میں پ اغ نہ تھا۔ شوق چین نہ دیتا تھا، رات کو جاگ جاگ کر پسبانوں کی قندیل کی روشنی میں مطالعہ اور تصنیف کرتا تھا۔

/

مکمل کتب خانے کا مطالعہ کیا

ابو مظفر بن معروف مصری چھٹی صدی کا ای مشہور فاضل تھا۔ کتب بینی کا اس درجہ کا شائق تھا کہ ای بہت بڑا اعظیم الشان کتب خانہ قائم کیا، جس میں مختلف فن کی ہزاروں کتابیں تھیں اور یہ تمام کتابیں اس کی سے رچکی تھیں۔ اور ہر ای کتاب پ اس کے خود ہاتھ کے حاشیے پڑھے ہوئے تھے۔ ابوالمظفر کا زیدہ وقت اسی کتب خانہ میں بسر ہوتا تھا۔

/

لائبریوں کی کمی

اس وقت ۱۸ کروڑ آبادی کے ملک پکستان میں صرف ۹۰ بڑی لائبریں ہیں اور ان میں سے ۲۰ سے زائد یونیورسٹیوں کی ملکیت ہے۔ جہاں عام آدمی کی رسائی نہیں۔

پکستان کی سے بڑی لائبری میں صرف ۴ لاکھ کتابیں ہیں۔ جبکہ امریکہ کی صرف ای لائبری میں ای کروڑ دس لاکھ سے زائد کتابیں ہیں۔

دینا کی بہترین کتاب

جسے خالق اور مخلوق میں فرق ہے اسی طرح خالق اور مخلوق کی کتابوں میں بھی فرق ہے۔ د کی

۔ سے بہترین کتابیں خالق کائنات کی آسمانی کتابیں ہیں، جن پ ایمان ہر مسلمان کے ایمان کا حصہ ہے۔لیکن ان میں سے ۔ سے بہترین کتاب قرآن مجید کو پ ڑھنا، سمجھنا، سیکھنا، سکھا ٔ اور اس کی ہر ب ت پ عمل پیرا ہو ٔ ہر ا ی کے لیے ضروری ہے۔ عام کتاب کوئی پ ڑھے تو پ ڑھا لکھا اور معزز ہے ا َ نہ پ ڑھے تو مجرم اور گنہگار نہیں اللہ کی کتاب سے رو َ دانی د و آ ٔ ت کی ذ ت کا ۔ ۔ ہے۔

اللہ کی کتاب سے ہر طرح کا تعلق اور رشتہ آدمی کو نفع دیتا ہے۔ آیئے اپنا رشتہ اللہ کی کتاب سے استوار کریں۔

کتاب اللہ پ ڑھنے کا ا ۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما ی:

''جو شخص قرآن کا ا ی حرف پ ڑھے گا تو اس کے لیے ہر حرف کے عوض ا ی نیکی جو دس نیکیوں کے ۔ ا۔ ہے (یعنی قرآن کے ہر حرف کے عوض دس نیکیاں ملتی ہیں) میں یہ نہیں کہتا کہ سارا الم ا ی حرف ہے بلکہ الف ا ی حرف ہے لام ا ی حرف ہے اور میم ا ی حرف ہے (یعنی الم کہنے سے تیس نیکیاں لکھی جاتی ہیں)۔''

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما ی:

''جس نے رات میں سو آ ی ت تلاوت کیں اس کے لیے رات بھر کا قیام لکھ د ی جا ۔

ہے''

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''بآواز بلند قرآن کریم پڑھنے والا شخص ظاہری صدقہ دینے والے کی طرح ہے اور آہستہ قرآن پڑھنے والا شخص چھپا کر صدقہ دینے والے کی طرح ہے۔''

کتاب اللہ کی تلاوت کرنے والے مؤمن ہیں

اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا ہے:

''جن لوگوں کو ہم نے کتاب عنایت کی ہے وہ اسے (ایسے) پڑھتے ہیں جیسے اسے پڑھنے کا حق ہے، یہی لوگ اس پر ایمان رکھنے والے ہیں۔''

کتاب اللہ پڑھنے والے بے ضرر .

''جو اللہ تعالی کی کتاب پڑھتے اور نماز کی پابندی کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انہیں دیا ہے اس میں سے پوشیدہ اور ظاہر خرچ کرتے ہیں وہ ایسی تجارت (کے فائدے) کے امیدوار ہیں جو کبھی ختم و تباہ نہیں ہوگی''

کتاب اللہ کی تلاوت کرنے والے ہدایت یافتہ ہیں

’’اللہ تعالی نے نہایہ۔ اچھی ۔ تیں ۔زل فرمائی ہیں (یعنی) کتاب (جس کی آیتیں) ۔ ہم ملتی جلتی (ہیں)اور ۔ر ۔ر پڑھی جاتی (ہیں) جولوگ اپنے پ وردگار سے ڈرتے ہیں ان کے ۔ ن کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں ، پھر ان کے ۔ ن اور دل ۔م (ہوکر)اللہ تعالی کے ذکر کی طرف (متوجہ) ہوجاتے ہیں ، یہی اللہ تعالی کی ہدایہ ہے‘اس کے ذریعے جسے چاہتا ہے ہدایہ دیتا ہےاور جسے اللہ تعالی گمراہ کردے اسے کوئی ہدایہ دینے والانہیں ۔‘‘

کتاب اللہ کی تلاوت کرنے والے کی خوشبو

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایہ:

’’اس مومن کی مثال جوقرآن پڑھتا ہے۔ تنجبین (۔رنگی) جیسی ہے کہ اسکی خوشبوبھی اچھی ہےاور اسکا ذا بھی اچھا ہے‘‘

اس مومن کی مثال جوقرآن نہیں پڑھتا ہے۔کھجور جیسی ہے اسکی خوشبونہیں لیکن اسکا ذا میٹھا ہے

اس منافق کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے۔خوشبو دار پودے (جیسے گلاب وغیرہ) کیطرح ہے کہ جس کی خوشبو اچھی ہے اور ذا تلخ ہے“

اس منافق کی مثال جو قرآن نہیں پڑھتا ہے۔اندرائن (تمہ) جیسی ہے جس میں خوشبو نہیں اور اسکا ذا بھی ڑوا ہے

کتاب اللہ کی تلاوت کرنے والے معزز فرشتوں کے ساتھ

سید؛ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”قرآن مجید (کی) تلاوت کا ماہر نیک، رگ اور کا فرشتوں کے ساتھ ہوگا اور جو شخص قرآن مجید پڑھتے ہوئے اٹکتا ہے، پڑھتے ہوئے اسے مشکل پیش آتی ہے، اس کے لیے دوہرا ا ہے۔“

اللہ کی کتاب سے عزتیں ملتیں ہیں

جناب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”یہ وہ کتاب ہے جس کی وجہ سے بہت سی قومیں ذلیل، تباہ اور ہو جاتی

ہیں اور بہت سی قوموں کو اللہ عزت وعروج نصیب کر دیتا ہے۔''

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک قبر میں (تحقیق کے لیے) رات کے وقت اترے تو آپ کے لیے چراغ سے روشنی کی گئی آپ نے میت کو قبلے کی طرف سے پکڑا''

اور فرمایا کہ:

''اللہ تعالی تم پر رحم کرے تم بہت نرم دل اور قرآن کی اکثریت سے تلاوت کرنے والے تھے'' آپ نے اس کے جنازہ پر چار تکبیریں پڑھی۔

کتاب اللہ پڑھنے والوں پر رحمت کی برسات

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جب بھی کچھ لوگ اللہ تعالی کے گھروں میں سے کسی گھر (یعنی مسجد) میں اکٹھے ہو کر اللہ تعالی کی کتاب کی تلاوت کرتے ہیں اور اسے ایک دوسرے کو پڑھاتے ہیں، ان پر سکینت نازل ہوتی ہے اور رحمت الٰہی انہیں اپنی آغوش میں لے لیتی ہے اور فرشتے

ان پ سایہ فگن ہوتے ہیں اور اللہ تعالی ان کا تذکرہ اپنے پ س موجود مخلوق میں کرتا ہے
۔''

یکم مئی 1886ء

مزدوراں کا عالمی دن

ارشاد ب ری تعالیٰ ہے:

''اور قیامت کے دن ہم ا ف کے ترازو قائم کریں گے پھر کسی پ کچھ بھی ظلم نہ کیا جائے گا اور اگ رائی کے دانہ کے ب ا بھی عمل ہو گا تو اسے بھی ہم لے آ گے اور ہم ہی حساب ی ن کے لئے کافی ہیں۔'' (ا

تمہیدی کلمات:

یکم مئی 1886ء کو امریکہ کے شہر شکاگو میں عالمی مزدور تحر ی کے کارکنان اپنے مطالبات منوانے کے لیے جمع ہوئے تو سامراجی طاقتوں کے حکم پ وحشی سپاہیوں نے انہیں گولیوں سے بھون ڈالا جو بچے تو زخمی ہو کر اپنے گھروں کو لوٹے۔ اس کے تقریبا تین سال بعد 1889ء میں یہ فیصلہ سنا یَ ی کہ ہر سال یکم مئی کو اس عظیم سانحے کی ی د میں یوم مئی منا یا جائے گا۔ جو کہ اب

ایک تہوار کی شکل اختیار کر چکا ہے جس میں تحفظ حقوق مزدوراں تنظیموں کا مقصد صرف یہ رہ جاتا ہے، نشستن، گفتن و خاستن۔ چند لوگ اکٹھے ہوئے بیٹھے لگے، شور وغوغا ہوا اور بس۔

جبکہ مزدور کی حالت یہ ہے کہ وہ مہنگائی کے عفریت کے آہنی پنجوں میں جکڑا ایک ناامیدی سے اپنی سانسیں پوری کر رہا ہوتا ہے۔ اس لیے کہ یہی تلخ بہت بندہ مزدور کے اوقات۔ یکم مئی آتا ہے مزدور اپنے بچوں کے پیٹ بھرنے کے لیے فکر معاش میں اس دن سے بے خبر ہو کر نکل کھڑا ہوتا ہے اس لیے کہ وہ جانتا ہے یہ دن منانے سے بچوں کی بھوک نہیں مٹ سکتی۔ کچھ بطور احتجاج اور صاحب منصب لوگوں سے نالاں ہو کر خودکشی کا ارتکاب کر لیتے ہیں۔ شاعر اپنے انداز میں کچھ یوں ترجمانی کرتا ہے:

یہاں مزدوروں کو مرنے کی جلدی کچھ یوں بھی ہے محسن

کہیں جیون کی کشمکش میں کفن مہنگا نہ ہو جائے

مزدور جن کے آرام و سکون اور ترقی و خوشحالی کے لیے اپنی جان مارتا ہے وہ اسے صلہ کیا دیتے ہیں، سولہ سولہ گھنٹے یا اس سے کم و بیش کام اور اجرت اتنی کہ اچھا لباس، بیماری کی صورت میں کسی اچھے ڈاکٹر سے علاج تو کجا اپنا کچن چلانا بھی مزدور کے لیے مشکل ہو جاتا ہے۔ اگر صاحب ثروت لوگ کبھی یہ سوچ لیں کہ ہم جو کچھ اپنے ماتحت افراد سے سلوک روا رکھتے ہیں اگر ہم ان کی جگہ ہوں تو کیا با آسانی اتنی اجرت میں اپنی ضروریات پوری کر سکیں گے۔ ایسی فکر کچھ تبدیلی کے امکانات روشن کر سکتی ہے اور بندہ مزدور کی تلخی میں کچھ کمی واقع ہو سکتی ہیں۔ لیکن بدقسمتی ایسی سوچ پیدا ہو چکی ہے جو دوسروں کے لیے ہمدردی کا جذبہ پیدا کرے۔ یہاں تو حالات ہی کچھ اور ہیں بندہ جوتا بنانے کی فیکٹری میں ملازم ہے لیکن اچھا جوتا پہننا نصیب نہیں، بھٹے پر مزدور ہے لیکن اپنا مکان نہیں، سونے کی کان میں ملازم ہے لیکن اپنی بیٹی کے کانوں میں پیتل کی بالیاں ڈال کر بیاہ دیتا ہے۔

شاید مزدور کے لیے ہمدردی کا جذبہ اس لیے نہیں رہا کہ سونے کے چمچ لیے پیدا ہونے والوں نے جب آنکھیں کھولیں تو انہوں نے دولت کی ریل پیل دیکھی انہیں کیا خبر ایک مزدور کے مسائل کیا ہیں۔؟ اس کے تلخ اوقات کا ادراک وہی کرسکتا ہے جو خود ان حالات سے گزر رہا ہو۔

مزدور اور اسلامی تعلیمات

صرف اسلام کی ہی تعلیمات ہیں جو ایک مزدور کے لیے ہمدردی کا جذبہ پیدا کرتی ہیں جو ظلم اس نچلے طبقہ کے افراد پر ڈھایا جاتا ہے اسلام اس کی یکسر مذمت کرتا ہے اور ان کے حقوق کی ادائیگی پر زور دیتا ہے۔ اسلام میں مزدور طبقہ کا مقام اور جو ان کے حقوق بیان ہوئے ہیں ان کا ذکر کیا جاتا ہے۔

مزدور کا مقام مرتبہ

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دیکھا کہ ایک ہٹا کٹا نوجوان تیزی کے ساتھ آلات کسب لے کر سامنے سے گزر رہا ہے، کسی نے کہا کاش یہ جوان اللہ کے راستے میں بھی اسی طرح کی تیز رفتاری کا مظاہرہ کرتا، یہ سن کر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((

))

”ایسا مت کہو، یہ شخص اگر اپنے چھوٹے چھوٹے بچوں کی پرورش کے لیے جدوجہد کر رہا ہے تو یہ بھی اللہ کے راستے میں (جہاد کرنے والوں کی طرح) ہے، اگر اپنے ضعیف اور بوڑھے والدین کے لیے جا رہا ہے تب بھی اللہ کے راستے میں ہے اور اگر

وہ حرام رزق سے بچنے کی خاطر اپنی ذات کے لیے سعی کر رہا ہے ۔ بھی اللہ کے راستے میں ہے، ہاں اَ ریکاری اور جوانی کے زعم میں اس کے یہ قدم اٹھ رہے ہیں ۔ یہ شخص شیطان کے راستے میں ہے۔''

کھا کھلا ، لباس پہنا اور طاقت سے ڈھ کر کام نہ ی

معرور کہتے ہیں کہ میں نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے (مقام) ر ہ میں قات کی اور ان کے جسم پر جس قسم کا تہبند اور چادر تھا اسی قسم کی چادر اور تہبند ان کے غلام کے جسم پر تھا، میں نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے اس کا پوچھا تو وہ کہنے لگے کہ میں نے ای شخص کو (جو میرا غلام تھا) گالی دی یعنی اس کو ماں سے غیرت دلائی تھی، یہ خبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم (کو پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم) نے (مجھ سے) فرمای کہ اے ابوذر!

''کیا تم نے اسے اس کی ماں کی غیرت دلائی ہے، تم ایسے آدمی ہو کہ (ابھی) تم میں جاہلیت (کا اثر قی) ہے تمہارے غلام تمہارے بھائی ہیں، ان کو اللہ نے تمہارے قبضہ میں دی ہے، جس شخص کا بھائی اس کے قبضہ میں ہو اسے چاہئے کہ جو خود کھائے اس کو بھی کھلائے اور جو خود پہنے وہی اس کو پہنائے اور (دیکھو) اپنے غلاموں سے اس کام کا نہ کہو جوان پر شاق ہو اور اَ ایسے کام کی ان کو تکلیف دو تو خود بھی ان کی مدد کرو۔''

ساتھ بٹھا کر کھا۔ کھلا۔

ہمارے معاشرے میں مزدور طبقہ کے ساتھ مل کر کھا۔ عیب سمجھا جا۔ ہے اوران کو اپنی تقریبات میں بلا۔ اپنی شان کے منافی سمجھا جا۔ ہے ۔لیکن اسلام آ . واجیر کے درمیان بعد کو ختم کرنے کی تلقین کر۔ ہے۔حضرت ابو ہر یہ رضی اللہ عنہ سے روا یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما یا:

''. تم میں سے کسی کا خادم اس کے لیے اس کا کھا۔ تیار کرے پھر اسے لے کر حاضر ہو اس حال میں کہ اس نے اس َ می اور دھو کو. دا ۔ یہ کیا ہو تو آ قا کو چاہیے کہ وہ اسے اپنے ساتھ بٹھا کر کھلائے پس اَ کھا۔ بہت ہی کم ہو تو کھانے میں اسے ا یہ دو لقمے اس کے ہاتھ پر رکھ دے۔''

. دعا نہ کر۔

عام طور پر ایسا ہو۔ ہے کہ صا . اقتدار یا مال دار لوگ اپنے ماتحت افراد کو گالی گلوچ کرتے ہیں ان کے لیے۔ زیبا الفاظ استعمال کرتے ہیں جنہیں ا یہ شریف آدمی سن بھی نہیں سکتا اور بعض اوقات ان کے لیے تباہی و. . دی کی . دعا کر۔ شروع کر دیتے ہیں اسلام سلامتی دیتا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کرنے سے فرما یا ہے۔

حضرت جا. بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روای۔ ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمای:

((

))

”. دعا نہ کرو اپنے او پ ، نہ اپنی اولاد پ ، نہ اپنے خادموں پ ، اور نہ اپنے مالوں پ کیو کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ گھڑی ایسی ہو جس میں دعا قبول ہوتی ہے۔“

زم کو سزا دینے سے پ ہیز کر·

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے:

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی خادم اور کسی عورت کو کبھی نہیں مارا۔“

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ای شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھا اور عرض کیا کہ میرے غلام، نوکر مجھ سے جھوٹ بولتے خیا۔ کرتے اور میری · فرمانی کرتے ہیں۔ لہذا میں انہیں گالیاں دیتا اور مار۔ ہوں، مجھے بتائیے کہ میرا اور ان کا کیا حال ہوگا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمای:

”ان کی خیا۔ · فرمانی اور جھوٹ بولنے کا تمہاری سزا سے تقابل کیا جائے گا۔ اَ سزا ان کے . موں کے مطابق ہوئی تو تم اور وہ . ا. ہو گئے نہ ان کا تم پ حق رہا اور نہ تمہارا ان پ اَ تمہاری سزا کم ہوئی تو یہ تمہاری فضیلت کا . ث ہوگا اور اَ تمہاری سزا ان کے . موں سے . ڑھ گئی تو تم سے . لہ لیا جائے گا۔“

پھر وہ شخص روتے ہوا وہاں سے تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم نے قرآن کریم نہیں پڑھا۔؟ اللہ تعالی فرماتے ہے کہ:

﴿وَنَضَعُ الْمَوَازِينَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَإِن كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ أَتَيْنَا بِهَا وَكَفَى بِنَا حَاسِبِينَ﴾

''اور قیامت کے دن ہم ا ف کے ترازو قائم کریں گے پھر کسی پر کچھ بھی ظلم نہ کیا جائے گا اور اگر رائی کے دانہ کے برابر بھی عمل ہوگا تو اسے بھی ہم لے آئیں گے اور ہم ہی حساب لینے کے لئے کافی ہیں۔'' (ا

اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں ان کے اور اپنے لئے اس سے بہتر کوئی چیز نہیں دیکھتا کہ انہیں آزاد کروں میں آپ کو گواہ بنا کر آزاد کرتا ہوں۔

معاف کرنے کا حکم

ا ان ہونے کے ناطے زم طبقہ سے غلطیاں ہو جاتی ہیں اس سے ا ان کو آگ بگولہ نہیں ہو جانا چاہیے بلکہ ا ☹ ا ر. دا شت پیدا کرنی چاہیے اور صبر کا دامن تھامنا چاہیے جس قدر ممکن ہو ان سے درگزر کی جائے یہی نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیمات ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس آیا اور کہا اے اللہ کے رسول ﷺ!

:

”ہم خادم کا کس حد . م معاف کریں؟ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام خاموش رہے اس نے پھر وہی بات کہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پھر خاموش رہے . . تیسری مرتبہ اس نے یہ بات کہی تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ۔ ہر روز ستر مرتبہ اپنے غلام کو معاف کرو۔“

ا. ت نہ دینا

ایسا ظالم طبقہ بھی موجود ہے جو کام پورا ... ہے اور ا. ت کم دیتا ہے یہ پھر بالکل ہی نہیں دیتا بلکہ کچھ تو مطالبے کہ صورت میں حد ظلم پھیلا نگتے ہوئے جان سے مار دینے کی دھمکیاں دیتے ہیں ایسے بدنصیب لوگ اللہ تعالیٰ کو دشمنی کی دعوت دیتے ہیں۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

:

”میں قیامت کے دن تین آدمیوں کا حریف اور مدمقابل ہوں گا ایک وہ جو میرا نام لے کر عہد کرے پھر توڑ دے، دوسرا وہ شخص جس نے کسی آزاد کو بیچ دیا اور اس کی قیمت کھائی، تیسرا وہ شخص جس نے کسی مزدور کو کام پر لگایا کام پورا لیا لیکن اس کی مزدوری نہ دی۔“

ا. ت دینے میں جلدی کرنا

کچھ لوگ مزدوری کی ادائیگی میں سستی کا مظاہرہ کرتے ہیں اور کچھ جان بوجھ کر تاخیر کرتے ہیں اسلام ان کو اچھا نہیں کہتا بلکہ حتی الوسع جلد از جلد ادائیگی کر دی جائے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''مزدور کو اس کی مزدوری اس کا خشک ہونے سے قبل ادا کردو۔''

شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح کہا ہے

مزدوروں کی مزدوری دینے سے مشکلیں آسان

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا تم سے پہلے لوگوں میں سے تین آدمی (ایک ساتھ کام کے لیے) چلے حتی کہ وہ رات کے وقت ایک غار کے پاس پہنچے اور وہ تینوں اس میں داخل ہو گئے۔ (اتفاقاً) ایک پتھر پہاڑ سے لڑھکا اور اس نے غار کا منہ بند کر دیا۔ تو انہوں نے کہا کہ اس پتھر سے ہمیں کوئی چیز نجات نہیں دے سکتی نجات کی صرف یہ ایک صورت ہے کہ تم اپنے نیک اعمال کے وسیلے سے اللہ تعالیٰ سے دعا کرو۔ چنانچہ ان میں سے ایک شخص کہنے لگا کہ اے اللہ! میرے ماں باپ بوڑھے تھے اور میں ان سے پہلے نہ تو اپنے بچوں کو دودھ پلاتا تھا اور نہ لونڈی غلاموں کو۔ ایک دن اتفاق سے کسی کام میں مجھ کو دیر ہو گئی حتی کہ جب میں ان کے پاس آیا تو وہ سو چکے تھے لہٰذا میں نے ان کے لیے شام کا دودھ دوہا اور برتن ہاتھ میں اٹھا کر ان کے پاس آیا تو میں نے ان کو سوتا ہوا پایا تو مجھے یہ بات گوارا نہ ہوئی کہ میں ان سے پہلے اپنے گھر والوں کو اور لونڈی غلاموں کو دودھ پلاؤں۔ اس لیے میں ٹھہر گیا اور (دودھ کا بھرا ہوا) پیالہ میرے ہاتھ میں تھا اور میں ان کے بیدار ہونے کا انتظار کرنے لگا۔ حتی کہ صبح ہو گئی تب وہ دونوں بیدار ہوئے اور انہوں نے اپنا شام کا دودھ صبح کے وقت پیا۔

اے اللہ! اگر میں نے یہ کام محض تیری رضامندی حاصل کرنے کے لیے کیا تھا تو اس پتھر کی وجہ سے پریشانی میں ہم ہیں اس سے ہمیں نجات دے۔ چنانچہ وہ پتھر ہٹ گیا۔

وہ ابھی اس سے نہیں نکل ت تھے۔

دوسرے شخص نے کہا اے اللہ! میرے چچا کی ای بیٹی تھی جو تمام لوگوں سے مجھے زیدہ محبوب تھی، میں نے اس سے . ے کام کی خواہش کی وہ نہ مانی حتی کہ اک سال . . قحط پڑا تو اس کو کچھ ضرورت پیش آئی تو وہ میرے پس آئی اور میں نے اس کو ای سو بیس اشرفیاں اس شرط پ دیں کہ وہ مجھے اپنی ذات پ . ائی کا موقع دے گی۔اس نے اس (شرط کو مجبوراً مان لیا) حتی کہ . . مجھے اس پ کنٹرول حاصل ہوَ ی تو وہ کہنے لگی کہ میں تیرے لیے اس . ت کو جائ نہیں سمجھتی کہ تو مہر (پ دہ بکارت) کو ٠ حق توڑے اے اللہ پ ک میں نے یہ سن کر اس کے ساتھ ہم بستری کرنے کوَ ٠ ہ سمجھا اور اس سے علیحدہ ہوَ ی حالا وہ تمام لوگوں سے مجھے زی دہ محبوب تھی اور میں نے جس قدر اشرفیاں اس کو دی تھیں وہ بھی واپس نہ لیں۔حالا میں نے یہ کام محض تیری رضا مندی حاصل کرنے کے لیے کیا ہو تو جس مصیبت میں ہم ہیں اس کو ہم سے دور کر دے۔وہ پتھر مزی ہٹ َی ۔ اب بھی وہ اس سے نہیں نکل ت تھے۔

اب تیسرے شخص نے کہا کہ اے اللہ! میں نے کچھ لوگوں کو مزدوری پ لگا ی تھا اور انہیں ان کی مزدوری دے دی تھی۔سوائے ای شخص کے کہ اس نے اپنی مزدوری نہ لی اور (٠ راض ہو کر) َی ۔تو میں نے اس کی مزدوری کو کارو . ر میں لگا دی ۔حتی کہ بہت مال اس سے حاصل ہوَ ی ۔ وہ کافی عرصے کے بعد میرے پ س آ ی اور کہنے لگا کہ اے اللہ کے بندے! مجھے میری مزدوری دے دے۔میں نے اس سے کہا کہ جس قدر او ٹ اور گا ، بکری ں اور غلام تو دیکھ رہا ہے یہ . تیری مزدوری کے ہیں۔اس نے کہا کہ اے اللہ کے بندے کیا تو میرے ساتھ مذاق کرت ہے؟ میں نے کہا کہ میں تیرے ساتھ مذاق نہیں کرت تو اس نے وہ تمام چیزیں لے لیں اور ان کو ہا ٠ کر لےَ ی ، ای چیز بھی ان میں سے نہ چھوڑی۔اے اللہ َ میں نے یہ کام محض تیری رضا مندی حاصل کرنے کے لیے کیا تھا تو جس مصیبت میں ہم ہیں اس کو ہم سے دور کر دے۔

چنانچہ وہ پتھر بالکل ہٹ گیا اور وہ اس طرح غار سے باہر نکل (کر اپنے کام کو چل دیے)۔

مئی ۱۹۱۴ء

مدر ڈے

ماؤں کا عالمی دن

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''اور ہم نے انسان کو اپنے والدین کے ساتھ بھلائی کرنے کا حکم دیا اس کی ماں نے اس کو تکلیف سے پیٹ میں رکھا اور تکلیف ہی سے جنا اور اس کا پیٹ میں رہنا اور دودھ چھڑانا ڈھائی برس میں ہوتا ہے یہاں تک کہ جب خوب جوان ہوتا ہے اور چالیس برس کو پہنچ جاتا ہے تو کہتا ہے کہ اے میرے پروردگار! مجھے توفیق دے کہ تو نے جو احسان مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کئے ہیں ان کا شکر گزار ہوں اور

یہ کہ نیک عمل کروں جن کوتو پسند کرے اور میرے لئے میری اولاد میں صلاح (و تقویٰ) دے میں تیری طرف رجوع کرتا ہوں اور میں فرمانبردار ہوں۔"

تمہیدی کلمات (غیر اسلامی مذاہب)

جولیا وارڈ ہومی خاتون ممتاز شاعرہ عظیم مصورا نی حقوق کی انتھک کارکن کی والدہ ۱۸۷۰ء میں مئی کے دوسرے اتوار فوت ہوگئی۔ وہ اپنی ماں سے بہت زیادہ محبت کرتی تھی۔ اس نے ہر سال مئی کے دوسرے اتوار کو خاص اپنی امی کے نام موسوم کرلیا۔ اور سارا دن اسی کی یاد میں مناتی اور محبت کا اظہار کرتی اور آہستہ آہستہ یہ دن امریکہ کے علاوہ دوسرے ممالک میں رواج پانے لگا۔ مدرڈے کو امریکہ میں ۱۸۷۷ء میں باقاعدہ منانے کا رواج شروع ہوگیا۔ ۱۹۰۷ء میں ایک جاروس خاتون نے جو امریکہ میں تعلیم کے پیشے سے وابستہ تھی مدرڈے کے حوالے سے ایک باقاعدہ تحریک شروع کی۔ اور پھر اس نے اپنے آبائی علاقہ فلاڈیلفیا میں پہلی مرتبہ بڑی شان وشوکت سے مدرڈے منایا جس سے امریکہ کی کئی ریاستوں میں بھی یہ منایا گیا اب اس دن کے پیش نظر امریکہ بھر کے کلیساؤں میں خصوصی دعائیہ تقریبات کا آغاز شروع ہونے لگا اور لوگوں کا مطالبہ بڑھنے لگا کہ امریکی صدر خود مدر ڈے کا اعلان کرے اور اسے سرکاری سطح پر منایا جائے آخر کار امریکی صدر ووڈولسن نے ماؤں کے احترام میں ۱۹۱۴ء میں مئی کے دوسرے اتوار کو قومی دن قرار دے دیا۔

جبکہ اس سے پہلے قدیم یونان میں کئی دیوتاؤں کو جنم دینے والی سائی بیلے کا یادگاری دن بھی منایا جاتا تھا۔ رومن لوگ جونو دیوی کی یاد میں ایک دن مخصوص کر کے اپنی اپنی ماؤں کو خوش کرنے کی کوشش کرتے تھے۔

ہندوستان میں بھی "ماتا تیرتھا" کا دن ماں کو پوجنے کا دن قرار دیا جا چکا ہے جو آج تک منایا جاتا ہے۔ برطانیہ میں اس دن کو "مدرنگ سنڈے" کا نام دیا گیا ہے۔ اور مدرنگ سنڈے کی روایت ۱۶ویں صدی سے قائم ہے اس موقع پر لوگوں کو کام کاج چھوڑ کر پورا

دن اپنی ماؤں کے ساتھ َ ٰ ارنے کی تلقین کی جاتی ہے اور ماؤں کو تحائف پیش کیے جاتے ہیں۔

اسلام اور ما

یہ تو مغربی د تھی کہ جس میں بوڑھے والدین سال بھر مدر ڈے اور مدر َ سنڈے کو انتظار کرتے رہتے ہیں کہ ۔ وہ دن آئے کہ ہماری اولاد ہمیں اولڈ ہاؤس میں ملنے اور تحائف پیش کرنے آئے اسلام اور اسلامی معاشرے میں ماں سے محبت کے لیے ہر ع ہونے والا دن ''مدر ڈے'' ہے۔

آج پ کستان اور د بھر کے مسلم ممالک بھی مدر ڈے مناتے ہیں وہ اس موقع پ یہی پیغام دیتے کہ اسلام نے ہر دن کو مدر ڈے بنا یہ ہے جس دن کا آغاز ماں کے دی ار اور دعا سے خالی ہو وہ دن خیر و. ت سے خالی ہی رہ جا ت ہے۔

میرے رب نے ماں کو ایسا رتبہ دی

محبت سے ماں کو دیکھنے کو عبادت بنا دی

قرآن اور ماں

قرآن مجید میں واضع لفظوں میں پ نچ مرتبہ ماں . پ کا ذکر آ ی ہے، آیئے اسے پ ڑھتے ہیں:

پہلا مقام: ارشاد . ری تعالیٰ ہے:

''اور ہم نے ا ن کو اپنے والدین کے ساتھ بھلائی کرنے کا حکم دی اس کی ماں نے اس کو تکلیف سے پیٹ میں رکھا اور تکلیف ہی سے جنا اور اس کا پیٹ میں رہنا اور دودھ چھڑان ڈھائی . س میں ہوت ہے یہاں ت کہ . . خوب جوان ہوت ہے اور چالیس . س کو پہنچ جات ہے تو کہتا ہے کہ اے میرے پ وردگار! مجھے توفیق دے کہ تو نے جو احسان مجھ پ اور میرے ماں . پ پ کئے ہیں ان کا شکر َ ادا ہوں اور یہ کہ نیک عمل کروں جن کو تو پسند کرے اور میرے لئے میری اولاد میں صلاح (و تقویٰ) دے میں تیری طرف رجوع کرت ہوں اور میں فرمانبردار ہوں۔''

دوسرا مقام: اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

''اور تمہارے رب نے ارشاد فرمای ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور ماں . پ کیساتھ بھلائی کرتے رہو، اَ ان میں سے ای ی دونوں . ڑھاپے کو پہنچ جا تو اُن کو اُف ت نہ کہنا اور نہ اُنہیں جھڑکنا، اور ان سے . ت ادب سے کرن ۔ اور عجز و ز سے اُن کے آگے جھکے رہو اور اُن کے حق میں دعا کرو کہ اے اللہ! جیسا انہوں نے مجھے بچپن میں (شفقت سے) پ ورش کیا ہے تو بھی اُن (کے حال) پ رحمت فرما۔''

تیسرا مقام: ارشاد . ری تعالیٰ:

’’اور اللہ ہی کی عبادت کرو اور اس کیساتھ کسی چیز کو شر یہ نہ بناؤ اور ماں . پ اور قرا. ت والوں اور یتیموں اور محتاجوں اور رشتہ دار ہمسایوں اور اجنبی ہمسایوں اور رفقائے پہلو (یعنی پ س نی ٖ والوں) اور مسافروں اور جو لوگ تمہارے قبضے میں ہوں . کیساتھ احسان کرو کہ اللہ تعالیٰ (احسان کرنے والوں کو دو ت ر ت ہے اور) تکبر کرنے والے .ڑائی مارنے والے کو دو ت نہیں ر ت ۔‘‘

چوتھا مقام: ارشاد . ری تعالی:

’’اور . ہم نے بنی اسرا سے عہد لیا کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنٗ اور ماں . پ اور رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں کیساتھ بھلائی کرتے رہنا اور لوگوں سے اچھی . تیں کہنا اور ز پ ڑھتے اور زکوٰۃ دیتے رہنا تو چند لوگوں کے سوا تم . (اس عہد سے) منہ پھیر کر پھر بیٹھے ۔‘‘

پ نچواں مقام: ارشاد . ری تعالی:

''کہہ دو کہ (لوگو!) آؤ میں تمہیں وہ چیزیں پڑھ کر سناؤں جو تمہارے رب نے تم پر حرام کی ہیں (اُن کی نسبت اُس نے اس طرح ارشاد فرمایا ہے) کہ کسی چیز کو اللہ کا شریک نہ بنانا اور ماں باپ سے (بد سلوکی نہ کرنا بلکہ) سلوک کرتے رہنا اور ناداری (کے اندیشے) سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرنا کیونکہ تمہیں اور انہیں ہم ہی رزق دیتے ہیں اور بے حیائی کے کام ظاہر ہوں یا پوشیدہ اُن کے پاس نہ جانا اور کسی جان (والے) کو جس کے قتل کو اللہ نے حرام کر دیا ہے قتل نہ کرنا مگر جائز طور پر (یعنی جس کا شریعت حکم دے) ان باتوں کا وہ تمہیں ارشاد فرماتا ہے تاکہ تم سمجھو۔''

واہ ماں تیری شان..!

میں نے انٹرنیٹ پر ایک جملہ پڑھا دل کو بھا گیا وہ جملہ آپ کو پڑھائے بغیر نہیں رہ سکتا۔ جملہ یہ تھا:

''ماں سے محبت کرو کیونکہ ماں کی پریشانی دیکھ کر اللہ پاک نے ''صفا و مروہ'' کو حج کا رکن بنا دیا۔''

سبحان اللہ! اللہ رب العزت نے جب اماں ہاجرہ کو اپنے ننھے بچے اسماعیل کی پیاس نہ دیکھی گئی اور پانی کی تلاش میں صفا مروہ کی پہاڑی پر دوڑنے لگی اچانک انھوں نے دیکھا کہ زمزم کے مقام پر ایک فرشتہ کھڑا ہے فرشتے نے ماں کی اس پریشانی کو دیکھا، اپنا پاؤں یا ایڑی زمین پر ماری تو زمزم کا چشمہ جاری ہو گیا آپ خوش ہو گئیں اور اسے حوض کی صورت دینے لگیں اور چلو چلو بھر بھر کر مشکیزے میں ڈالنے لگیں ان کے چلو بھرنے کے بعد پانی پھر نکل آتا، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

’’اللہ تعالیٰ سیدنا اسماعیل کی ماں پ رحمت فرمائے اَ وہ زمزم کو بہنے دیتیں تو وہ ای بہتے ہوئے چشمے کی صورت اختیار کر یت ۔‘‘

اللہ تعالیٰ نے ماں کی پ یشانی دیکھ کر پ نی کا چشمہ بھی قیامت جاری کر دی اور ایسا پ نی جو پین سے پہلے جو مانگو اللہ کر دیتا ہے اور پ یشانی کے وقت دوڑتے ہوئے جہاں جہاں ماں کے قدم لگے اللہ تعالیٰ نے اسے حج کا رکن بنا دی کہ حج وعمرہ میں صفا مروہ پ دوڑے کا نہیں اس کا حج ہی قبول نہیں کروں گا۔ ارشاد ہوت ہے:

’’بے شک صفا اور مروہ اللہ کے ت میں سے ہیں۔‘‘

ان ء کا ماؤں سے سلوک

اللہ کے قرآن نے ہمیں یہ خبر بھی سنائی ہے کہ ان ء جو د کی سے عظیم ہستیاں تھیں وہ بھی اپنے والدین ماں پ سے بہت محبت کیا کرتے تھے۔ کبھی ا اہیم علیہ السلام کی دعا سنائی وہ کہتے ہیں:

’’اے اللہ! مجھے (ایسی توفیق عنای) کر کہ ز پڑھتا رہوں اور میری اولاد کو بھی (یہ توفیق بخش) اے اللہ! میری دعا قبول فرما۔ اے اللہ! حساب (کتاب) کے دن مجھے اور میرے ماں پ کو اور مومنوں کی مغفرت فرما۔‘‘ (ا اہیم: ۴۰، ۴۱)

اور نوح علیہ السلام کی دعا:

”اے میرے پروردگار! مجھ کو اور میرے ماں باپ کو اور جو ایمان لا کر میرے گھر میں آئے اس کو اور تمام ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں کو معاف فرما اور ظالم لوگوں کے لئے اور زیادہ تباہی بڑھا۔“

اللہ کے پیغمبر سلیمان بھی دعا کرتے تھے اے اللہ جو تو نے مجھ کو اور میرے والدین پر نعمتیں کی ہیں ان کے شکریے کی توفیق نصیب فرما۔ ارشاد ہوتا ہے:

”اے الٰہی! مجھے توفیق فرما کہ جو احسان تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کئے ہیں اُن کا شکر کروں اور ایسے نیک کام کروں کہ تو اُن سے خوش جائے اور مجھے اپنی رحمت سے اپنے نیک بندوں میں داخل فرما۔“

سیدنا یوسف علیہ السلام کی بابت بھی اللہ رب العزت بتاتے ہیں کہ وہ اپنے والدین کا کتنا احترام کرتے تھے۔ جب یوسف علیہ السلام کو کچھ اچھا مرتبہ اور حالات نے اجازت دی تو سب سے پہلے والدین کی زیارت کی آرزو کی اور بھائیوں اور والدین کو مصر میں لانے کی فرمائش کردی اور جب وہ آئے تو

”اور اپنے والدین کو تخت پر بٹھایا اور سب یوسف کے آگے سجدے میں گر پڑے۔“

اللہ تعالیٰ نے پیغمبر یحییٰ علیہ السلام کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

’’اور ماں ب پ کے ساتھ نیکی کرنے والے تھے اور سرکش اور ن فرمان نہیں تھے۔‘‘

سید ن عیسیٰ علیہ السلام کی ب ری آئی تو اللہ رب العزت نے فرمای کہ وہ اپنی ماں مریم علیہا السلام کے ب ڑے ہی خ مت گ ار تھے۔

’’اور (مجھے) اپنی ماں کے ساتھ نیک سلوک کرنے والا (بنای ہے) اور سرکش و ب بخت نہیں بنای ۔‘‘

ہمارے پیغمبر جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ب اس د ئے فانی میں آ کھولی تو یتیم ہو گئے ب پ کا سایہ سر سے اٹھ چکا تھا لیکن والدہ محترمہ موجود تھیں ب آپ صلی اللہ علیہ وسلم چھ سال کے تھے تو آپ کی والدہ فوت ہو گئیں ان کا انتقال ’’ابواء‘‘ کے مقام پ ہوا۔ یہ جگہ مکہ اور مدینہ کے درمیان ہے آپ کی والدہ اپنے ب ٹے (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کو ن ی ل سے نے کے لیے لائی تھیں۔ ن ی ل بنو عدی بن ر میں سے تھے۔ آپ وہاں سے واپس آ رہی تھیں کہ سفر میں وفات پ گئیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی والدہ سے بہت محبت کرتے تھے ای دفعہ پیغمبری ت ج پہننے کے بعد اللہ تعالیٰ سے اجازت مانگی کہ اے اللہ میں اپنی ماں کی قبر کی زی رت کرن چاہتا ہوں......

اگ چہ حقیقی والدہ سے حسن سلوک، ان کی خ مت اور ان کی اطا ت فرمانبرداری کا آپ کو موقعہ نہیں لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی ماں حلیمہ سعدیہ کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہت زی دہ احترام کیا کرتے تھے۔

ب ب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شادی سیدہ خ یجہ رضی اللہ عنہا سے ہوئی تو حلیمہ سعدیہ طویل عرصہ بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خ مت میں حاضر ہو ان کے علاقے میں خشک سالی کی وجہ سے فصلیں تباہ ہو چکی تھیں۔ مویشی مر چکے تھے۔ اس ن گفتہ بہ صورت حال سے سیدہ حلیمہ

سعدیہ رضی اللہ عنہا نے رسول اکرم ﷺ کو آگاہ کیا تو آپ نے اپنی بیوی سیدہ یجہ سے . ت کی، انھوں نے چالیس بکر یں اور سواری کے لیے اونٹ انھیں دیے تو وہ خوش ہو کر اپنے گھر واپس گئیں۔

اسی طرح روایت میں آ ہے کہ آپ ﷺ اپنی اس رضاعی ماں کا احترام اس قدر فرماتے کہ . وہ آتیں تو سارے کام چھوڑ دیتے، اپنی کالی کملی کندھوں سے ا رکر زمین پ بچھا دیتے . ی عزت و احترام سے پیش آتے، لوگ سوال کرتے یہ بوڑھی عورت کون ہے؟ تو بتا یا جا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کی رضاعی ماں حلیمہ سعدیہ ہے۔

اسی طرح آپ ﷺ کی وہ آ ی جس نے آپ کو پ لا تھا ام ایمن (.) آپ اسے بھی ماں کا رتبہ د ی کرتے تھے اور کہا کرتے تھے:

”ام ایمن میری حقیقی ماں کے بعد میری ماں ہے۔“

میں . . بھی اپنے ماں کے قدم چومتا ہوں
مت پوچھو میں . اور کہاں جھومتا ہوں
میں اپنی ماں کی دعاؤں کے طفیل
جیسے خود . میں گھومتا ہوں

. ماں کے قدموں میں

کہتے ہیں حکیم لقمان نے اپنے ٹے کو ا ی مرتبہ کہا . سے کوئی چیز لاؤ وہ جلدی سے گئے اور مٹھی بھر مٹی لے آ ی اور کہنے لگا: ا جان یہ . کی مٹی ہے حضرت لقمان نے

پوچھا کہاں سے لائے ہو؟ تو بیٹے نے کہا: یہ میں اپنی ماں کے قدموں سے لایا ہوں سچ ہے اللہ تعالیٰ نے جنت ماں کے قدموں میں رکھی ہے یعنی جسے جنت کی تلاش ہو وہ ماں باپ کی خدمت اور ان سے حسن سلوک کر لیا کرے۔

سیدنا معاویہ بن جاہمہ رضی اللہ عنہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تیرا کچھ نہ رہے (ہائے افسوس) اپنی ماں کے قدموں سے چمٹ جا! جنت وہیں ہے۔''

حضرت رفاعہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حارث عکلی رحمۃ اللہ علیہ کو ان کی والدہ کے جنازہ میں بہت زیادہ روتے ہوئے دیکھا تو میں نے ان کو کہا حضرت آپ کیوں اتنا رو رہے ہیں؟ تو فرمانے لگے:

''میں کیوں نہ روؤں جبکہ مجھ پر آج جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ بند کر دیا گیا ہے۔''

مجھے ایک دن ہمارے دوست یحییٰ طاہر صاحب نے بتایا کہ میں نے دیکھا کہ ہمارا چھوٹا بیٹا مصعب جو ابھی ۴/۵ سال کا ہے ایک دن پانی گلاس میں لیا اور کپڑا بھگو کر اپنی ماں کے قدموں کو صاف کر رہا تھا میں نے پوچھا یہ کیا کر رہے ہو؟ تو کہنے لگا ''میں اپنی جنت صاف کر رہا ہوں۔''

میرے خالق نے ماں کو ایسا مقام دیا
جنت کو ماں کے قدموں میں رکھ دیا

نیکی کا   سے زیدہ حق دار

صحابی رسول معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں حاضر ہوا اور عرض کیا:

اللہ کے رسول! نیکی کا زیدہ حقدار کون ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تمھاری ماں''

صحابی نے پھر عرض کیا:

''پھر کون''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا:

''تمھاری ماں''

صحابی نے پھر عرض کیا:

''پھر کون''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تمھاری والدمہ محترمہ'

صحابی رسول نے پھر ہمت کر کے پوچھ لیا اس کے بعد تو آپ نے فرمایا:

تمھارا باپ۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال ہوا

کو عمل افضل ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اول (افضل) وقت پہ ز پڑھنا

میں نے کہا پھر کون سا؟

آپ ﷺ نے فرمایا: والدین کے ساتھ نیکی کرنا

میں نے کہا پھر کون سا؟

تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے راستے میں جہاد کرنا

ماں سے نیکی کی وجہ سے بیٹے کے رزق میں برکت آجاتی ہے۔سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جسے اچھا لگے کہ اس کی عمر لمبی کی جائے اور اس کے رزق کو بڑھا دیا جائے تو وہ اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک کرے اور اپنی رشتہ داری کو ملائے۔''

ماں سے نیکی گناہوں کا کفارہ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک آدمی آیا اور عرض کیا اے اللہ کے رسول! بلاشبہ میں ایک بہت بڑا گناہ کر بیٹھا ہوں تو کیا میری توبہ قبول ہوسکتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

''کیا تیری ماں زندہ ہے؟(ایک روایت میں والدین کا ذکر ہے)

اس نے عرض کیا نہیں، آپ ﷺ نے دریافت کیا:

’’کیا تیری خالہ زندہ ہے اس نے کہا ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا:

’’تو پھر اس کے ساتھ نیکی کر (تیرہ گناہ معاف ہو جائے گا)۔‘‘

بیٹا مجھے بھوک نہیں ہے

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک عورت آئی اور کہنے لگی کہ مجھے کھانے کو کچھ دو ہمیں حالات ہے، سخت تنگی کا شکار ہیں، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اس عورت کے ساتھ اس کی دو بیٹیاں بھی تھیں میں اپنے گھر میں تلاش کیا تو صرف ایک کھجور ملی میں لا کر اسے دے دی اس نے اسے پکڑا اور اپنی دونوں بیٹیوں کے درمیاں تقسیم کر کے دے دی اور خود اس سے کچھ بھی نہ کھایا (بیٹیاں اپنی ماں کے منہ طرف دیکھنے لگیں کہ ماں نے ہمیں دے دیا ہے کچھ خود نہیں کھایا تو ماں نے زبان حال سے کہا بیٹا مجھے بھوک نہیں ہے سبحان اللہ! ماں کی قربانیوں پہ قربان جاؤں)

مت نظر انداز کرنا کبھی ماں کی تکلیفوں کو
بچھڑتی ہے تو ریشم کے تکیوں پر بھی نیند نہیں آتی

اماں جی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ پھر وہ عورت اٹھ کر چلی گئی اتنے میں نبی کریم ﷺ تشریف لے آئے میں نے سارا قصہ حیرانی سے سنایا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

’’جو کوئی اپنی بیٹیوں کی وجہ سے کسی طرح بھی آزمائش میں مبتلا ہو تو اس نے پھر بھی

ان کے ساتھ حسن سلوک کیا تو یہ بیٹیاں اس کے لیے جہنم سے بچاؤ کا ذریعہ بن جا گیں۔

بوعلی سینا نے کہا

بوعلی سینا نے کہا کہ محبت کی ۔ سے اعلی مثال میں نے اپنی ز ن گی میں ۔ دیکھی ۔ ۔ ۔ ۔ چار تھے اور ہم پ نچ ۔ میری ماں نے کہا ۔ ڈ مجھے ۔ ۔ پسند ہی نہیں۔
(نشریت ہم ٹی وی سے ماخوذ)

ماں کا احترام تنگیوں سے ت کا ذریعہ

سید ۃ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا تم سے پہلے لوگوں میں سے تین آدمی (ا ی ساتھ کام کے لیے) چلے حتی کہ وہ رات کے وقت ا ی غار کے پ س پہنچے اور وہ تینوں اس میں داخل ہو گئے۔ (اتفاقاً) ا ی پتھر پہاڑ سے لڑھکا اور اس نے غار کا منہ بند کر د ی۔ تو انہوں نے کہا کہ اس پتھر سے ہمیں کوئی چیز ت نہیں دے سکتی ت کی صرف یہ ا ی صورت ہے کہ تم اپنے نیک اعمال کے وسیلے سے اللہ تعالیٰ سے دعا کرو۔ چنانچہ ان میں سے ا ی شخص کہنے لگا کہ اے اللہ! میرے ماں ۔ پ بوڑھے تھے اور میں ان سے پہلے نہ تو اپنے بچوں کو دودھ پلا ۔ تھا اور نہ لو ڈ ی غلاموں کو۔ ا ی دن اتفاق سے کسی کام میں مجھ کو د ی ہو گئی حتی کہ ۔ میں ان کے پ س آ ی تو وہ سو چکے تھے لہذا میں نے ان کے لیے شام کا دودھ دوہا اور ۔ تن ہاتھ میں اٹھا کر ان کے پ س آ ی تو مین نے ان کو سو ۃ ہوا پ ی تو مجھے یہ ۔ ت گوارا نہ ہوئی کہ میں ان سے پہلے اپنے گھر والوں کو اور لو ڈ ی غلاموں کو دودھ پلاؤں۔ اس لیے میں ٹھہر ی اور (دودھ کا بھرا ہوا) پیالہ میرے ہاتھ میں تھا اور میں ان کے بیدار ہونے کا انتظار کرنے لگا۔ حتی کہ صبح ہو گئی ۔ وہ دونوں بیدار ہوئے اور انہوں نے اپنا شام کا دودھ صبح کے وقت پیا۔

اے اللہ! اگر میں نے یہ کام محض تیری رضا مندی حاصل کرنے کے لیے کیا تھا تو اس پتھر کی وجہ سے پریشانی میں ہم ہیں اس سے ہمیں نجات دے۔ چنانچہ وہ پتھر ہٹ گیا۔ مگر وہ ابھی اس سے نہیں نکل سکتے تھے۔

دوسرے شخص نے کہا اے اللہ! میرے چچا کی ایک بیٹی تھی جو تمام لوگوں سے مجھے زیادہ محبوب تھی، میں نے اس سے برے کام کی خواہش کی لیکن وہ نہ مانی حتی کہ ایک سال قحط پڑا تو اس کو کچھ ضرورت پیش آئی تو وہ میرے پاس آئی اور میں نے اس کو ایک سو بیس اشرفیاں اس شرط پر دیں کہ وہ مجھے اپنی ذات پر برائی کا موقع دے گی۔ اس نے اس (شرط کو مجبوراً مان لیا) حتی کہ جب مجھے اس پر کنٹرول حاصل ہو گیا تو وہ کہنے لگی کہ میں تیرے لیے اس بات کو جائز نہیں سمجھتی کہ تو مہر (پردہ بکارت) کو ناحق توڑے اے اللہ پاک میں نے یہ سن کر اس کے ساتھ ہم بستری کرنے کو گناہ سمجھا اور اس سے علیحدہ ہو گیا حالانکہ وہ تمام لوگوں سے مجھے زیادہ محبوب تھی اور میں نے جس قدر اشرفیاں اس کو دی تھیں وہ بھی واپس نہ لیں۔ حالانکہ میں نے یہ کام محض تیری رضا مندی حاصل کرنے کے لیے کیا ہو تو جس مصیبت میں ہم ہیں اس کو ہم سے دور کر دے۔ وہ پتھر مزید ہٹ گیا۔ مگر اب بھی وہ اس سے نہیں نکل سکتے تھے۔ اب تیسرے شخص نے کہا کہ اے اللہ! میں نے کچھ لوگوں کو مزدوری پر لگایا تھا اور انہیں ان کی مزدوری دے دی تھی۔ سوائے ایک شخص کے کہ اس نے اپنی مزدوری نہ لی اور (ناراض ہو کر) چلا گیا۔ تو میں نے اس کی مزدوری کو کاروبار میں لگا دیا۔ حتی کہ بہت مال اس سے حاصل ہو گیا۔ وہ کافی عرصے کے بعد میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ اے اللہ کے بندے! مجھے میری مزدوری دے دے۔ میں نے اس سے کہا کہ جس قدر اونٹ اور گائیں، بکریاں اور غلام تو دیکھ رہا ہے یہ سب تیری مزدوری کے ہیں۔ اس نے کہا کہ اے اللہ کے بندے کیا تو میرے ساتھ مذاق کرتا ہے؟ میں نے کہا کہ میں تیرے ساتھ مذاق نہیں کرتا تو اس نے وہ تمام چیزیں لے لیں اور ان کو ہانک کر لے گیا، ایک چیز بھی

ان میں سے نہ چھوڑی۔اے اللہ! میں نے یہ کام محض تیری رضامندی حاصل کرنے کے لیے کیا تھا تو جس مصیبت میں ہم ہیں اس کو ہم سے دور کر دے۔ چنانچہ وہ پتھر ہٹ گیا اور وہ اس طرح غار سے باہر نکل (کر اپنے کام کو چل دیے)۔

ماں کی خدمت اور جنت میں چرچے

حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کو اپنی والدہ کے ساتھ حسن سلوک کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے جنت میں خاص اعزاز دیا ہے، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے خواب میں جنت دیکھی وہاں میں نے قرآن پڑھنے کی آواز سنی، میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ انہوں نے کہا: حارثہ بن نعمان ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''نیکی کا یہی بدلہ ہے، نیکی کا یہی بدلہ ہے، یہ اپنی ماں کے ساتھ سب لوگوں سے زیادہ اچھا سلوک کرتا تھا۔''

ماں کے خادم کی تعریف پیغمبر کی زبانی

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ارشاد فرمایا:

''تابعین میں سے ایک بزرگ ہیں جن کا نام اویس ہے وہ اپنی والدہ کے ساتھ حسن سلوک کرتے ہیں اگر وہ اللہ کے بھروسے پر قسم کھا کر بیٹھیں تو اللہ تعالیٰ وہ قسم

پوری کر دے۔انھیں سفید داغ (. ص) تھا (اَ تمھاری ان سے قات ہوتو) تم ان سےَ ٔ ارش کروکہ وہ تمھارے لیے دعائے مغفرت کریں۔‘‘

رسول اکرم ﷺ کے انتقال کے بعد . . سیدٔ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خلافت کا وقت آ یا تو ان کا معمول یہ ہوَ یا کہ ملک یمن سے کوئی قافلہ آ ٔ تو آپ قافلے والوں سے پوچھتے کیا تم میں اویس بن عامر ہیں؟

مؤرخین کے مطابق ۲۳ ہجری میں سیدٔ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حج کے موقع پ اویس بن عامر رحمہ اللہ کو تلاش کرا یا۔ پھر. . اویس بن عامر رحمہ اللہ حاضر ہوئے تو آپ نے ان سے در یافت فرما یا: کیا آپ اویس بن عامر ہیں؟

اویس بن عامر: جی ہاں مجھے اویس بن عامر کہتے ہیں۔

عمر بن خطاب: آپ کی والدہ زٔ ہ ہیں؟

اویس بن عامر: جی ہاں۔

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرما یا: میں نے نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

’’یمن کی امدادی فوج کے ساتھ تمھارے پ س اویس بن عامرٔ می ا ی شخص آئے گا۔ وہ قبیلہ مراد سے ہے جو قبیلہ قرن کی شاخ ہے۔ اس (کے . ن) پ . ص کا ن تھا جو صحیح ہوَ یا۔ البتہ درہم . ا. . قی ہے۔ وہ اپنی ماں کے ساتھ حسن سلوک کرتا ہے۔ اَ وہ اللہ کے بھروسے پ قسم کھا بیٹھے تو اللہ تعالیٰ اس کی قسم پوری کر

دے اَ تم اس سے اپنی مغفرت کی دعا کرا سکو تو (ضرور) کرا ۔''

یہ حدی ث بیان کر کے سید عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اویس قرنی رحمہ اللہ سے اپنے لیے دعائے مغفرت کی درخوا ت کی چنانچہ انھوں نے دعا کی۔

سید عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے دری فت فرمای : حج کے بعد کہاں جانے کا ارادہ ہے؟

اویس بن عامر: کوفہ جا چاہتا ہوں۔

عمر بن خطاب:

''میں آپ کے رے میں کوفہ کے گور کو نہ لکھ دوں (کہ وہ آپ کی مت میں کوئی کسر نہ چھوڑے)۔''

اویس بن عامر:

''مجھے کمزور اور گمنام لوگوں ہی میں رہنا زی دہ پسند ہے۔''

قار دیکھیں تو ذرا والدہ کے ساتھ حسن سلوک کرنے والے کی فضیلت اور اس کے مقام و مرتبہ کا ا ازہ کریں کہ سید اویس بن عامر قرنی جو صحابی نہیں بلکہ بعی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کو ان سے دعائے مغفرت کرانے کا حکم دے رہے ہیں فی الواقع سید اویس بن عامر قرنی کو یہ مقام و مرتبہ اپنی ماں کے ساتھ صلہ رحمی اور حسن سلوک کی و ت ہی تھا۔

ماں کا خادم لمبا عرصہ حج نہ کر سکا

سید ابو ہری ہ رضی اللہ عنہ حد درجہ اپنی ماں کی مت کرتے تھے وہ ضعیف العمر تھیں جس کی وجہ سے انھیں چھوڑ کر کہیں نہ جاتے تھے حتی کہ کئی ر حج کا ارادہ کیا لیکن ان کا خیال کون رکھے گا حج پ نہ جا سکے۔ حدی ث میں آ ی ہے:

"ابو ہریرہ نے اس وقت تک حج نہیں کیا جب تک ان کی والدہ زندہ تھیں وہ فوت ہو گئیں تو آپ نے حج کیا۔"

خوش قسمت ہے وہ انسان جسے ماں باپ کی خدمت کی توفیق مل جائے۔
کسی کو گھر ملا حصے میں یا کوئی دکان آئی
میں گھر میں سب سے چھوٹا تھا میرے حصے میں ماں آئی

میری ماں کے لیے دعا فرما دیں

ابو ہریرہ کی ماں سے محبت کی اک مثال اور سنو، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اپنی والدہ کو اسلام کی طرف بلاتا تھا اور وہ مشرکہ تھی۔ ایک دِن میں نے اس کو مسلمان ہونے کو کہا تو اس نے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق وہ بات کہی جو مجھے ناگوار گزری۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس روتا ہوا آیا اور عرض کی کہ میں اپنی والدہ کو اسلام کی طرف بلاتا تھا، وہ نہ مانتی تھی۔ آج اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں مجھے وہ بات کہی جو مجھے ناگوار ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے دُعا کیجیے کہ وہ ابو ہریرہ کی ماں کو ہدایت دے دے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اے اللہ! ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) کی ماں کو ہدایت فرما"۔

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا سے خوش ہو کر نکلا۔ جب گھر آیا اور دروازہ پر پہنچا تو وہ بند تھا۔ میری ماں نے میرے پاؤں کی آواز سنی تو کہا کہ ذرا ٹھہرا رہ۔ میں نے پانی کے گرنے کی آواز سنی۔ غرض یہ کہ میری ماں نے غسل کیا اور اپنا لباس پہن کر جلدی سے اوڑھنی اوڑھی، پھر دروازہ کھولا اور کہا کہ اے ابو ہریرہ:

"میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور میں گواہی دیتی ہوں کہ

محمد ﷺ اللہ کے بندے اوراس کے رسول ہیں‘‘۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس خوشی سے دوڑتا ہوا آیا اورعرض کی کہ اے اللہ کے رسول ﷺ ! خوش ہو جایئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی دُعا قبول کی اور ابو ہریرہ کی ماں کو ہدایت دی۔ تو آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی تعریف اوراس کی صفت کی اور بہتر بات کہی۔ میں نے عرض کی کہ اے اللہ کے رسول ﷺ ! اللہ تعالیٰ سے دُعا کیجیے کہ میری ماں کی محبت مسلمانوں کے دلوں میں ڈال دے اوران کی محبت ہمارے دِلوں میں ڈال دے۔ تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

’’اے اللہ! اپنے بندے کی یعنی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اوران کی ماں کی محبت اپنے مومن بندوں کے دِلوں میں ڈال دے اورمومنوں کی محبت ان کے دلوں میں ڈال دے‘‘۔

پھرکوئی مومن ایسا پیدا نہیں ہوا جس نے مجھے سنا ہو یا دیکھا ہو مگر اس نے مجھ سے محبت رکھی۔

مدینہ کا گورنر ماں کے دروازے پر

مروان بن حکم جب کبھی مدینہ سے باہر جاتے تو سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں اپنا جانشین مقرر کر جاتے۔ ابو ہریرہ اپنی والدہ کے نہایت مطیع اور فرمانبردار تھے۔ ان کی والدہ علیحدہ مکان میں رہتی تھی۔ ابو ہریرہ کا گھران کے قریب ہی تھا۔ اب ذرا مدینہ طیبہ کے قائم مقام گورنر کی شان ملاحظہ کریں۔

اپنے گھر سے ۔ تو سیدھے اپنی والدہ کے گھر کے دروازے پ کھڑے ہو جاتے اور صدا لگاتے۔

''میری پیاری امی جان آپ پ سلامتی، اللہ کی طرف سے رحمت اور . ۔ زل ہو۔''

جواب میں والدہ فرماتیں:

میرے بیٹے! تم پ بھی اللہ کی طرف سے سلامتی، رحمت اور . ۔ زل ہو۔

ابو ہریرہ کہتے ہیں:

اور آپ پ اس طرح اپنی رحمتیں ۔ زل فرمائے جس طرح آپ نے بچپن میں میری پ ورش کی۔

والدہ جواب میں فرماتیں:

اللہ تم پ بھی رحمتیں ۔ زل فرمائے جس طرح تم نے میری . ۔ رگی کے ای م میں میری عزت وتوقیر کی ہے۔

ماں کے لیے . غ کی قر . نی

نبی کریم ﷺ کے منہ بولے بیٹے زی بن حارثہ رضی اللہ عنہ کا بیٹا اسامہ بن زی رضی اللہ عنہما اپنی ماں ام ایمن کا فرمانبردار بیٹا ماں جو کہتی بیٹا کرتا ای دن ماں نے کہا بیٹا ''جمار'' کھانے کی خواہش ہے جمار اس مغز کو کہتے ہیں جو کھجور کے در ۔ کے درمیانی حصے میں ہوتا ہے (یعنی

لکڑی کا گودا) وہ مغز اسی صورت میں نکالا جا سکتا ہے جس در ٔ ت کو جڑ سے کاٹ دی جائے
ان کا مدینہ منورہ میں کھجور کا ای عمدہ ۔غ تھا جس میں تقریباً ای ہزار کھجوروں کے در ٔ ت
تھے۔

چنانچہ اسامہ بن زی نے ماں کی خواہش کی خاطر کھجور کا پھلدار در ٔ ت کاٹ ڈالا اور اس سے مغز نکال کر ماں کو دے دی ۔ ۔ لوگوں نے پھلدار در ٔ ت کو اس طرح کٹا دیکھا تو ۔ محسوس کیا اور اس کی وجہ دری فت کی تو سید ٔ اسامہ بن زی رضی اللہ عنہما نے کہا:

''اس د میں کوئی بھی ایسی چیز جس کی میں طاقت ر ہوں اَ میری ماں فرمائش کرے گی تو میں اسے ضرور دوں گا۔''

ی رب میری ماں کو لازوال رکھنا
میں رہوں نہ رہوں میری ماں کا خیال رکھنا
میری خوشیاں بھی لے لو میری سانسیں بھی لے لو
میری ماں کے َ د سدا خوشیوں کا جال رکھنا

وہ ماں کی ٔ فرمانی سے ڈرتے تھے

زین العا ۔ ین جن کا اسم َ امی علی بن حسین بن علی المرتضی رضی اللہ عنہم تھا ۲۷ ہجری میں پیدا ہوئے۔ یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پوتے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ڑنواسے ہیں سترہ سال کی عمر میں ان کی شادی ان کے چچا سید ٔ حسن رضی اللہ عنہ کی بیٹی فاطمہ ٔ ی حسن سے ہوئی لوگوں کے ساتھ ان کے بہت اچھے تعلقات تھے۔ اور ماں کا تو بے حد احترام کرتے تھے۔ ان کے اس حسن سلوک لوگ مثال پیش کیے کرتے تھے لوگوں نے ای دن ان سے سوال کیا:

’’آپ اپنی والدہ کے ساتھ . سے ز ی دہ حسن سلوک کرتے ہیں لیکن یہ سمجھ نہیں آ ۔ کہ آپ ان کے ساتھ بیٹھ کر کھا ۔ نہیں کھاتے اس کی وجہ کیا ہے؟‘‘

تو زین العا . ین رحمہ اللہ فرمانے لگے:

’’مجھے ا ۔ یشہ ہو ۔ ہے کہ کہیں میرا ہاتھ (کھانے کے . تن سے) وہ چیز پہلے نہ اٹھا لے جسے میری ماں نے میرے اٹھانے سے پہلے دیکھ لیا ہو اور وہ اسے کھا ۔ چاہتی ہو اس لیے میں اپنی والدہ کے ساتھ کھا ۔ نہیں کھا ۔ کہ اگر میں نے وہ چیز پہلے اٹھا لی جسے میری ماں کھا ۔ چاہتی تھی تو اس طرح میں اس کا ۔ فرمان ٹھہروں گا۔‘‘

ی د رکھو ماں بھی بچپن میں ایسے ہی پہلے بچوں کو کھلاتی تھی اور پھر خود اگر بچ جائے تو کھاتی ورنہ خود بھوکی ہی سو جاتی تھی خود دکھ دیکھ کر بچوں کو سکھ دینے کی شکتی صرف ماں کی ذات ر ۔ ہے۔

ماں کی اطا ۔ .

ماں . پ کی اطا ۔ وفرمانبرداری اولاد پر فرض ہے اس وقت ۔ . ۔ وہ اللہ تعالیٰ کی اطا ۔ میں ہوں کیو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

’’خالق کی ۔ فرمانی کے کاموں میں مخلوق کی اطا ی نہیں۔‘‘

اسی طرح حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے . اسلام قبول کیا تو ان کی والدہ نے کھا ۔ پی ۔ ترک کر دی اور فاقے کرنے لگی اور سعد رضی اللہ عنہ کے ایمان کا امتحان ی ۔ لگی اور کہا . ۔ تو اپنا

دین نہیں چھوڑ ... میں اسی حا ... میں رہوں گی۔ لیکن حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے جو اپنی والدہ کو جواب د ... وہ یقیناً قابل تحسین ہے۔ انہوں نے کہا:

''اے میری ماں! اگر تمہاری سو جا ... ہوتیں اور وہ (... بھی میرے سامنے) ای ... ای ... کر کے نکل جاتیں تو پھر بھی میں اپنا یہ دین نہ چھوڑ ... ۔ اگر تم چاہو تو کھاؤ اور اگر ... چاہو تو نہ کھاؤ''۔

چنانچہ اس نے استقامتِ سعد رضی اللہ عنہ دیکھ کر کھا ... شروع کر د ... ۔

اٹھو اور مرغی کو دانہ ڈال کر آؤ

حیوہ بن شریح کے متعلق آ ... ہے وہ بہت ... ڑے محدث اور ... ڑے فقیہ تھے درس و ... ریس میں ہمیشہ مشغول ہوئے آپ مسجد میں طلبہ کو پ ... ڑھا لکھوا رہے ہوتے اتنے میں ان کی ماں انھیں آ کر کہتی۔

''اٹھو اور مرغی کو دانہ ڈال کر آؤ۔''

آپ جاتے اور فوراً جا کر مرغیوں کو دانہ ڈال کر واپس آتے حالا ... تمام طلبہ ہاتھوں میں قلم لیے لکھ رہے ہوتے اور وہ اس طرح منظر کو دیکھ کر حیران رہ جاتے۔ اس واقعہ کی تفصیل انٹر ... پ ... دیکھی جا سکتی ہے۔[www.islamway.com]

ماں سے او ... آواز میں ... ت نہ کرو

امام محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ اپنی والدہ محترمہ کا ... ڑا خیال رکھا کرتے تھے، یہاں ... کہ آپ ان کے

لیے کپڑے ۔ یتے تو ۔م کپڑے ۔ یتے اَ چہ مضبوط نہ بھی ہوں، ان کی والدہ رنگے ہوئے کپڑے پسند کرتی تھی، لہٰذا ہر عید کو ان کے لیے کپڑے رنگے جاتے تھے۔

آپ کی ہمشیرہ حفصہ ۔ ۔۔ سیرین رحمۃ اللہ علیہا بیان کرتی ہیں میں نے اپنے بھائی محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کو کبھی بھی امی کے ساتھ او اور زوردار آواز میں گفتگو کرتے نہیں سنا، آپ امی کے ساتھ اس طرح گفتگو کرتے جیسے کوئی سرگوشی کر رہا ہو۔

ماں کی ۔ فرمانی کبیرہ َ ۔ ہ

سید ۔ ابوبکرہ نفیع بن حارث رضی اللہ عنہ سے روا ۔ یت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما ۔ یا:

کیا میں تمہیں ۔ سے ۔ بڑے َ ۔ ہوں کی خبر نہ دوں؟ تین مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرما ۔ یا: ہم نے کہا کیوں نہیں ۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما ۔ یا:

اللہ کا شر ۔ یک ٹھہرا ۔ ۔ ماں ۔ باپ کی ۔ فرمانی کر ۔ ۔''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ٹیک لگائے ہوئے تھے پھر بیٹھ گئے اور فرما ۔ یا: سنو! جھوٹی ۔ بات کہنا جھوٹی گواہی دینا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ۔ بات دہراتے رہے یہاں ۔۔ ہم نے کہا کاش آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو جا ۔ ے۔''

۔ ۔ ت سے محروم

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما ۔ یا: تین آدمی ۔ ۔۔ میں داخل نہیں ہوں گے۔

والدین کا نافرمان

ہمیشہ شراب نوشی کرنے والا

اور کچھ دے کر احسان جتلانے والا

اللہ کے ہاں ملعون

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اللہ نے اس پر لعنت کی ہے جس نے اپنے والدین پر لعنت کی۔''

فرضی، نفلی نہ قبول نہیں

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین آدمی ایسے ہیں جن کی اللہ تعالیٰ نہ تو نفلی عبادت قبول فرماتے ہیں اور نہ ہی فرضی۔

والدین کا نافرمان

احسان جتلانے والا

اور تقدیر کو جھٹلانے والا

والدین کا نافرمان ذلیل و رسوا

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

صلی اللہ علیہ وسلم

''ناک خاک آلود ہو، پھر ناک خاک آلود ہو، پھر ناک خاک آلود ہو اس شخص کی جس نے بڑھاپے میں اپنے والدین کو پایا، ان میں سے ایک کو یا دونوں کو اور پھر (بھی ان کی خدمت کر کے) جنت میں نہیں گیا۔''

اک دن نبی ﷺ نے حلقہ احباب میں یہ لفظ
دہرائے تین بار کہ ناک اس کی کٹ گئی
اصحاب نے کہا کہ یہ کمبخت کون ہے
توقیر جس کی حضرت باری میں گھٹ گئی
ارشاد یوں ہوا کہ وہ فرزند ناخلف
گھر جس کے جنت آئی اور آ کر پلٹ گئی
ماں باپ کا جسے نہ ہو بڑھاپے میں خیال
اس نا سعید بیٹے کی قسمت الٹ گئی
(مولانا ظفر علی خاں رحمہ اللہ)

ماں سے دعا لیا کرو

ابھی زندہ ہے ماں میری مجھے کچھ بھی نہیں ہوگا
میں جب گھر سے نکلتا ہوں دعا بھی ساتھ چلتی ہے

میری ماں کی دعاؤں نے آسمان کو روک رکھا ہے

ماں اور باپ دونوں کی دعا اپنی اولاد کے حق میں فوراً قبول ہوتی ہے۔ نصیب ہیں وہ لوگ جو اپنی ماؤں کو ستاتے ہیں اور ان کی دعاؤں سے محروم ہو جاتے ہیں۔

لبوں پہ اس کے بددعا نہیں ہوتی

بس اک ماں ہے جو کبھی خفا نہیں ہوتی

آ یئے میں آپ کو ا یـ ماں بیـ کی بـ ت سنا ـ ہوں، ماں کی لاکھ دعاؤں کے نتیجے میں اللہ نے ان کو ا یـ بیـ فرما یـ: بچہ کھیلنے کودنے کی عمر کو ہوا تو ماں نے ٗ رمان لی کہ اے اللہ میں اپنے بیـ کو تیرے دین کے لیے وقت کروں گی۔ یہ حافظ قرآن اور حافظ حد یـ بنے گا اور پھر تیرے دین کی تبلیغ اور اشا ـ میں ساری ز گی صرف کردے گا۔ اچا ٗ بچپن ہی میں بیـ کی آنکھوں کی یـ ئی چلی گئی۔ ماں جس نے لاکھوں سپنے دیکھے تھے بـ رش میں مٹی کے گھر کی طرح بہت آ نے لگے۔ ماں کی ممتا ـ پ ٹھی رات مصلے پ رب کے حضور سجدہ ر یـ ہوگئی اور کہنے لگی اے اللہ! آج ا یـ ماں اپنے بیـ کی یـ ئی مانگنے کے لیے تیرے در پ آ کھڑی ہوئی ہے خالی ہاتھ لوٹـ ٗ تیری شان کریمی نہیں ہے۔ سجدہ میں او آ گئی خواب میں سید ٗ ا بـ اہیم علیہ السلام آ گئے اور ہاں اماں سر سجدے سے اٹھا لیجیے اللہ نے آپ کے بیـ کو یـ ئی کردی ہے۔

رب کریم ـ ہے ہر ماں کی بـ ت کو
خالق ہی جا ہے بـ اس کی صفات کو
اس کا جواب آ ـ ہے عرش بـ یں سے پھر
ماں بـ بـ پکارتی ہے کبھی پ ک ذات کو

آپ کو پتہ ہے یہ بیـ کون تھا یہ محمد بن اسماعیل امام بخاری رحمہ اللہ تھے۔ اور ان کی ماں تھی جس کے ا یـ سجدہ نے اللہ کو راضی کر کے اپنے بیـ کی یـ ئی واپس لوٹـ دی۔ پھر اللہ تعالیٰ امام بخاری رحمہ اللہ کی آنکھوں کی یـ ئی اس قدر تیز کر دی تھی۔ کہ وہ چا ٗ کی رات میں بیٹھ کر لکھا کرتے تھے ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنی کتاب ـ ریخ کبیر چا ٗ کی چا ٗ نی میں بیٹھ کر لکھی ہے۔

ماں کی دعا سے زنجیریں ٹوٹ گئیں

اسد الغابہ میں لکھا ہے کہ سیدنٔ مالک رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے پ س آ کر کہنے لگے کہ میرا بیٹ عوف دشمن کی قید میں گ فتار ہو کر گ یا ہے۔تو نبی کریم ﷺ نے انھیں یعنی عوف کے ماں ب پ کو دعا کرنے کا حکم دیا اور کہا کہ تم کثرت کے ساتھ یہ وظیفہ پ ھو۔

ماں ب پ دونوں وظیفہ اور دعا میں لگے گئے ادھر قید میں عوف بن مالک کہتے ہیں اچان میں پ ؤں میں پ ی زنجیر ٹوٹ گئیں اور میں ان ب کے سامنے سے نکل آ یا اور پ س ان کے اون ٹ ب ھے تھے وہ بھی ب کے ب ہان کر لے آ یا۔

یہ ب ماں ب پ کی دعاؤں کا ا ث تھا

شمار ماں کی محبت کا ب ب کیا میں نے
سمجھ میں آ یا کوئی اس کی حد نہیں ہوتی
دعا قبول بھی ہوتی ہے رد بھی ہوتی ہے
کبھی بھی ماں کی دعا مسترد نہیں ہوتی

ماں کی ب دعا سے بچو

ماں کی دعا خالی نہیں جاتی
اس کی ب دعا بھی ٹ لی نہیں جاتی
ب تن مانجھ کر بھی ماں تین چار بچے پ ل ہی لیتی ہے
تین چار بچوں سے اک ماں پ لی نہیں جاتی

ابن ب تیج نے جنگل میں ای کٹیا بنا رکھی تھی مامتا کی ماری ماں اسے ملنے آئی اور اسے پکارا وہ عبادت میں مصروف تھا ماں کی آواز سن کر اسے پہچان کر بھی وہ اپنی عبادت میں مصروف رہا اور ماں کی پکار کو کوئی اہمیت نہ دی دوسرے دن پھر اسکی ماں آئی پھر اس نے کوئی توجہ نہ دی تیسرے

دن پھر ایسا ہی واقعہ ہوا تو ماں کو اس بات کا اتنا صدمہ ہوا کہ اسکے منہ سے اپنے اس درویش بیٹے کے حق میں بے اختیار یہ بد دعا نکل گئی کہ الٰہی جب تک میرا بیٹا کسی فاحشہ عورت کا منہ نہ دیکھ لے اسے موت نہ آئے یہ بد دعا اللہ نے قبول کی اور ابن جریج اپنی عبادت اور نیکی کی وجہ سے اتنا مشہور تھا کہ بنی اسرائیل کے اکثر لوگ اس سے حسد کرنے لگے تھے اور چاہتے تھے کہ ابن جریج پر کوئی ایسا الزام لگے جس سے اسکا یہ بلند مقام چھین لیا جائے، ایک بدنام زمانہ فاحشہ عورت نے جو حسن و جمال میں اپنی نظیر نہیں رکھتی تھی اس بدنامت کو سرانجام دینے کا ذمہ لیا اور اسی غرض سے اپنے آپ کو جریج پر پیش کیا جریج نے اسے رد کر دیا، اور اس نے اپنا منہ ایک چرواہے سے کالا کیا اور جس سے اسے حمل ہو گیا جب بچہ پیدا ہوا تو اس نے مشہور کر دیا کہ بچہ ابن جریج کا ہے، لوگوں نے جریج پر حملہ کر دیا اور کوٹیا کو منہدم کر دیا اس نے لوگوں سے وجہ پوچھی تو لوگوں نے سارا ماجرا سنا دیا جریج نے کہا تھوڑی دیر ٹھہرو لوگ رک گئے۔ تو اس نے وضو کیا اور عبادت میں مشغول ہو گیا اور اللہ سے دعا کی اللہ نے دعا قبول کر لی آپ باہر تشریف لائے تو وہ عورت بمعہ بچہ وہاں کھڑی تماشہ دیکھ رہی تھی۔

جریج نے اس بچے کے پیٹ میں کچوکا دے کر پوچھا بتا تیرا باپ کون ہے؟ بچہ قدرت الٰہی سے بول اٹھا: فلاں چرواہا، یہ جان کر لوگوں نے جریج کا پیچھا چھوڑا، لوگ جریج سے معافی مانگنے لگے اور کہنے لگے کہو تو تمہیں سونے کی کٹیا بنا دیں لیکن جریج نے کہا مجھے ویسی ہی کٹیا بنا دو'

ذرا سی چوٹ لگے تو آنسو بہا دیتی ہے
سکون بھری گود میں ہم کو سلا دیتی ہے
ہم کرتے ہیں خطا تو چٹکی میں بھلا دیتی ہے
ہوتے ہیں خفا ہم تو دنیا کو بھلا دیتی ہے
مت گستاخی کرنا اس ماں کی زیبا

ماں کا گستاخ کا عبرتناک ا م

عوام بن حوش . رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں ای مرتبہ ای بستی میں ٹھہرا ہوا تھا' اس بستی کے قری . ای قبرستان تھا۔ قبرستان کے پ س ہی ای گھر میں میرا قیام تھا۔ میں نے دیکھا کہ عصر کی ز کے بعد قبرستان کی ای قبر پھٹی اور اس کے ا رسے ای ا ن نکلا۔ اس کا سر گدھے کا اور بقیہ جسم ا نوں جیسا تھا۔ اس نے گدھے کی طرح تین دفعہ ڈھینچوں ڈھینچوں کی آواز نکالی پھر قبر بند ہوگئی۔

قبرستان کے پ س ہی ای بوڑھی خاتون کا گھر تھا۔ وہ اپنے گھر کے پ س بیٹھ کر سوت کا کرتی تھی۔ میں نے . . یہ منظر دیکھا تو ڈر ی۔ میں ا رہی ا رگھبراہٹ محسوس کر رہا تھا۔ میں ابھی اس سوچ میں تھا کہ ای عورت نے مجھ سے کہا تم اس بوڑھی خاتون کو دیکھ رہے ہو جو سوت کات رہی ہے؟

میں نے کہا: ہاں دیکھ تو رہا ہوں، کیا اس کا اس واقعہ سے کوئی تعلق ہے؟

عورت نے بتای: یہ بوڑھی خاتون اس آدمی کی ماں ہے جسے ابھی تم نے قبر سے نکل کر گدھے کی طرح ڈھینچوں ڈھینچوں کی آواز نکالتے دیکھا ہے۔

میں نے پوچھا: آ یہ آدمی ایسا کیوں کر ہے؟

عورت نے بتای: . ت یہ ہے کہ یہ آدمی شراب نوشی کا عادی تھا۔ . . بھی یہ شراب پیتا اس کی بوڑھی والدہ اسے کرتی اور اس سے کہتی کہ . ! اللہ کا خوف کرو، آ . تم شراب نوشی کرتے رہو گے؟ ماں کی . ت سے اس کا . شدی غصہ میں آ جا اور ماں سے کہتا کہ تم کیوں گدھے کی طرح بولتی رہتی ہو۔ . لآ ای دن یہ شخص مر ی اور . . سے یہ دفن ہوا ہے روزانہ عصر کے بعد اس کی قبر کھل جاتی ہے یہ تین مرتبہ گدھے کی طرح ڈھینچوں ڈھینچوں کی آواز نکالتا ہے پھر اس پ قبر بند ہو جاتی ہے۔

علامہ اصبہانی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس قصے کو ابو العباس الاصم نے ؓیث پور میں حفاظ کے ای جم غفیر کے سامنے بیان کیا اور ان میں سے کسی نے اس واقعہ کو نہیں جھٹلا ی ۔

وہ ماں کو جوتے مارنے لگا

سعودی عرب کے مشہور شہر دمام کا واقعہ ہے کہ ای نوجوان، جس کی عمر تقریباً چوبیس سال تھی، رات کے وقت صحیح سالم سوی . . صبح بیدار ہوا تو اس کے ای ہاتھ کو فالج ہو چکا تھا۔ یہ واقعہ اتنا معروف ہے کہ اخبارات میں شائع ہوا۔

وہ والدین کا اکلوت ۔یڑ تھا، جس کا کام گالی گلوچ کر ۔ تھا۔ دین حنیف کی تعلیمات سے ۔لکل دور تھا، جن میں والدین کی اطا ت اور احترام کا حکم دی َ ی ہے۔ والد کی وفات کے بعد تو بیچاری والدہ پ اس نے زی دہ ہی ظلم شروع کر دی اور اس کا اصل . . یہ تھا کہ والدہ اس کو کرتی کہ ۔یڑ . ے دوستوں کے ساتھ چلنا پھر ۔ چھوڑ دو تعلیم کا مسئلہ ہے ورنہ ۔ کام ہو جاؤ گے۔

والدہ کے کافی سوچ و بچار اور اپنے سارے حربے استعمال کرنے کے بعد اس کے ذہن میں ای ت کیب آئی کہ وہ اپنے ۔یڑ کی اصلاح کے لیے اس کے ماموں کو بتائے کیو وہ بچپن میں اپنے ماموں سے بہت ڈرت تھا اور اس کی ۔ت کو مان لیا کرت تھا اسی امید پ اس نے کہا: ۔یڑ ا َ تم ۔ز نہ آئے تو میں تمھارے ماموں کو بتاؤں گی، یہ ۔ت ت ہی وہ بہت غصے میں آ َ ی ، اس نے جوت ا ت را اور بوڑھی والدہ کو مار ۔ شروع کیا، ماں بیچاری اپنے ۔فرمان ۔یڑ کا یہ سلوک دیکھ کر اپنی قسمت پ رونے لگی ظلم کی بھی آ ۔ کوئی انتہا ہوتی ہے۔ ماں کا دل تو بہت ۔م ہوت ہے لیکن ا َ اولاد مسلسل ظلم کرتی جائے اور ظلم کی بھی انتہا ہو جائے تو اس ۔م و ۔زک دل سے بھی کبھی ۔ دعا نکل ہی جاتی ہے۔

ایسا ہی ہوا کہ روتے ہوئے اس ماں کی زبان سے اپنے بیٹے کے خلاف بددعا نکلی اور یہ آسمان کو چیرتی ہوئی عرش تک جا پہنچی اور فوراً رب العزت کے دربار میں قبولیت حاصل کر گئی۔ کبھی وقت بھی قبولیت کا ہوتا ہے کہ منہ سے نکلتے ہی وہ بات فوراً پوری ہو جاتی ہے۔ یہ بھی ایسا ہی وقت تھا کہ رات کو یہ نافرمان بیٹا مزے کے ساتھ سویا، صبح اٹھا تو دایاں ہاتھ بے حس و بے حرکت ہو چکا تھا۔

اب یہ اپنی نافرمانی پر شرمندہ ہو رہا تھا، دروازہ بند کر کے روتا رہا لیکن اب یہ رونا بے سود و بے کار تھا۔ ادھر ماں بھی اپنے لخت جگر کی اس حالت کو دیکھ کر پریشان ہو رہی تھی۔ لیکن کچھ نہیں کر سکتی تھی۔ یہ واقعہ ہر نافرمان کے لیے عبرت حاصل کرنے کے لیے کافی ہے۔

ماں دنیا سے چلی جائے

ساری زندگی بیٹے اور بیٹی پر اپنی جان نچھاور کرنے والی ماں بڑھاپے میں جاتی ہے تو کتنے بدنصیب بیٹے اپنے ماں کا سہارا بننے کی بجائے انھیں اپنے اوپر بوجھ سمجھنے لگتے ہیں۔ اس سے پہلے کہ تم سے ماں والی نعمت چھن جائے ماں کی خدمت کر کے ماں کو راضی کر لو کیونکہ زمین پر ماں راضی ہوتی ہے تو آسمان پر رب راضی ہوتا ہے۔

اپنی زبان کی تیزی اپنی ماں پر مت چلاؤ جس نے تمھیں بولنا سکھایا کہیں تیری بد کلامیاں ماں کی ناراضگی کا سبب نہ بن جائیں ورنہ ماں زبان حال سے کہہ دے گی۔

جن پتھروں کو دی تھیں ہم نے دھڑکنیں
انھیں زبان ملی تو ہمیں پر برس پڑے

ماں تو اپنے بچوں کی خوشی میں ساری ساری رات جاگ کر بسر کرتی ہیں دیکھو تو سہی ماں بچے کو جنم دیتی ہے کتنی تکالیف سے گزرتی ہے اس قدر تکلیف کبھی کبھی تکلیف سے جسم چیر دیا جاتا ہے خون بہنے لگتا ہے لیکن جب ماں کے کان میں بچے کی چیخ پڑتی ہے تو

ماں سارے درد ساری تکالیف اور بہتا خون بھول جاتی ہے اور بچے کو پکڑ کر چومنے لگتی ہے۔

بچوں کے دکھ میں ماں نہیں سوتی ہے رات بھر
اٹھ اٹھ کے چومتی ہے انھیں رات بھر

خود ۔َ بستر پ ساری رات بسر کردیتی ہے لیکن بچوں کو خشک بستر مہیا کرتی ہے۔

اے نوجوان اَ تو ماں کا ۔ بعدار ہے تو پھر ماں کی ز ۔ گی میں اس کی ۔ مت کر کے اپنی ۔ ۔ میں جگہ ۔ ِ لے اور وہ ماں جو تیرے لیے ساری ز ۔ گی دعا کرتی ہے اس کے لیے بھی تو دعا کیا کر کیو نیک اولاد ۔ اپنے ماں ۔ پ کے لیے دعا کرتی ہے تو اللہ رد نہیں کر ۔

رسول کریم ﷺ نے فرما ۔: ۔ ا ن د سے جا ۔ ہے تو اس کے پیچھے اس کے نیک اعمال کا سلسلہ ختم ہو جا ۔ ہے صرف صدقہ جاریہ اور علم جو لوگوں کے نفع کے لیے چھوڑ جا ۔ ہے اور وہ اولاد جو نیک اور اپنے ماں ۔ پ کے لیے دعا کرے اس کا ثواب اس کے ماں ۔ پ کو مسلسل ملتا رہتا ہے۔

ماں کے د سے چلے جانے کے بعد تیری دعا اسے فا ۔ ہ دیتی ہے، سید ۔ ابو اسید مالک بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روا ۔ ہے کہ:

ا ۔ وقت ہم رسول اللہ ﷺ کے ۔ س بیٹھے ہوئے تھے، کہ بنی سلمہ قبیلے کا ا ۔ آدمی آپ کی ۔ مت میں حاضر ہوا اور آ کر اس نے عرض کیا ۔ رسول اللہ ﷺ کوئی ایسی نیکی بھی ۔ قی ہے جو والدین کی وفات کے بعد میں ان کے ساتھ کروں..؟ آپ ﷺ نے فرما ۔:

’’ہاں، ان کے حق میں دعائے خیر کرنا اور ان کے لیے مغفرت مانگنا ان کے بعد کے (کئے گئے) عہد پورا کرنا اور ان کے رشتوں کو جوڑنا جو انہی کی وجہ سے جوڑے جاتے ہیں اور ان کے دوستوں کی عزت کرنا۔‘‘

۲۸ مئی ۱۹۹۸ء
یوم تکبیر

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

’’اور جہاں تک ہو سکے (فوج کی جمعیت کے) زور سے اور گھوڑوں کے تیار رکھنے سے ان کے (مقابلے کے) لئے مستعد ہو کہ اس سے اللہ کے دشمنوں اور تمہارے دشمنوں اور ان کے سوا اور لوگوں پر جن کو تم نہیں جانتے اور اللہ جانتا ہے ہیبت بیٹھی رہے گی اور تم جو کچھ اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے اس کا ثواب تمہیں پورا پورا دیا جائے گا اور تمہارا ذرا نقصان نہیں کیا جائے گا۔‘‘

تمہیدی کلمات

پ کستانی سائنس دانوں کی ٹیم کے رکن محمد ارشد نے ۲۸ مئی ۱۹۹۸ء کو دو پہر تین بج کر سولہ منٹ پ چاغی کے مقام پ اللہ اکبر کا ہ لگا کر ایٹمی دھماکے کے لیے بٹن د ب دی ۔ اور پوری د پیغام پہنچا دی کہ اب پ کستان بھی د کا ساتواں ایٹمی طاقت والا ملک بن چکا ہے ۔

آ ایسا کیوں کر پ ڑا کہ پ کستان جو امن وسلامتی کا ملک اور محبت واخوت کا درس دینے والا ملک ب رود اور بم بنانے پ مجبور کیوں ہو ی ہے؟ یہ ای لمبی داستان ہے میں آپ کو اس کا خلاصہ عرض کر دیتا ہوں ۔

د میں پہلی ب عظیم ۱۹۱۴ء سے ۱۹۱۹ء ت جاری رہی جس میں ا ن ا ن کا دشمن اور ا ن نے ای دوسرے کے لیے طرح طرح کے ہتھیار آزمائے ۔ د نے ۲۰ سال امن سے ا ارے کہ ۱۹۳۹ء کو دوسری ب عظیم شروع ہو گئی ای جا ب جا پ ن، اٹلی اور ب منی تو دوسری طرف ب طا ، روس اور امریکہ تھے دونوں نے ۱۹۴۵ء ت خوب طاقت آزمائی اور ا ماتم کناں ہو گئی ۔ کروڑوں ا ن موت کے گھاٹ ا ت ر دیے گئے ۔ ہر ای اپنی طاقت منوانے اور دوسرے کو غلام بنانے کے چکر میں موت کا کھیل کھیلتا رہا ۔ آ اگست ۱۹۴۵ء کو امریکہ نے جا پ ن کے شہر ہیروشیما پ ای بم ا جس سے آناً فاناً شہر ملبے میں تبدیل ہو ی ۔ پھر دوسرے دن جا پ ن کے دوسرے شہر گا سا کی پ امریکہ نے دوسرا بم ا تو وہ شہر مٹی کا ڈھیر بن ی ۔ جا پ ن، اٹلی اور ب منی پ یشان تھے کہ کو ب رود استعمال ہوا ہے کہ سیکنڈوں میں شہر ملبے کا ڈھیر بن ی ہے کہ کوئی نہ جا تھا کہ امریکہ نے کو ب رود استعمال کیا ہے ۔

اگلے دن امریکہ کے دارالحکومت سے اعلان ہوا کہ جا پ ن ہتھیار ڈال دے ورنہ اس کے ہر شہر پ یہی بم ا جائے گا ۔ جا پ ن غلامی پ مجبور ہو ی ۔ ب منی کو دو حصوں میں تقسیم کر دی ی ۔ روس، ب طا اور چین اس تلاش میں لگ گئے کہ امریکہ کے سائنس دانوں نے

کو ۔ رودا استعمال کیا ہے آ ن یہ ۔ ایٹمی طاقت بن گئے یعنی پ نچ ملک روس، ۔ طا ،
چین، امریکہ اور فرانس۔ پوری د کے لوگ ان کی چاپلوسی اور غلامی پ مجبور ہو گئے۔

دوسری ۔ عظیم ۱۹۴۵ء میں ختم ہو گئی اس وقت ہندوستان پ انگری ی سرکار ۔ طا قابض تھی۔

ہندوستان جس پ نو سو سال مسلمانوں نے حکومت کی تھی اپنوں کی غداری اور اللہ کی ۔ فرمانی اور جہاد سے رو دانی کے عوض اپنی طاقت کھو بیٹھے اور انگری سرکار کی ایسٹ ا ی کمپنی تجارت کی غرض سے یہاں آ کر مسلمانوں کو سازشوں کا شکار کر کے یہاں قابض ہو گئی۔

لیکن جلد ہی ۔ طا کے خلاف ہندو اور مسلم تنظیمیں اپنے اپنے حقوق کے لیے آواز اٹھانے لگے جس کے نتیجے میں ۔ طا سرکار کو ہندوستان کو غلام رکھنا مشکل ہو ی سرکار نے ہندوستان کو آزاد کرنے کا فیصلہ کر لیا۔

۳ جون ۱۹۴۷ء کو تقسیم ہندوستان کا اعلان ہوا جس کے نتیجے میں ہندو اور مسلم فسادات کھڑے ہو گئے۔ قتل و غارت اور عصمت دری کا ۔ زار م ہو ی۔ ا ن حیوان بن ی اور پھر جلد ہی مسلمان تنظیموں نے پ کستان کے وجود کی ۔ ی در کا اعلان کر دی جس کے نتیجے میں ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو پ کستان معرض وجود میں آ ی۔

تقسیم ہندوستان کے وقت اعلان ہوا تھا کہ ہندوستان کا ہر فرد اپنی مرضی سے پ کستان ی بھارت کے ساتھ مل سکتا ہے اور جہاں ہندو اکثری ہے وہ بھارت سے الحاق کرے اور جس ری میں مسلمان اکثری میں ہیں وہ پ کستان کے ساتھ الحاق کرے۔

الحاق کی دستاوی ات بھی جاری ہی تھے کہ بھارت کے جموں و کشمیر میں اپنی فوج داخل کر دی اور ۔ حق قابض بن ی جبکہ وہاں کی اکثری مسلمانوں کی تھی۔

۱۹۴۸ء اور ۱۹۶۵ء کی پ ک بھارت ۔ کشمیر میں اٹھنے والی آزادی کی تحری اور

پ کستان سے محبت کی وجہ سے ہوئی دونوں موقعوں پ بھارت کو منہ کی کھانی پ ڑی۔

۱۹۴۸ء اور ۱۹۶۵ء کی ہزیمت کے بعد بھارت نے مشرقی پ کستان میں کھلی مداخلت کر کے ۱۹۷۱ء میں پ کستان کو دو حصوں میں تقسیم کر دی اور مشرقی پ کستان کو الگ الگ ملک بنگلہ دیش بنا دی۔

بھارت نے پ کستان کو شکست دکھانے کے ب وجود ۱۹۷۵ء میں را ن میں پہلا ایٹمی دھماکہ کر کے د کا چھٹا ایٹمی طاقت والا ملک ہونے کا دعوی کر دی۔ امریکہ، روس اور اپنے آپ کو د کی سپر پ ور کہنے والے طاقتوں نے اس کے اس عمل کا کوئی نوٹس نہ لیا کیو ہوتے ہیں جبکہ اس کے ب عکس عراق نے ایٹمی قوت حاصل کرنے کی کوشش کی تو امریکہ نے کھلی دہشت َ د کرتے ہوئے اس کے ایٹمی اڈ ثوں پ حملہ کر کے ایٹمی اڈ ثوں کو تباہ کر دی۔

جبکہ بھارت نے اسی پ اکتفا نہیں کیا بلکہ پ کستان اور کشمیر کے ب ہم تعلقات کو کبھی تسلیم ہی نہیں کیا اور کشمیریوں کی آواز کو ہمیشہ د ب نے کی کوشش کی۔ بھارت نے ای ب ر پھر پ کستانی عوام اور پ کستانی سائنسدانوں کو للکارا اور یہ ب ور کرای کہ پ کستان دفاعی پوز میں انتہائی کمزور ہے کیو ۱۶ دسمبر ۱۹۷۱ء کو فتح کے میں سرشار بھارتی وز ی اعظم ا ن ارا گا ن ھی نے پ رلیمنٹ سے خطاب کرتے ہوئے کہا:

''یہ جو ہمیں فتح حاصل ہوئی ہے یہ ہماری افواج کی فتح نہیں ہے یہ ہماری حکومت کی فتح نہیں یہ ہمارے یے کی فتح ہے ہم نے ان (یعنی پ کستانی مسلمانوں) سے کہا تھا کہ ان کا یہ ب طل تھا...... ہم نے ان کا یہ بحر ہند میں غرق کر دی ہے۔''

پ کستان سے ہزاروں میل دور بلجیم کی لیوون یونورسٹی میں ای پ کستانی نوجوان کی ایمانی غیرت نے یہ گوارا نہ کیا کہ دو ب رہ پھر مسلمان تقسیم ہند جیسی قر ب ں پیش کرے

اور کہیں ایسا نہ ہو کہ قوم اپنے دفاع نہ کرنے کی وجہ سے ہندو لالہ کی غلامی کرنے پہ مجبور ہو جائے۔ یہ نوجوان پاکستان کا ہیرو ڈاکٹر عبدالقدیر خاں تھا جو خود پاکستان آیا اور اس عزم کے ساتھ کہ پاکستان کو مسلمانوں کا پہلا واحد ایٹمی طاقت والا ملک بناؤں گا۔ بلوچستان کے گرم اور شعلے اگلتے صحراؤں میں ڈیرا لگا کر اللہ پہ توکل کر کے کام شروع کر دیا۔ اور پھر جلد ہی کامیابی حاصل کر لی۔

۱۳ مئی ۱۹۹۸ء کو دو قسطوں میں بھارت نے پھر پانچ یکے بعد دیگرے ایٹمی دھماکے کر دیے۔ اور دنیا کو یہ باور کرایا جانے لگا کہ پاکستان اس اہلیت کا حامل نہیں کہ وہ ایٹمی دھماکے کر سکے۔ ۱۷ دن گزر گئے اور پاکستان کی طرف سے مطالبات بڑھنے لگے آخر پاکستان کے حکمران میاں نواز شریف اور سائنس دانوں کی ٹیم نے فیصلہ کیا کہ دھماکے کر دیے جائیں اور پوری دنیا کو بتا دیا جائے کہ ہم اپنے ملک و قوم کا دفاع کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں اور پھر ۲۸ مئی ۱۹۹۸ء کو شام تین بج کر سولہ منٹ پہ پوری قوم نعرہ تکبیر بلند کر کے خوشی منا رہی تھی کہ پاکستان نے بھی ایٹمی دھماکے کر کے دنیا کی ایٹمی طاقتوں والے ملکوں میں اپنا نام لکھوا دیا۔ بھارت اور پوری دنیا کا کافر انگشت بدنداں رہ گیا۔ یہی وجہ ہے کہ بھارت آج تک گیدڑ بھبکیاں تو دیتا رہا مگر پاکستان کی سرحد عبور کر کے اس کی طرف میلی آنکھ اٹھانے کی جرأت نہیں کر سکا۔

یوم تکبیر کا پیغام

یوم تکبیر کا پیغام ہر مسلمان کے نام کہ اپنا، اپنی قوم کا اور ملک و وطن کا دفاع ہمیشہ مضبوط رکھو تاکہ دشمن کبھی بھی تمھاری طرف میلی آنکھ نہ دیکھ سکے۔ مقاصد جہاد میں ایک یہ بھی ہے کہ جب کافر مسلمانوں سے لڑنے کے لیے بڑھ دوڑے تو مسلمان بھی اپنے دفاع میں ان سے قتال کریں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

’’اورتم اللہ کے راستے میں ان لوگوں سے لڑائی کرو جوتم سے لڑائی کرتے ہیں اورتم زیادتی نہ کرو یقیناً اللہ تعالیٰ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتے۔‘‘

طاقت کے مطابق تیاری رکھو

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

’’اور جہاں تک ہو سکے (فوج کی جمعیت کے) زور سے اور گھوڑوں کے تیار رکھنے سے ان کے (مقابلے کے) لئے مستعد ہو کہ اس سے اللہ کے دشمنوں اور تمہارے دشمنوں اوران کے سوااورلوگوں پر جن کوتم نہیں جانتے اوراللہ جانتا ہے ہیبت بیٹھی رہے گی اورتم جو کچھ اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے اس کا ثواب تمہیں پورا پورا دیا جائے گا اور تمہارا ذرا نقصان نہیں کیا جائے گا۔‘‘

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما تھے اور یہ آیت تلاوت فرمائی۔

’’اور جہاں تک ہو سکے (فوج کی جمعیت کے) قوت تیار رکھو۔‘‘

پھر فرمایا:

’’خبردار! قوت سے مراد تیر اندازی ہے خبردار قوت سے مراد تیر اندازی ہے خبردار قوت سے مراد تیر اندازی ہے۔‘‘

ایک تیر تین بندوں کو جنت میں لے جائے گا

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک تیر تین آدمیوں کو جنت میں لے کر جائے گا۔

’’بے شک اللہ تعالیٰ ایک تیر کی وجہ سے تین آدمیوں کو جنت میں داخل کرے گا ایک اس کا بنانے والا جو اس کے بنانے میں ثواب کی نیت رکھے دوسرا اسے دشمن پر پھینکنے والا اور تیسرا ترکش سے تیر نکالنے والے کو۔ تم تیر اندازی اور گھڑ سواری سیکھو مجھے تمہارا تیر اندازی کا سیکھنا تمہارے گھڑ سواری سے زیادہ محبوب ہے اور جس نے بے رغبتی کی وجہ سے تیر اندازی کو سیکھنے کے بعد چھوڑ دیا تو اس نے ایک نعمت کو چھوڑ دیا اس نے نعمت کی ناشکری کی‘‘

چلو میں بھی تمہارے ساتھ ہوں

سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبیلہ اسلم کے کچھ لوگوں کے پاس سے گزرے وہ سوق نامی جگہ پر تیر اندازی کا مقابلہ کر رہے تھے آپ نے دیکھ کر فرمایا:

''اے اسماعیل کے بیٹو! نہ ۔زی جاری رکھو تمھارا ۔پ بھی ماہر تیرا ۔ ازتھا۔''
نہ لگاؤ میں بھی فریقین میں سے فلاںَ وہ کی طرف سے نہ لگانے میں شری

ہوتہ ہوں۔

صحابی کا بیان ہے کہ اس کے بعد دوسرےَ وہ والے رک گئے تو آپ ﷺ نے فرمای: کیا ہوا؟ انھوں نے کہا آپ ہمارے مدمقابل ہیں ہم کیسے......؟ تو آپ ﷺ نے فرمای:

''اچھا تیرا ۔ ازی جاری رکھو میں دونوں کے ساتھ ہوں۔''

وہ ہم میں سے نہیں ہے

ای آدمی نے عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کو تیرا ۔ ازی کرتے د تو کہا آپ کا جسم بھاری ہوَ ی ہے اور آپ یہ نہای ۔ دشوار کام کرتے ہیں تو انھوں نے فرمای: یہ میں اس لیے کرتہ ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا۔

''جو شخص تیرا ۔ ازی کا فن سیکھ کر پھر (اس پ مشق کرنہ) چھوڑ دے وہ ہم میں سے نہیں ہے ی آپ ﷺ نے فرمای کہ اس نے ۔ فرمانی کی۔''

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

''اللہ تعالیٰ تمھارے لیے زمینوں کو فتح کرا دے گا اور اللہ تعالیٰ تمھیں اپنی توں

سے نوازے گا لہٰذا تم میں سے کوئی شخص اس سے عا۔ نہ رہے کہ اپنے تیروں سے کھیلے۔''

غلام آزاد کرنے کے۔ ا۔ ا

سیدنا عمرو بن عبسہ t بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ e کو فرماتے ہوئے سنا:

جو شخص اسلام میں ۔ڑھاپے کو پہنچا تو قیامت کے دن اس کے لیے نور ہوگا۔ اور جس نے اللہ کے راستے میں ای تیر ی دشمن کا لگا ی نہ لگا اس کو ای مومن کی آزادی کے ۔ا۔ا۔ دی جائے گا وہ اس کے ای ای عضو کو جہنم سے بچانے کا ذریعہ ہوگا۔''

بہترین تیرا۔ از

سعد بہترین تیرا۔ از تھے ۔َ احد میں کافر پ ڑھتے چلے آ رہے تھے، انہوں نے ایسے تیر مارے کہ ای کافر بھی آپ ﷺ تک نہ پہنچ سکا اس وقت آپ ﷺ نے سعد کو فرمای:

''اے سعد! تجھ پ میرے ماں ۔پ قر۔ن ہوں اسی طرح تیرا۔ از کرتے رہو۔''

گھوڑے تیار رکھو

میدان جہاد میں گھوڑوں کی بہت زیدہ اہمیت اور فضلیت بیان ہوئی ہے اللہ تعالیٰ نے میدان جہاد میں جانے والے گھوڑے کی قسمیں کھائی ہیں:

''ان سرپٹ دوڑنے والے گھوڑوں کی قسم! جو ہانپ اٹھتے ہیں، پھر (پتھروں پ) مار کر آگ نکالتے ہیں، پھر صبح کو چھاپہ مارتے ہیں، پھر اس میں َ داٹھاتے ہیں، پھر اس وقت دشمن کی فوج میں جا گھستے ہیں''

حضرت ابن عمرt سے مروی ہے کہ نبی کریمe نے فرمای:

''رسول اللہe نے فرمای: گھوڑے کی پیشٓنی میں قیامت تک بھلائی رکھ دی گئی ہے۔''

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمای:

((

''جس شخص نے اللہ پ ایمان اور اس کے وعدوں کی تصدیق کرتے ہوئے جہاد فی سبیل اللہ کے لیے گھوڑا لے رکھا تو اس کا پیٹ بھر کر کھانٓ کھلانٓ، سیراب ہو کر پٓنی پینٓ، کھانٓ کھا کر لید کرنٓ اور پٓنی پی کر پیشٓب کرنٓ (ٓ کا ٓ) قیامت کے دن نیکیوں کے ترازو میں رکھ کر تولا جائے گا۔''

سیدنٓ سلمہ بن نفیل کندی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ای روز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

پس بیٹھا ہوا تھا ایک آدمی نے کہا:

”یا رسول اللہ! لوگوں نے گھوڑوں کو ذلیل کر دیا ہے جہادی ہتھیار اتار دیئے اور یہ کہنا شروع کر دیا ہے کہ اب جہاد نہیں رہا اور بعض نے اپنے ہتھیار اتار دیئے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ اس کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: انھوں نے جھوٹ بولا۔ ابھی تو جہاد وقتال شروع ہوا ہے اور میری امت کا ایک گروہ حق کی خاطر لڑتا رہے گا اور اللہ ان کے لیے قوموں کے دل پھیر دے گا اور ان کو ان سے رزق فرمائے گا حتی کہ قیامت قائم ہو جائے۔“

۴مئی ۱۷۹۹ء............!
شہادت ٹیپو سلطان

ارشاد ِ ری تعالیٰ ہے:

''اللہ نے مومنوں سے اُن کی جا اور اُن کے مال ٰ یہ لئے ہیں (اور اس کے) عوض میں اُن کیلئے ۔ (تیار کی) ہے، یہ لوگ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں تو مارتے بھی ہیں اور مارے بھی جاتے ہیں، یہ تورات اور انجیل اور قرآن میں سچا وعدہ ہے جس کا پورا کرنا اُسے ضرور ہے اور اللہ سے زیدہ وعدہ پورا کرنے والا کون ہے، تو جو سودا تم نے اُس سے کیا ہے اس سے خوش رہو اور یہی بڑی کامیابی ہے۔''

[اس مضمون کی تیاری میں ۔ سے زیدہ معاونت استاد محترم ابوشداخ غوریؒ کی

اک تحریر سے لی گئی ہے،استاد محترم سرگودھا میں قرآن مجید کی تفسیر پڑھاتے ہوئے اچانک اللہ کو پیارے ہو گئے اللہ تعالیٰ ان کی حسنات کو قبول فرمائے اور علیین میں اعلی مقام فرمائے۔آمین]

تمہیدی کلمات:

ہماری نئی نسل اپنے اسلامی،عسکری اور قومی ہیروز کے بارے میں یا تو بالکل جانتی ہی نہیں یا بہت کم جانتی ہے۔جبکہ ایکٹرز اور کرکٹرز کے متعلق آپ ان کی معلومات سن کر حیران رہ جائیں گے۔میں نئی نسل کو یہ پیغام دینا چاہتا ہوں کہ ”تمھیں تاریخ اسلامی سے رشتے جوڑنے ہوں گے۔“

۴مئی ۱۷۹۹ء ہمارے ایک عظیم ہیرو کی شہادت کا دن ہے ہماری نئی نسل اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتی۔اس حوالے سے میں نے نوجوانوں کے لیے کچھ معلومات جمع کی ہیں۔میرا یہ قطعاً دعوی نہیں کہ یہ کوئی نئی معلومات ہیں البتہ اتنا ضرور ہے کہ ہماری نئی نسل کے لیے یہ سب کچھ بالکل نیا ہے۔یقیناً اس موضوع پر مطالعہ کرتے ہوئے میرے سامنے بھی بہت سی ایسی چیزیں آئیں جو بڑی حیران کن تھیں۔میں نے اختصار اور جامعیت کو ملحوظ رکھتے ہوئے اور جزئیات سے دامن بچاتے ہوئے آسان اور عام فہم انداز میں واقعات کو اس طرح ترتیب دینے کی کوشش کی ہے کہ قاری کو واقعات کی کڑیاں ملانے میں کوئی دقت پیش نہ آئے اور وہ تمام واقعات اور صورتحال کو اچھی طرح سمجھ سکے اور اپنے لیے رہنمائی حاصل کر سکے۔اس تحریر کا مقصد محض واقعہ بیان کر دینا ہی نہیں بلکہ کوشش کی گئی ہے کہ ماضی کے پیش آمدہ تمام حالات کی آپس میں مماثلت تلاش کی جائے اور اپنی راہ عمل تلاش کی جائے تاکہ پتہ چلے کہ ہم کس مقام پر کھڑے ہیں اور تاریخ ہمارے متعلق کیا لکھے گی اور کون سے کردار تاریخ میں کس انداز میں زندہ رہتے ہیں اور آج ہمیں کس کردار کی ضرورت ہے اور کون ہے جو آج یہ کردار ادا کرنے کے لیے آپ کو پیش کرتا ہے۔

ہندوستان میں مسلمانوں کا زوال

اور نگ زیب عالمگیر کی وفات (۱۷۰۷ء) کے بعد مسلمان ہندوستان میں زوال کا شکار ہو گئے۔ سلطنت مغلیہ سمٹ گئی اور مسلم شان و شوکت کا خاتمہ ہو گیا۔ مسلمان اتحاد کی دولت سے محروم اور تفرقہ کا شکار ہو گئے۔ جس طرح گدھ کسی جانور کے مرنے کا انتظار کرتے ہیں انگریز ایسے ہی حالات کے منتظر تھے۔ انھوں نے ہندوستان پر قبضے کا پروگرام بنایا اور ہندوستان کی نازک صورتحال سے پورا فائدہ اٹھایا اور تجارت و ترقی اور تعلیم و صحت کے نام پر ہندوستان کے وسائل کو لوٹنا شروع کر دیا اور یہاں کے رہنے والوں کو غلام بنا لیا۔ چونکہ مسلمان جہاد جیسے عظیم عمل سے راہ فرار اختیار کر چکے تھے اور نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

”جب تم آپس میں کمی زیادتی کے ساتھ سامان فروخت کرنے لگو گے بیلوں کی دمیں پکڑ کر کھیتی باڑی پر خوش ہو جاؤ گے اور جہاد چھوڑ دو گے تو اللہ تعالیٰ تم پر ذلت مسلط کر دے گا اور یہ ذلت اس وقت تک ختم نہ ہو گی جب تک اپنے دین کی طرف نہ پلٹ آؤ گے۔ (اور جہاد کو قائم نہ کرو گے)“

سیدنا سلمہ بن نفیل کندی بیان کرتے ہیں کہ ایک روز میں رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا ایک آدمی نے کہا: یا رسول اللہ! لوگوں نے گھوڑوں کو ذلیل کر دیا ہے جہادی ہتھیار اتار دیئے اور یہ کہنا شروع کر دیا ہے کہ اب جہاد نہیں رہا اور جنگ نے اپنے ہتھیار اتار دیئے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ اس کی طرف متوجہ ہوئے

اور فرمایا:

''انھوں نے جھوٹ بولا۔ ابھی تو جہاد وقتال شروع ہوا ہے اور میری امت کا ای
َ وہ حق کی خاطر لڑت رہے گا اور اللہ ان کے لیے قوموں کے دل پھیر دے گا اور
ان کو ان سے رزق فرمائے گا حتی کہ قیامت قائم ہو جائے۔''

سلطان فتح علی ٹیپو سلطان کا انگری وں کے خلاف جہاد

سے پہلے شخص جس نے انگری کی سازش کو سمجھا وہ سراج الدولہ تھا۔ اس نے انگری کا راستہ روکنے کی بڑی کوشش کی اس کے ساتھ کسی نے تعاون نہ کیا اور وہ اپنوں کی غداری کا شکار ہوَ ی۔ اس کے بعد سلطنت میسور کے فرما وا حیدر علی اور اس کے بیٹے سلطان فتح علی ٹیپو سلطان نے انگری وں کے خلاف جہاد کیا اور مسلمانوں کی شان وشو ت کو بحال کرنے کی کوشش کی۔ حیدر علی نے طانوی افواج پ ڑے کامیاب حملے کیے اور ۱۷۶۱ء سے لے کر ۱۷۸۲ء کا عرصہ انگری سے پنجہ آزمائی میں َ ار دی۔ حیدر علی کی فتوحات کی و ت انگری ہندوستان کے جنوب میں اپنے قدم مضبوط نہ کر سکے۔

ٹیپو سلطان نے پہلی ر ۱۷۶۸ء میں اپنے پ حیدر علی کے ساتھ مل کر انگری کے خلاف جہاد میں حصہ لیا۔ انگری وں کے ساتھ مسلسل جھڑپوں کے نتیجے میں ان کی جنگی صلاحیتیں نکھر کر سامنے آگئیں اور وہ ای کامیاب نیل بن کر ابھرے۔ ۱۷۸۰ء سے ۱۷۸۴ء میسور کی دوسری َ جاری رہی اس دوران انگری کو کئی محاذوں پ عبرتناک

شکست کا سامنا کرنا پڑا حتی کہ حیدرعلی کو یقین ہو گیا کہ ٹیپو میرا بہترین جانشین ثابت ہو گا۔ حیدرعلی کے انتقال (دسمبر ۱۷۸۲ء) کے بعد ٹیپو سلطان نے افواج میسور کی قیادت سنبھال لی۔ ۱۷۸۳ء میں سلطان نے ایک تاریخ کارنامہ سرانجام دیا۔

برطانوی حکومت کی طرف سے بمبئی کے صوبائی کمانڈر انچیف جنرل میتھیوز نے اچانک ''بدنور'' پر قبضہ کرلیا۔ جب اس حملے کی خبر سلطان کو ہوئی تو اس نے چند سپاہیوں کے ساتھ دشمن پر حملہ کر دیا اور اسے شکست فاش سے دو چار کیا۔ جس کے نتیجے میں گیریژن کمانڈر نے صلح کی درخواست کی، جسے سلطان نے قبول کرلیا اور اس طرح دونوں فریقوں کے درمیان ۱۱ مارچ ۱۷۸۴ء کو ایک امن معاہدہ ہوا جو معاہدہ منگلور کے نام سے مشہور ہے ۔اس سے معلوم ہوا کہ جب مار پڑے تو امن معاہدے اور مذاکرات اسلام دشمنوں کی پرانی عادت ہے۔

۹۲/۱۷۸۹ء میں میسور کی تیسری جنگ ہوئی۔ لارڈ کارنوالس نے اپنی فوجوں کے ساتھ میسور پر چڑھائی کردی انگریزی فوج کا وہ حشر ہوا جو آج عراق میں امریکی فوج کا ہوا اور افغانستان میں ہو رہا ہے۔

سلطان کی چالوں نے انگریزی فوج کو چکرا کے رکھ دیا، ان کی رسد کاٹ دی جس کے نتیجے میں میسور کو فتح کرنے کا خواب دیکھنے والی فوج کی حالت غیر ہوگئی اور میسور کی دہلیز برطانوی فوج کے لیے قبرستان بن گئی۔

۱۷۹۲ء میں برطانوی افواج نے پھر سرنگا پٹم پر حملہ کیا جیسا کہ مشہور ہے کہ ''مسلمانوں کے قلعوں کے دروازے ہمیشہ اندر سے کھلتے ہیں۔'' بعض غداروں کی وجہ سے انگریزوں کو کامیابی ملی اور سلطان کو بعض کڑی شرائط اور تاوان کے بدلے کمپنی بہادر سے معاہدہ کرنا پڑا۔ سلطان نے جلد ہی وہ تاوان کر کے معاہدہ ختم کر دیا۔ فتح و شکست جنگوں میں ہوا ہی کرتی ہے اصولوں پر ڈٹنا اور ملک و قوم سے غداری کرنا یہ دو الگ الگ

کردار ہیں جو ہر کوئی اپنے ضمیر کے مطابق اپنے لیے پسند کرتا ہے۔

سلطان نے انگریزی فوج سے لڑائی ختم کرنے کی بھرپور کوشش کی۔ ۱۷۹۸ء میں انھوں نے گورنر جنرل مارکوئس ولزلی سے خط و کتابت کی، گورنر نے سلطان کی امن کی خواہش کو اس کمزوری سمجھا اور یہ کوشش کامیاب نہ ہوسکی۔ انگریز سلطان کی اس خواہش کو کیسے پورا کرسکتا تھے ان کا مقصد ہندوستان کے وسائل پر قبضہ کرنا تھا اور امن اس راہ کی سب سے بڑی رکاوٹ تھا۔ آج عراق اور افغانستان کے حالات کو اسی تناظر میں سمجھا جا سکتا ہے۔ سلطان انگریز کی راہ کا وہ پتھر تھا جسے وہ ہٹانا چاہتا تھا۔ سلطان کی شکست کے بغیر ہندوستان کی تسخیر کا خواب کبھی پورا نہیں ہوسکتا تھا۔

پورا مشرق سو رہا تھا تو ٹیپو سلطان جاگ رہے تھے

سلطان نے ہمسایہ ملک ریاست حیدرآباد کے نظام کو بھی اس جہاد میں شرکت کی دعوت دی لیکن اس نے سلطان کی حمایت سے انکار کردیا۔ سلطان ٹیپو کی دعوت پر والی افغانستان زمان شاہ درانی نے اپنی فوج کے ساتھ جنوب کو پیش قدمی کی تاکہ ٹیپو کے ساتھ مل کر انگریزوں کو ہندوستان سے نکالا جائے لیکن جب وہ لاہور پہنچا تو پیچھے کابل میں اس کے سوتیلے بھائی محمود شاہ نے بغاوت کردی لہٰذا زمان شاہ یہیں سے لوٹ گیا۔ تاہم سلطان نے اپنی جدوجہد جاری رکھی اور بقول اقبال رحمۃ اللہ ”جب پورا مشرق سو رہا تھا تو ٹیپو سلطان جاگ رہے تھے۔“

۱۷۹۸ء میں ہندوستان کے اکثر کٹھ پتلی راجے اور نواب اپنی حکومتوں کو بچانے کے لیے انگریزوں سے یوں معاہدے کررہے تھے جیسے آج غیر مسلم حکمران اپنے مفادات کے لیے اور مسلم حکمران اپنے اقتدار کو طول دینے کے لیے امریکہ سے بنا کر رکھتے ہیں، چاہے اس کے لیے دین، ایمان، غیرت اور قوم سب کچھ بیچنا پڑے۔ سلطان ٹیپو کے نزدیک سپاہی کی طرح لڑتے ہوئے جان دینا انگریز کے وظائف پر جینے سے کہیں بہتر تھا۔ جیسے

آج امریکہ سے۔ سرپیکار مجاہدین بھی یہ سمجھتے ہیں کہ امریکہ سے ڈالروں پر جینے سے کہیں بہتر ہے کہ اس کا مقابلہ کرتے ہوئے جان قربان کردی جائے۔

آستین کے سانپ ڈس گئے

لارڈ ولزلی نے فروری ۱۷۹۹ء میں جنگ چھیڑ دی جو میسور کی چوتھی اور آخری جنگ تھی۔ ہندو مرہٹہ راجوں سندھیا او رگائیکواڑ اور نظام حیدر دکن میر نظام علی خان نے انگریزوں کا ساتھ دیا اوران غداروں کی مدد سے انگریزوں کا ساتھ دیا اوران غداروں کی مدد سے انگریزی فوج نے میسور پر کئی طرف سے حملہ کردیا۔افسوس کہ آستین کے سانپ اپنا کام دکھا گئے اور یہ الفاظ لکھتے ہوئے دل خون کے آنسو رو رہا ہے کہ سلطان کے بعض نمک حرام افسروں نے سلطان کے عزائم پر پانی پھیر دیا۔مسلمانوں نے جب بھی کافروں سے شکست کھائی اس میں اپنی کی غداری کا ہمیشہ کارفرما رہی ہے۔

انگریزی فوج نے سلطان کے دارالحکومت کا محاصرہ کرلیا جو ایک ماہ تک جاری رہا۔ انھوں نے سلطان کے سامنے چند شرطیں رکھیں جن کو قبول کرنے کی صورت میں سلطان کی حکومت اور جان بچ سکتی تھی ان شرائط کا مطالعہ کرنے کے بعد آپ ان کو آج کے گیری لوگر بل کے ساتھ تشبیہ دے سکتے ہیں لیکن سلطان ایک ٹیلی فون پر ڈھیر ہونے والے نہ تھے۔

شرائط نامہ نامنظور

سلطان نے اس موقع پر جو فیصلہ کیا اس کے متعلق میسور کے ایک عسکری خاندان کے چشم و چراغ میجر میرا ابراہیم ۱۳ مئی ۱۹۹۴ء کے نوائے وقت میگزین میں لکھتے ہیں:

”جب ٹیپو سلطان کو یہ شرائط نامہ موصول ہوا تو سلطان نے اپنے جرنیلوں اوراعلیٰ عہدیداروں کو سرنگاپٹم کی سب سے بڑی مسجد ”اعلیٰ“ میں اکٹھا کیا۔ جب سلطان اپنے بہادر جرنیلوں سے مخاطب تھا اوران سے صلاح ومشورہ کررہا تھا تواس کے سامنے قرآن تھا،

اس کی آنکھوں میں آ   تھے اور آواز بھاری تھی۔سلطان نے . نیلوں سے کہا ''کیا تمھیں یہ َ ٹ ی شرائط منظور ہیں؟''   . نے بیک آواز ہو کر کہا ''نہیں۔ہمیں بے غیرتی کی ز . گی منظور نہیں۔ہم انگر ی . کے خلاف جہاد کریں گے۔'' اس طرح انگر ی . کی شرائط . منظور ہو گئیں۔(کاش اس طرح کا منظر . مہ . ئن الیون کے نتیجے میں امریکہ سے آنے والی فون کال کے بعد پ کستان میں بھی . ۔) سلطان نے وہ شرائط . مہ چاک کر دی اور قاصد سے کہا ''کہ جا کر اپنے لارڈ سے کہو کہ اللہ نے مجھے آزاد پیدا کیا ہے اور میں آزاد مملکت کا حکمران ہوں۔میں آزادی کی . َ لڑوں گا   یہ َ ٹ ی شرائط منظور نہیں کروں گا۔''

غزوہ . ر میں بھی . . آپ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا تھا تو انہوں نے بھی کچھ ایسے ہی جواب دیئے تھے کہ . دلوں کی طرح ز ی . سے بہتر بہادروں کی طرح لڑ کر مر . بہتر ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

. . اللہ کے نبی ﷺ کو ابوسفیان کے قافلہ کی خبر ملی تو آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ لیا، ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما نے . ت کی تو آپ ﷺ نے اعراض کیا، حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کی:

''اَ آپ ہم (ا ر) سے مشورے کے طا . ہیں تو قسم ہے مجھے اس ذات کی، جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔آپ اَ ہمیں یہ حکم دیں کہ ہم دشمن سے لڑنے کے لیے سمندر میں کود جا   تو ہم کود جا   گے اور اَ آپ ہمیں . ک الغماد ت بھی چلنے کا حکم دیں گے تو ہم آپ کے حکم کی پیروی کریں گے۔''

پھر نبی کریم ﷺ لوگوں کو جمع کر کے . رکی طرف نکل گئے۔

سلطان کا یہ فیصلہ ٭ کے بعد یکم مئی ۱۷۹۹ء کو انگر . ی فوج نے قلعہ پ سنگ . ری کر کے قلعہ کی ای دیوار پ شگاف ڈالنے کی کوشش کی۔ تین دن کی مسلسل کوشش کے بعد قلعہ کی ای دیوار میں شگاف پڑ ے اور انگر . ی فوج کو اس طرف سے کسی قسم کی مزاحمت کا سامنا نہ کرن پڑا۔ . طانوی افواج نے تقریباً ہزار کے لگ بھگ بے ٭ ہ عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کو قتل کیا۔

یہ صرف اسلام کا طرہ امتیاز ہے کہ جس نے جنگوں کے ا٭ ربھی اخلاقیات کا درس دی اور دوران . ٭ عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کو قتل کرنے سے کیا۔ ارشاد ی ہے:

''رسول اللہ ﷺ نے عورتوں او بچوں کو قتل کرنے سے فرمایا ہے۔''

ی درہے بچوں اور عورتوں کو عام حا ت میں اور دوران . ٭ قتل کرن در ت نہیں۔ البتہ ا ان سے خطرہ ہو ی یہ لڑائی میں شری ہوں اور . ٭ کریں تو قتل کرنے میں کوئی حرج نہیں جیسا کہ امام شافعی رحمۃ اللہ کا مسلک ہے۔

ی درہے ا ش . خون میں عورتیں اور بچے قتل ہو جا تو کوئی حرج نہیں رسول اللہ ﷺ نے ش . خون میں اجازت فرمائی ہے اور ان کو بھی دشمنوں میں شمار کیا ہے۔

ملک گیری کی ہوس کے مارے ہوئے . نیلوں سے . . بھی . ٭ کی تو بے ٭ ہوں کی لاشوں کے ڈھیر لگا دیے۔ فسلطین، عراق، افغا ت ن اور کشمیر اس کی ت زہ ت ین مثالیں ہیں جہاں امن کے ٹھیکیداروں نے مسجدوں کو معاف کیا نہ ہسپتالوں کو اور نہ ہی

۔اتوں کو۔شاید ان کے نزدیک زیدہ سے زیدہ بے گناہوں کو قتل کرنا ہی بہادری کی اساس ہے۔

مئی کا مہینہ، شدید گرمی اور دشمن سے ایک طویل اور صبر آزما جنگ اور اس پر مستزاد اپنوں کی غداری، کیسے کیسے حالات ہیں، جو جنگِ آزدی لڑنے والے مجاہدین کی زندگی میں آتے ہیں۔

ٹل نہ سکتے تھے، اگر جنگ میں اڑ جاتے تھے

قدم

مئی ۱۷۹۹ء کی صبح، سلطان نے قلعہ کی شگاف والی دیوار کا معاینہ کیا اور اس کی مرمت کے احکامات جاری کیے۔ دوپہر تک لڑائی جاری رہی، سلطان دوپہر کا کھانے ہی لگے تھے کہ ان کو خبر ملی کہ ان کے ایک جاں نثار جرنیل سید غفار شہید ہو گئے ہیں۔ سلطان کو بہت صدمہ ہوا اور انھوں نے فوراً کھانا چھوڑ دیا اور اس کی جگہ دوسرا جرنیل محمد خاں مقرر کر دیا۔ اور کہنے لگے کہ ہم بھی جلد ہی سید غفار سے ملیں گے۔ اس روز کے معرکے میں سلطان نے اپنے ہاتھ سے پے در پے کئی فائر کر کے برطانوی افواج کے پیش قدمی کرنے والے کئی فوجی جہنم رسید کر دیے۔ اس پر انگریزوں نے آبی دروازے (water gaet) کی طرف بڑھنے کی کوشش کی میر صادق اور قلعہ دار ندیم کی باہمی سازش کی وجہ سے دروازہ بند کر دیا گیا تھا۔ سلطان شدید زخمی ہونے کے باوجود لڑ رہے تھے۔ انگریزی فوج غداروں کی مدد سے مسلسل کامیاب ہو رہی تھی اور سلطان کی فوج بکھر رہی تھی۔

شیر کی ایک دن کی زندگی گیڈر کی سو سال کی زندگی سے بہتر ہے

سلطان کے خادم خاص راجہ خان نے ان سے کہا'' آپ اپنے آپ کو دشمن پر ظاہر کر دیں۔ اس طرح آپ کی جان بچ سکتی ہے۔ دشمن آپ کو زندہ گرفتار کر لے گا۔'' سلطان نے غصے میں کہا: ''خاموش رہو، کیا تم پاگل ہو گئے ہو؟ میں دشمن کے ہاتھ زندہ گرفتار ہونے

کے بجائے شہادت کی موت کو ت جیح دوں گا۔'' اور پھر سلطان نے ای ت ریخ جملہ کہا: شیر کی ای دن کی زن گی گیڈر کی سو سال کی زن گی سے بہتر ہے۔'' سلطان نے اپنے اس قول کی لاج رکھ لی۔ سلطان زخموں سے چور اور شدی ڈھال ہو چکے تھے کہ دشمن کے آدمی کی پڑ گئی۔ اس نے پہچان لیا۔ انگری سپاہی نے آگے بڑھ کر سلطان کی مر پٹی ات رنے کی کوشش کی زخمی سلطان نے اپنی تلوار اس کے گٹن پ ماری کہ '' کتے! زخمی شیر پ منہ مارت ہے۔'' یوں وہ لعین اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو سکا۔ قری ب ای اور سپاہی کھڑا تھا اس نے اپنی بندوق سے سلطان کی کنپٹی کا نہ لیا اور فائ کر دی۔ گولی لگتے ہی سلطان شہادت کی موت کو گلے لگا کر کامیاب ٹھہرے۔

شہادت ہے مطلوب و مقصود مؤمن

آج ہندوستان ہمارا ہے

اس روز انگری جنرل ہیرس نے ٹیپو شہید کی لاش پ کھڑے ہو کر کہا: '' آج ہندوستان ہمارا ہے!'' اس نے سچ کہا تھا کیو انگری کی ہندوستان پ قبضے کی کوشش میں ب سے بڑی رکاوٹ دور ہو گئی تھی۔ ٹیپو کی شہادت کے چار سال بعد انگری ہندوستان کے دارالحکومت دہلی پ قابض ہو گئے اور مغل ب دشاہ شاہ عالم ث نی ان کا وظیفہ خوار بن گ ی۔ یوں انگری اس ملک کے وسائل پ قبضہ کرنے اور اسے لوٹنے اور یہاں کے لوگوں کو تقری باً ڈی ڑھ سو سال ت غلام بنائے ر ن میں کامیاب ہو گئے۔

آ ن کار ۱۹۴۷ء میں مسلمانوں کو دو ب رہ لاکھوں جانوں کا ن رانہ دے کر آزادی کا دن دیکھنا نصیب ہوا لیکن اس آزادی میں لگانے کے لیے آج کئی میر صادق اور میر جعفر پیدا ہو چکے ہیں۔ کوئی ٹیپو سلطان کی طرح کا حکمران نہیں آت جو ذ ت کی زن گی پہ شہادت کی موت کو ت جیح دیتا ہو، جو شیر کی ای دن کی زن گی کو گیڈر کی سو سالہ زن گی سے بہتر سمجھتا ہو۔

کل ہندوستان ہمارا ہو گا

اسلام کا قانون ہے . . زمین پ کافرفتنہ وفساد . پ کر دیں ،زمینوں پ قبضہ لرلیا جائے تو مسلمان اس مقبوضہ علاقہ چھوڑانے کے لیےتلوار و جہاد سے کام لیں۔

اس مقام پ ہم مختصر مقاصد جہاد لکھتے ہیں کے جن کی موجودگی میں آدمی پ لازم ہے کہ وہ جہاد فی سبیل اللہ کو اپنائے۔

پہلا مقصد۔۔۔فتنے کا خاتمہ

. . ٹ د کے کسی خطے میں کفار کے پ س وہ طاقت وشو ٹ موجود ہے کہ وہ اسلام کی وجہ سے کسی کو فتنہ میں مبتلا کر ٹ ہوں اَ کوئی ایمان لا٠ چاہتا ہو تو ان کی سزا اور تکلیف کے خوف سے ایمان لانے سے جھجکتا ہو اور کوئی ایمان لے آئے تو اسے ان کے ظلم وتشدد کا نہ ٠:٠ پڑٹ ہو ۔اس وقت ٹ ان سے لڑ٠ فرض ہے ۔کہ اسلام لانے کی راہ میں ہر رکاوٹ (فتنہ) ختم ہو جائے ۔اللہ تعالیٰ نے فرما :

”اور ان سے لڑتے رہو یہاں ٹ کہ کوئی فتنہ . قی نہ رہے اور دین اللہ کے لیے ہو جائے پس اَ وہ . ز آجا تو نہیں ز دتی ظالموں پ ۔“

دوسرا مقصد۔۔۔غلبہ اسلام

. . ٹ تمام د میں اسلام غا . نہ ہو جائے اور ہر جگہ اللہ کا قانو٠ فذ نہ ہو جائے کفار سے لڑتے رہنا فرض ہے۔

”ان سے لڑتے رہو یہاں ٹ کہ فتنہ . قی نہ رہے اور دین سارے کا سارا اللہ کے

لیے ہو جائے پس اَ وہ بز آجا تو اللہ تعالیٰ جو وہ کرتے ہیں اسے دیکھنے والا ہے

ہے''

رسول اللہ ﷺ فرمایا:

''مجھے حکم دیَ یَ کہ میں لوگوں سے لڑت رہو یہاں تک کہ وہ اس بت کی شہادت دیں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور ز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں۔ ب وہ یہ کام کریں تو انہوں نے مجھ سے اپنے خون اور مال محفوظ کر لیے اسلام کے حق کے ساتھ اور ان کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے۔''

تیسرا مقصد۔۔۔کفار کا ٔ یہ دینا

ب ت تمام د کے کفار (جو اسلام نہ لا چاہتے ہوں) ذلیل ہو کر اپنے ہاتھوں سے مسلمانوں کو ٔ یہ ادا نہ کریں ان سے لڑتے رہنا فرض ہے۔

''لڑتے رہو اہل کتاب میں سے ان لوگوں سے جو اللہ اور آ ت پ ایمان نہیں لاتے، نہ وہ چیزیں حرام ما ہیں جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے حرام کی ہیں اور نہ ہی دین حق اختیار کرتے ہیں یہاں تک کہ وہ اپنے ہاتھ سے ٔ یہ دیں اور وہ ذلیل ہوں

ہے''

چوتھا مقصد۔۔۔کمزوروں کی مدد

ب د کے کسی خطے میں کمزوروں پ ظلم ہو رہا ہو انہیں ظلم سے ت دلانے تک لڑتے رہنا

فرض ہے۔

''اور تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ تم اللہ کی راہ میں ان کمزور مردوں عورتوں اور بچوں کو چھڑانے کے لیے نہیں لڑتے جو کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار! ہمیں اس بستی سے نکال لے جس کے رہنے والے ظالم ہیں اور ہمارے لیے اپنی طرف سے کوئی حمایتی مقرر فرما دے۔اور ہمارے لیے اپنے پاس سے کوئی مددگار فرمادے۔''

پانچواں مقصد۔۔۔مقتولین کا بدلہ

اگر کافر کسی مسلمان کو قتل کر دیں تو اس کا بدلہ لینا فرض ہے۔ہاں اگر مسلمان کو کسی مسلمان نے قتل کر دیا ہو تو دینی اخوت کی وجہ سے دیت بھی دی جا سکتی ہے،معافی بھی۔کافر سے بدلہ لینا فرض ہے۔اِلّا یہ کہ وہ مسلمان ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو تم پر مقتولین کے بارے میں بدلہ لینا فرض کر دیا گیا ہے۔''

چھ ہجری میں رسول اللہ ﷺ صرف عمرہ کی ادائیگی کے لیے مکہ تشریف لائے تھے۔آپ کا ارادہ لڑنے کا نہیں تھا۔کفار نے آپ کو روک دیا تب بھی آپ نے لڑائی نہیں کی۔آپ ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو سفیر بنا کر مکہ بھیجا مکہ والوں نے انہیں واپس نہ آنے دیا تو مسلمانوں نے

سمجھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا گیا ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اب ہم ان لوگوں سے لڑائی کیے بغیر نہیں جائیں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چودہ سو ساتھیوں سے لڑائی کی بیعت لی۔کفار نے یہ سنا تو جناب عثمان کو واپس بھیج دیا۔''

صاف ظاہر ہے کہ یہ بیعت قصاص عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے لی گئی تھی۔اللہ تعالیٰ نے اس بیعت پر اپنی رضا کا اعلان قرآن مجید میں نازل فرمایا:

''یقیناً اللہ مومنوں سے راضی ہوگیا جس وقت وہ درخت کے نیچے تجھ سے بیعت کر رہے تھے۔''

آٹھ ہجری میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حارث بن عمیر ازدی رضی اللہ عنہ کو خط دے کر بصریٰ کے حاکم کی طرف بھیجا۔

راستے میں شرجیل بن عمر غسانی نے جو قیصر کی طرف سے بلقاء شام کا گورنر تھا،انہیں گرفتار کر کے شہید کر دیا۔آپ کو اطلاع پہنچی تو آپ کو سخت صدمہ ہوا۔آپ نے تین ہزار کا لشکر تیار کیا اتنا بڑا لشکر اس سے پہلے غزوہ خندق کے علاوہ کبھی جمع نہیں ہوا تھا۔زید بن حارثہ کو ان کا امیر مقرر فرمایا اور انہیں حکم دیا کہ جہاں حارث بن عمیر قتل کیے گئے ہیں وہاں جا کر انہیں اسلام کی دعوت دو اگر قبول کر لیں تو درست ورنہ اللہ سے مدد مانگ کر ان سے لڑو۔یہی وہ جنگ موتہ تھی جس میں تین ہزار مسلمان دو لاکھ کفار سے لڑے مسلمانوں کے یکے بعد دیگرے تین امیر شہید ہوئے پھر سیف اللہ خالد رضی اللہ عنہ نے کمان سنبھالی اور اللہ تعالیٰ نے فتح عطا فرمائی۔(الرحیق المختوم)

اس علاقے کے لوگوں کو مزید سبق سکھانے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات کے قریب انہی زید بن حارثہ کے فرزند ارجمند اسامہ کو لشکر کا امیر بنا کر روانہ فرمایا جس کی تکمیل

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں ہوئی۔

چھٹا مقصد۔۔۔معاہدہ توڑنے کی سزا

اگر کوئی قوم مسلمانوں کے ساتھ کیا ہوا معاہدہ توڑ ڈالے تو اس سے لڑنا فرض ہے۔

''اگر وہ اپنے عہد کے بعد اپنی قسمیں توڑ ڈالیں اور تمہارے دین میں طعن کریں تو کفر کے سرداروں سے لڑو۔ ان کی قسموں کا کوئی اعتبار نہیں تاکہ وہ باز آجائیں۔''

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کا عہد توڑنے والی قوم سے جنگ کرنے کی صورت میں مسلمانوں کو چھ بشارتیں بھی دی ہیں۔

(14)

''ان سے لڑو اللہ انہیں تمہارے ہاتھوں سزا دے گا اور انہیں ذلیل کرے گا اور ان کے خلاف تمہاری نصرت فرمائے گا اور ایمان والے لوگوں کو شفا دے گا اور ان کے دلوں کا غصہ ختم کر دے گا اور جس پر اللہ چاہے گا رجوع فرمائے گا اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے۔''

رسول اللہ ﷺ نے ٦ ہجری میں قریش مکہ سے دس سال کے لیے صلح کر لی تھی اور اس صلح میں ان کی ایسی بڑی شرطیں بھی قبول کر لیں تھی جو مسلمانوں کو سخت ناگوار تھیں۔ ٨ ہجری میں قریش نے رسول اللہ ﷺ کے حلیف قبیلہ بنو خزاعہ کے خلاف فوجی کاروائی میں حصہ لے کر معاہدہ صلح توڑ دیا تو رسول اللہ ﷺ نے دس ہزار جانبازوں کے لشکر کے ساتھ مکہ پر حملہ

کر دیا اور مکہ فتح فرما لیا۔''

مدینہ میں رہنے والے یہودی قبائل سے آپ نے امن وتعاون کا معاہدہ کیا تھا۔ . انہوں نے معاہدہ توڑا تو آپ نے بنوقینقاع اور بنونضیر کا محاصرہ کر کے انہیں جلاوطن کر دیا اور بنو قریظہ کے محاصرہ کے بعدان کے . لغ مردوں کو قتل کروادیا اور عورتوں کو لو' یں اور بچوں کو غلام بنالیا۔

ساتواں مقصد۔۔۔دفاع کے لیے لڑ·

. . کوئی قوم مسلمانوں پ حملہ آور ہو جائے تو دفاع کے لیے لڑ· فرض ہے۔

''اور اللہ کی راہ میں ان لوگوں سے لڑو جو تم سے لڑتے ہیں اور حد سے نہ . ڑھو یقیناً اللہ تعالیٰ حد سے . ڑھنے والوں سے محبت نہیں ر ت ے''

خندق کے موقع پ . . کفار مدینہ پ حملہ ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے تمام مسلمانوں کو لڑائی میں شامل ہونے کا حکم دیا اور تبوک کے موقع پ . . دشمن کے حملہ آور ہونے کی خبر سنی تو · · کے قابل تمام افراد کو سرزمین عرب سے . ہر جا کر دشمن کے مقابلے کا حکم دیا حالا اس وقت حالات بھی نہایت سخت تھے۔

آٹھواں مقصد۔۔۔مقبوضہ علاقہ چھڑوا·

اَ کفار مسلمانوں کی کسی جگہ پ قبضہ کر لیں تو انہیں وہاں سے نکالنا اور مسلمانوں کا قبضہ دو . رہ بحال کر· فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

''اور انہیں جہاں پ ؤ قتل کرو اور جس جگہ سے انہوں نے تمہیں نکالا تم انہیں وہاں سے نکالو۔''

سورہ بقرہ میں طالوت کی قیادت میں بنی اسرا کی جس ہٰ کا ذکر ہے وہ بھی مسلمانوں کے علاقے واپس ی ٰ کے لیے لڑی گئی تھی۔ اللہ تعالیٰ لنے ان مجاہدوں کا قول فرمای ہے۔

''ہمیں کیا ہے کہ ہم اللہ کی راہ میں نہیں لڑیں گے حالا ہمیں ہمارے گھروں اور ہمارے بیٹوں سے نکال دی َ ی ۔''

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی تعداد نہای ی کم ہونے کے ۔ وجود ان کی خاص مدد فرمائی اور داؤد علیہ السلام نے کفار کے سپہ سالار جالوت کو قتل کر دی اور کفار کو شکست ہوئی۔ مکہ کی فتح میں کفار کے معاہدہ توڑنے کے ساتھ ساتھ یہ ۔ ت بھی شامل تھی کہ انہوں نے مسلمانوں کو سرزمین مکہ سے نکالا تھا۔

اب آپ اپنے سوال پ غور فرما کیا جہاد اس وقت فرض ہو چکا ہے۔ اَ ہے تو اس کی کون سی دلیل ہے؟ جہاد اس وقت فرض عین ہے ی فرض کفایہ ہے؟ یہ بحث ا ءاللہ آگے آ رہی ہے۔ ۔ سے پہلے ہمیں فیصلہ کر ٰ ہو گا کہ اس وقت جہاد مسلمانوں پ فرض ہے بھی ی نہیں۔

۲۰ جون ۱۹۱۰ء

فادرز ڈے

Father's Day

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''اور تمہارے رب نے ارشاد فرمایا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور ماں باپ کیساتھ بھلائی کرتے رہو، اگر ان میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو اُن کو اُف تک نہ کہنا اور نہ اُنہیں جھڑکنا، اور ان سے بات ادب سے کرنا۔ اور عجز و نیاز سے اُن کے آگے جھکے رہو اور اُن کے حق میں دعا کرو کہ اے اللہ! جیسا انہوں نے مجھے بچپن میں (شفقت سے) پرورش کیا ہے تو بھی اُن (کے

حال) پ رحمت فرما۔“

تمہیدی کلمات (غیر اسلامی مذاہب)

امریکی خاتون سنورا داد (Sonora Dadd) بچپن سے اپنے . پ کی شفقت سے محروم ہوگئی اس کی پہلی مرتبہ ۲۰ جون ۱۹۱۰ء میں . پ کی ی دمیں فادر ڈے منا ی۔ پھر کئی ملکوں میں اس تہوار کو منانے کا رواج شروع ہو َ ی ۔ ۱۹۲۴ء کو امریکی صدر کیلون کالیج (Calvin Coolidge) نے اس دن کو نیشنل فادر ڈے کے ٴ م سے منانے کا حکم دی ۔ پھر ۱۹۶۶ء کو لندن میں ہیومین نے اسے عالمی سطح پ متعارف کروای۔ اس طرح یہ تہوار کئی ممالک میں متعارف ہوا اور اسے پذ یائی ملی . لآٴ ۱۹۷۲ء میں صدر پ ڈ کی کاوشوں سے اس تہوار کو عالمی تہواروں میں شامل کر دی َ ی ۔ د تہواروں کی طرح اس تہوار کو بھی بعض مذہبی حلقوں میں مغربی رسوم کا عندیہ دی جا ت ہے یہ . ت سچ ہے کہ اس تہوار کو اقوام مغرب میں عیسائیوں نے منا ٴ شروع کیا لیکن تقریباً تمام مذاہب کے لوگ اسے مناتے ہیں۔

اسلامی تعلیمات

اسلام کی تعلیم سال بھر میں ای مرتبہ فادرز ڈے منانے کی تلقین نہیں کرتی بلکہ مسلمان ہر دن، دن کا ہر لمحہ والدین کی ٴ مت اور ان سے حسن سلوک کرت ہے۔ سال بھر میں صرف ای مرتبہ ماں . پ کی ٴ مت، انھیں تحائف دینا، ان کے ساتھ خوش رہنا اقوام مغرب کی تعلیم ہے اور اسلام نے ان کی مشابہت سے روکا بھی ہے اور اس کے . عکس تعلیم بھی دی ہے کہ والد اور والدہ دونوں تمھاری . ٴ ہیں ان کی ٴ مت کر کے اور انھیں صبح وشام راضی کر کے اللہ کو راضی کریں۔ اور ہمیشہ ان کے سایہ شفقت میں رہیں اور انھیں اپنے پ س رکھ کر ان کی ٴ مت کر کے اللہ کو راضی کریں نہ کہ غیروں کی طرح والدین کو اولڈ ہاؤس میں چھوڑیں۔

والد کا مقام قرآن مجید کی میں

ارشاد ب ری تعالیٰ ہے:

''اور تمہارے رب نے ارشاد فرما یہ ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور ماں ب پ کیساتھ بھلائی کرتے رہو، اَ ان میں سے ای ی دونوں ب ڑھاپے کو پہنچ جا تو اُن کو اُف تک نہ کہنا اور نہ اُنہیں جھڑکنا، اور ان سے ب ت ادب سے کرن اور عجز و ز سے اُن کے آگے جھکے رہو اور اُن کے حق میں دعا کرو کہ اے اللہ! جیسا انہوں نے مجھے بچپن میں (شفقت سے) پ ورش کیا ہے تو بھی اُن (کے حال) پ رحمت فرما۔''

اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کے بعد ماں اور ب پ دونوں کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دی ہے اور اَ ماں اکیلی ہو ت بھی اور اَ والد محترم اکیلے ہوں ت بھی دونوں کی مت ان کے ساتھ حسن سلوک اور انھیں ہر طرح کی تکلیف سے دور رکھنا انھیں ڈان ٹ ڈپ ٹ سے دور رکھنا اور ان کی مت کو اپنے لیے اعزاز سمجھنا ان آی ت کا درس ہے۔

لیکن اب صورتحال د گوں ہے حالا ب پ یعقوب کی طرح اور بی ٹ یوسف جیسا اسلام چاہتا ہے، ب پ ا ا ہیم جیسا اور بی ٹ اسماعیل جیسا اسلام کی تعلیم ہے۔ یہاں تو ب پ بی ٹ سے ب ت کرنے سے پہلے کئی ب ر سوچتا ہے اَ بی ٹ کو کچھ کہا تو اس کا ردعمل کیا ہوگا۔

وہ لفظ ڈھون ڈ رہا تھا لرزتے ہو ں سے

ضعیف باپ نے بیٹے سے بات کرنی تھی

مزید اللہ پاک ارشاد فرماتے ہیں:

''اور جب ہم نے بنی اسرا سے عہد لیا کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرنا۔''

ایک دوسرے مقام پر فرمایا:

''اور اللہ ہی کی عبادت کرو اور اس کیساتھ کسی چیز کو شریک نہ بناؤ اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔'' (النساء:۳۶)

اور فرمایا:

''(لوگو!) آؤ میں تمہیں وہ چیزیں پڑھ کر سناؤں جو تمہارے رب نے تم پر حرام کی ہیں (اُن کی نسبت اُس نے اس طرح ارشاد فرمایا ہے) کہ کسی چیز کو اللہ کا شریک نہ بنانا اور ماں باپ سے (بدسلوکی نہ کرنا بلکہ) سلوک کرتے رہنا۔''

والد کا مقام حدیث کی روشنی میں

حدیث مبارکہ میں نبی کریم ﷺ نے ماں کے قدموں تلے جنت کا تذکرہ کیا تو ساتھ یہ بتایا کہ اللہ نے باپ کو جنت کا دروازہ بنایا ہے۔ جب تک باپ کی خدمت، اطاعت، تابعداری نہیں کرو گے۔ جنت میں داخلہ کیسے لے سکو گے۔

ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

ا پس ای آدمی آیا اوران سے عرض کیا کہ میری بیوی ہے میری ماں اسے طلاق دینے کا حکم دیتی ہے (میں کیا کروں؟) آپ نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ:

''والد . ۔ کے دروازوں میں سے بہترین دروازہ ہے پس تو اَ چاہے تو اس دروازے کو ضائع کر دے یا اس کی حفاظت کر۔''

جہاں ماں سے حسن سلوک کی تلقین ہے وہاں والد کا احترام اور اس سے حسن سلوک کی بھی تعلیم جناب محمد ﷺ نے دی ہے۔
سید ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ای آدمی رسول اللہ ﷺ کی مت میں حاضر ہوا اور عرض کیا اے اللہ کے رسول! میرے حسن سلوک کے . سے زیدہ مستحق کون ہے؟

''آپ نے فرمایا: تمہاری ماں، اس نے کہا پھر کون؟ آپ ﷺ نے فرمایا تمہاری ماں: اس نے پھر پوچھا' پھر کون؟ آپ ﷺ نے فرمایا تمہاری ماں۔ اس نے پھر پوچھا پھر کون؟ آپ ﷺ نے فرمایا تمہارا باپ۔''

.پ کا احترام کیا کرو

ای مرتبہ ر المنافقین عبداللہ بن ابی ای دیوار کے سائے میں اپنے حواریوں کے ساتھ بیٹھا گپیں ہا رہا تھا۔ اللہ کے رسول ﷺ اپنے ای صحابی کے ہمراہ سواری پ

ـَ ر ے۔عبداللہ بن ابی نے دیکھا تو حسد کے مارے رہ نہ سکا۔ پکار کر کہنے لگا:

یعنی اللہ کے رسول ﷺ کے ا. ادمیں سے ای کا ۂ م لے کر کہنے لگا کہ ابن ابی کبشہ ہمیں غبار آلود کر دی ۔ دراصل غبار اڑانے والی کوئی . ت نہ تھی یہ اس کا تکبر تھا۔ اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ حسد تھا۔ اللہ کے رسول ﷺ کو اس کے ان الفاظ پ غصہ آی ۔

ادھر عبداللہ بن ابی کے سچے مسلمان ۔ٹ عبداللہ کو اس واقعہ کا علم ہوا کہ میرا . پ آپ ﷺ کے ساتھ گستاخی کا مرتکب ہوا ہے ۔ وہ آپ ﷺ کی ۂ مت میں حاضر ہوا۔ ایمان اس کو کہتے ہیں کہ ادھر . پ ہے اور ادھر کائنات کے امام ہیں یہ امام کائنات ﷺ کے آگے اپنے منافق . پ کو ہیچ اور ۂ قابل توجہ سمجھتے ہیں۔ انھوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول ﷺ! مجھے معلوم ہوا ہے کہ میرے . پ نے آپ کی شان میں ہرزہ سرائی کی ہے۔

’’اس ذات کی قسم جس نے آپ کو عزت وتوقیر سے نوازا اور آپ پ اپنی کتاب ۂ زل فرمائی۔ اَ آپ چاہیں تو میں اپنے . پ کا سر کاٹ کر آپ کے قدموں میں رکھ دوں۔‘‘

ارشاد ہوا:

’’نہیں اپنے . پ کی عزت کرو اور اس کے ساتھ حسن معاشرت سے پیش آؤ۔‘‘

. پ کی دعا کبھی رد نہیں ہوتی

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین قسم کی دعا قبول کی جاتی ہیں ان کی قبولیت میں کوئی شک نہیں ہے۔

مظلوم کی دعا

اور مسافر کی دعا

اور باپ کی اپنے بیٹے کے حق میں دعا

باپ کی دعا قبول ہوگئی

ایک شتربان جو بہت سے اونٹوں کا مالک تھا۔شہروں میں سامان منتقل کیا کرتا تھا کیونکہ اس وقت مال برداری کے لیے صرف اونٹ ہی استعمال ہوتے تھے۔یہ شخص بڑا مال دار تھا اور شہر میں بیوی اور بچوں سمیت رہتا تھا۔اس کا باپ بوڑھا اور کمزور تھا، دیہات میں رہتا تھا۔اس کے پاس تھوڑی سی زمین تھی، جس میں وہ کھیتی باڑی کر کے گزر اوقات کرتا، لیکن بڑھاپے کی وجہ سے اپنا کام کرنے کی طاقت نہیں تھی۔وہ ایک چھوٹی سی جھونپڑی میں رہ رہا تھا۔

ایک دن حالات سے تنگ آکر اس نے اپنے بیٹے کے سامنے آکر اپنی فقیری کا حال بیان کرتے ہوئے کہا: بیٹے! ہمیں کچھ رقم دے دو جس سے ہم گزارہ کرسکیں۔باپ کے اصرار پر کہنے لگا کہ ان شاء اللہ کل ضرور تعاون کروں گا۔باپ خوشی سے واپس گھر آیا، بیوی کا خوشخبری سنائی۔قرض خواہوں کو بتایا کہ کل آپ کا قرض چکا دوں گا۔صبح ہوتے ہی باپ بیٹے کے گھر پہنچا تو معلوم ہوا بیٹا تو سامان لے کر دوسرے شہر جا چکا ہے۔اس نے جھوٹا وعدہ کیا تھا، اسے معلوم تھا کہ میں رات کو سفر پر روانہ ہونے والا ہوں۔

باپ یہ صورت حال دیکھ کر انتہائی پریشان ہوا اور اس کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے

اور وہ اپنی بے بسی کا شکوہ اللہ تعالیٰ کے سامنے کر رہا تھا۔ پ یشان حال . پ کے منہ سے . دعا نکلی کہ اے اللہ! اس کی عقل چھین لے، اس کا مال . . د کر دے اور اس کی ی . ئی ختم کر دے۔

یہ وقت بھی قبولیت کا تھا کہ ادھر منہ سے . دعا نکلی، عرش ت پہنچی اور شرف قبولیت حاصل کر گئی۔ . پ کا یہ . فرمان سفر سے واپس روانہ ہوا، رات کے وقت آ . ھی آئی، آ . ھی کیا تھی ای طوفان تھا، سخت سردی کا موسم تھا اور ری بھی اڑ رہی تھی، ہر طرف ا . ھیرا چھا چکا تھا۔ اس اچا . طوفان کی وجہ سے قافلہ بکھر گیا۔ نوکر بھاگ گئے، او . ٹ . . رہے تھے، یہ شتر . ن چیختا ت رہا اس کا کوئی پ سان حال نہیں تھا، اسی حا ت میں وہ بے ہوش ہو گیا، صبح ہوش آیا تو وہ . معلوم جگہ پ ڑا تھا، اس نے رو . شروع کر دیا، روتے روتے ی . ئی ختم ہو گئی، بھوک اور پیاس کی شدت تھی جنگل میں آہ و بکا کرت رہا یہاں ت کہ عقل جواب دے گئی، یعنی پ گل و دیوانہ ہو گیا، مال پہلے ہی ضائع ہو چکا تھا، ای آدمی نے پہچان کر اس کو گھر ت پہنچا دیا۔ یہ وہ عذاب تھا جو اس پ . زل ہوا۔ یہ سڑکوں پ پھرت بچے اسے تنگ کیا کرتے تھے۔ اس کا بوڑھا . پ اور والدہ اسے کچھ کھلانے کی کوشش کرتے تو وہ دور بھاگ جات تھا اور اجنبی لوگوں کے ہاتھوں کھا کر ز . گی کے ایام پورے کر رہا تھا۔ یہ مملکت سعودیہ کے شمالی علاقے کا واقعہ ہے جو ہر ای کے لیے عبرت کا پہلو رت ہے۔

[راوی الاستاذ ا . اھیم السلیمان الطامی۔ ماخوذ والدین کی . فرمانی، ص ۱۱۳/ ۱۱۴]

زمین میں والد راضی تو آسمان پ رب راضی

سید . عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

”رب کی رضامندی والد کی رضامندی میں ہے اور رب کی . راضی والد کی . راضگی میں ہے۔“

میں نے اک ب پ کا خادم دیکھا

خلیفہ مامون کا بیان ہے کہ میں نے اپنی ز گی میں ب پ کے ساتھ حسن سلوک کا ا ایسا واقعہ دیکھا ہے جس کی دوسری مثال میں نہیں جا ۔ والدین کے ساتھ حسن سلوک کے حوالے سے یہ واقعہ یقیناً مثالی ہے۔ اسے پڑھ کر قار کو والدین کے ساتھ اپنے سلوک کا تقابل ضروری کر چاہیے۔

یہ واقعہ فضل بن یحییٰ کا ہے۔ فضل بن یحییٰ نے اپنے والد کے ساتھ جس حسن سلوک کا مظاہرہ کیا ت ریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ یہ صرف ت ریخ اسلامی ہی کی خصوصیت ہے کہ ہمارے اسلاف نے والدین کی مت میں بڑھ پڑھ کر حصہ لیا۔ واقعے کی تفصیل یہ ہے کہ فضل بن یحییٰ کے والد، یحییٰ سردی کے دنوں میں ہمیشہ م پ نی ہی سے وضو کر کے ز پڑھا کرتے تھے۔ اس لیے سردی کے دنوں میں ان کے لیے ہر وقت م پ نی کا خاص انتظام کیا جا ت تھا۔

ا دفعہ کسی وجہ سے فضل بن یحییٰ کے والد کو جیل جا پڑا۔ فضل بن یحییٰ بھی ب پ کے ساتھ فتار ہو گئے۔ ب پ بیٹ دونوں جیل کی ہوا کھا رہے تھے یہ سردی کا موسم تھا۔ قید خانے میں قیدیوں کے لیے م پ نی کا کوئی انتظام نہیں تھا۔ جبکہ فضل بن یحییٰ کے والد کی عادت م پ نی سے وضو کرنے کی تھی۔ فضل بن یحییٰ نے جیلر سے مطالبہ کیا کہ میرے والد کے لیے م پ نی کا بندوبست کرا جائے۔ جیلر نے جواب د کہ جیل کے ا رکسی قیدی کے لیے م پ نی کا انتظام نہیں ہو سکتا۔ فضل بن یحییٰ نے جیلر سے کہا کہ پھر ب ہر سے لکڑی منگوا دو، ہم اس کی قیمت ادا کر دیں گے۔

جیلر نے کہا: جیل کے ا رقیدیوں کے لیے لکڑی جلانے کی اجازت نہیں ہے۔

فضل بن یحیٰ نے جیلر کی بہت منت سما. ت کی کہ کسی طرح گ م پ نی کا بندوبست ہوجائے ت کہ صبح والد کو گ م پ نی سے وضو کرا سکیں۔ . . ان کی تمام ت بیریں · کام ث . ت ہو اور جیلر نے ان کی . ت ماننے سے . لکل انکار کر د ی تو انھوں نے پ نی کا . تن پ اغ کے قری . کر د ی اور ع فجر ت . تن کو پ اغ کے قری . کر کے کھڑے رہے۔ . . ان کے والد فجر کے وقت بیدار ہوئے تو انھوں نے اپنے والد کو گ م پ نی سے وضو کرا ی ۔

فضل بن یحیٰ نے رات بھر جاگ کر اور پ اغ کے پ س کھڑے ہو کر پ نی گ م کیا تو یہ واقعہ جیلر کو بھی معلوم ہو گ ی ۔ . . دوسرے دن کا سورج غروب ہوا تو فضل بن یحیٰ کے والد سو گئے۔ وہ گ · شتہ ث . کی طرح پ نی گ م کرنے کے لیے پ اغ کے پ س جانے لگے تو انھیں یہ دیکھ کر سخت حیرت ہوئی کہ پ اغ اپنی جگہ پ موجود نہیں ہے بلکہ اسے ایسے مقام پ رکھ د ی گ ی ہے جہاں ت ان کا ہاتھ نہیں پہنچ سکتا۔ چنانچہ فضل بن یحیٰ کو یہ فکر دامنگیر ہوئی کہ اب والد کے لیے پ نی گ م کرنے کی کون سی ت بیر اختیار کی جائے۔ وہ اسی سوچ میں تھے کہ ان کے ذہن میں ا ی ت بیر آئی۔ انھوں نے ٹھنڈے پ نی کے . تن کو اپنے پیٹ پ رکھ لیا ت کہ پیٹ کی حرارت سے پ نی گ م ہو جائے۔ ان کی یہ ت بیر کامیاب ث . ت ہوئی صبح ت پ نی گ م تو نہ ہو سکا ت ہم وہ ٹھنڈا بھی نہ تھا۔ ز فجر کے وقت . ان کے والد بیدار ہوئے تو انھوں نے اپنے والد کو اس پ نی سے وضو کرا ی ۔

فضل کی وفات رقہ کے قید خانے ہی میں ۱۹۳ھ میں ہوئی۔ ابن اثیر رحمہ اللہ ان کے . رے میں لکھتے ہیں:

"فضل بن یحیٰ د کے بہت سے محاسن کا مجموعہ تھے ان کا ث نی د میں پھر نہیں دیکھا گ ی ۔"

[انٹر سے مطالعہ کے لیے(http://muntada.islamtoday.net)]

والدین کو. ابھلامت کہو

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں:

''اورتمہارے رب نے ارشاد فرما یہ ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور ماں . پ کیساتھ بھلائی کرتے رہو، اَ ان میں سے ا ی ی دونوں . ڑھاپے کو پہنچ جا تو اُن کو اُف ت نہ کہنا اور نہ اُنہیں جھڑکنا، اور ان سے . ت ادب سے کر ۔اور عجز و ز سے اُن کے آگے جھکے رہو اور اُن کے حق میں دعا کرو کہ اے اللہ! جیسا انہوں نے مجھے بچپن میں (شفقت سے) پ ورش کیا ہے تو بھی اُن (کے حال) پ رحمت فرما۔''

والدین کو گالی دینا

عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روا ی ت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما ی:

صلی اللہ علیہ وسلم

''کبیرہ َ ہوں میں سے ا ی یہ بھی ہے کہ آدمی اپنے والدین کو گالی دے صحابہ نے عرض کیا ی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! کیا آدمی اپنے ماں . پ کو بھی گالی دیتا ہے...؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما ی: ''ہاں ا ی شخص کسی کے . پ کو گالی دیتا ہے؟ وہ پلٹ اس کے . پ کو

گالی دیتا ہے اسی طرح وہ اس کی ماں کو گالی دیتا ہے اور وہ جواب میں اس کی ماں کو گالی دیتا ہے (یوں گویا وہ اپنے والدین کی گالی کا باعث بنا)‘‘

والد کے دنیا سے جانے کے بعد بھی اس سے نیکی

ماں باپ کی زندگی میں ان کی خدمت تو کرنی ہی کرنی ہے۔ لیکن اگر وہ دنیا سے چلے بھی جائیں تو ان کے احسانات کو بھولنا نہیں بلکہ ان کے ساتھ پھر بھی نیکی کرنے کا حکم ہے جیسے حدیث مبارکہ میں آتا ہے کہ: سیدنا ابو اسید مالک بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

ایک وقت ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، کہ بنی سلمہ قبیلے کا ایک آدمی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آ کر اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کوئی ایسی نیکی بھی باقی ہے جو والدین کی وفات کے بعد میں ان کے ساتھ کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

’’ہاں، ان کے حق میں دعائے خیر کرنا اور ان کے لیے مغفرت مانگنا ان کے بعد کے (کیئے گئے) عہد پورا کرنا اور ان کے رشتوں کو جوڑنا جو انہی کی وجہ سے جوڑے جاتے ہیں اور ان کے دوستوں کی عزت کرنا۔‘‘

باپ کا قرض اتارنا

.یٹے پر لازم ہے کہ اَ .پ وفات پا چکا ہے تو .یٹا دیکھے کہ اَ اس کے .پ نے کسی کا قرض دینا ہے تو وہ اس کو ادا کرے ورنہ اس کی روح زمین و آسمان کے درمیان معلق رہتی ہے، .نت میں داخل نہیں ہو سکتی .ب تک قرض ادا نہ کیا جائے، رسول اللہ ﷺ اس کی .ڑی تلقین کیا کرتے تھے۔

سید. عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ .ب زخمی کر دیے گئے اس وقت ان کو شر.ت پلا.ی .ی تو وہ پیٹ کے رستے .ہر آ َ.ی۔ دودھ پلا.ی .ی وہ بھی .ہر آ َ.ی۔ آپ رضی اللہ عنہ کو یقین ہو َ.ی کہ اب میرا آ.ی وقت ہے۔ اس وقت سید. عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے .یٹے عبداللہ رضی اللہ عنہ کو بلا کر تفصیلی وصیت فرمائی۔ وصیت کی مکمل تفصیل صحیح بخاری میں موجود ہے' اس میں یہ چیز بھی ہے کہ سید. عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرما.ی: ''.یٹے میرے قرضے کا حساب لگا. اور وہ ادا کر.' اَ سمجھو کہ میرا مال قرضہ ادا کرنے سے قاصر ہے تو پھر ہمارے خا. ان بنو عدی سے اکٹھا کر کے قرضہ ادا کر دینا۔''

رسول اللہ ﷺ کے صحابی زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کا .ب آ.ی وقت تھا' انہوں نے اپنے .یٹے کو بلا.ی اور کہا' میرے قرضے کا حساب لگا. اور میرے .ت کہ سے .ب اللہ سے دعا کر.ی. اور قرضہ ضرور ادا کر.۔ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں' ہم نے اپنے .پ کے قرضے کا حساب کیا تو وہ سولہ لاکھ قرضہ بنا۔ رسول اللہ ﷺ کے ا.ی صحابی عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو کہنے لگے اَ آپ سے قرضہ پورا نہ ہو سکا تو مجھ سے تعاون لے.ی.۔ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میرے والد صا.ب مجھے نسخہ بتا گئے ہیں' اَ کمی ہو تو میرے مولیٰ سے طلب کر.ی.۔ ہمیں فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں۔

.پ کے پیچھے حج کرو کے تو اسے فا.ہ ہوگا

ب پ اَ مال دار تھا استطا ت بھی تھی حج نہیں کر سکا اب اَ یٹ وسعت والا ہے تو اس پ حق ہے کہ ب پ کی طرف سے حج کرئے حد ی ث میں آ ت ہے کہ:

حضرت ابوزرین عقیلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ٭ مت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ اے اللہ کے رسول!

''بلاشبہ میرے والد محترم بہت بوڑھے ہیں حج وعمرے کے لیے نہ پیدل جا ت ہیں اور نہ ہی سوار ہونے کی طاقت ہے۔''

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما ی:

''اپنے ب پ کی طرف سے حج وعمرہ کرو۔''

لیکن ی در ہے کہ دوسروں کی طرف سے حج (حج ب ل) صرف وہی کر سکتا ہے جس نے پہلے حج و عمرہ خود کر لیا ہو اَ ایسا شخص ہے جس نے خود پہلے حج وعمرہ نہیں کیا تو وہ پہلے اپنا حج وعمرہ کرے پھر بعد میں دوسروں کی طرف سے کر سکتا ہے۔

جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ای شخص کو کہتے ہوئے سنا

''میں شبرمہ کی طرف سے حاضر ہوں، حاضر ہوں''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے در ی فت فرما ی: شبرمہ کون ہے۔؟

تو اس نے عرض کیا: شبرمہ میں میرا بھائی ی رشتہ دار ہے۔تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما ی: کیا تم نے اپنی طرف سے حج کیا ہوا ہے۔؟ اس نے کہا: نہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما ی:

’’پہلے اپنی طرف سے حج کرو پھر شبرمہ کی طرف سے کر۔‘‘

اَ کسی شخص پ ز گی میں صا ۔ استطا ت ہونے کی وجہ سے ی رمان ی کی وجہ سے حج فرض ہو لیکن وہ حج کرنے سے پہلے ہی فوت ہو جائے تو ۔ یٹ اس کی طرف سے حج کر دیں تو اسے ثواب ملے گا جیسا کہ حضرت ۔ ی ہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

ا ی دفعہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پ س بیٹھا ہوا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پ س ا ی عورت آئی اور اس نے کہا میں نے اپنی والدہ پ ا ی لوٹ ی صدقہ کی تھی لیکن وہ فوت ہوگئی (یعنی میری والدہ) راوی نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمای: کہ تجھے ا۔ ضرور ملے گا اور اس نے وہ لوٹ ی تجھ پ میراث کی صورت میں لوٹ دی ہے۔ پھر اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میری والدہ کے ذمے ا ی ماہ کے روزے تھے کیا میں اس کی طرف سے روزے رکھوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمای: کہ تو اس کی طرف سے روزے رکھ لے، پھر اس نے کہا:

’’کہ اس نے کبھی حج نہیں کیا، کیا میں اس کی طرف سے حج کرلوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمای: تو اس کی طرف سے حج کرلے۔‘‘

۔پ کی طرف سے صدقہ کیا کرو

یٹ ۔پ کے مرنے کے بعد اس کی طرف سے صدقہ کرے تو ۔پ کو فائ ہ ہوت ہے

سید ابو ہری ہ رضی اللہ عنہ سے روای ت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمای: ۔ ا ن فوت ہو جات ہے تو

تین اعمال کے سوا اس کے تمام اعمال منقطع ہو جاتے ہیں۔

صدقہ جاریہ

ایسا علم جس سے لوگ فائدہ اٹھاتے ہوں

نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرتی رہے

لیکن شرط ہے کہ بندہ موحد ہو ورنہ صدقہ کچھ فائدہ نہیں دیتا۔

' رسول اللہ ﷺ کے صحابی عبداللہ بن عمرو بن عاص بن وائل سہمی اس حدیث کو بیان کرتے ہیں' فرماتے ہیں کہ عاص بن وائل سہمی فوت ہوئے اور وصیت کر گئے کہ اس کی طرف سے سو غلام آزاد کر دیے جائیں' اس سے پتہ چلتا ہے عاص سخی آدمی تھا۔ عاص بن وائل کے بیٹے ہشام نے پچاس غلام آزاد کر دیے۔

''عاص بن وائل کے بیٹے عمرو نے ارادہ بنایا کہ باقی پچاس غلام میں آزاد کر دوں۔''

پھر خیال آیا کہ میں رسول اللہ ﷺ سے پوچھ لوں کیا اس کا فائدہ میرے باپ کو پہنچے گا کہ نہیں؟ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا عاص بن وائل فوت ہو گئے ہے اور اس نے سو غلام آزاد کرنے کی وصیت کی تھی۔ ہشام نے پچاس آزاد کر دیئے ہیں' باقی پچاس آزاد کرنے کا میرا ارادہ ہے کیا اس کو فائدہ پہنچے گا؟ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اگر عاص بن وائل مسلم ہوتا تو تم اس کی طرف سے غلام آزاد کرتے یا صدقہ کرتے، یا حج کرتے تو یہ اس کو پہنچ جاتا۔''

جیسا کی عبداللہ بن جدعان بڑا صدقہ خیرات کرتا تھا لیکن توحید نہیں تھی تو اللہ کے ہاں کچھ قبول نہ ہوا یہ قبیلہ بنو تیم کا سردار تھا...... حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے والد ابو قحافہ کا چچا زاد بھائی تھا...... جوانی میں انتہائی غریب اور بد قماش تھا اس کے جرائم کی وجہ سے لوگ خصوصاً قبیلہ اور گھر والے اس سے نفرت کرنے لگے تو وہ غصہ سے خودکشی کے ارادہ سے مکہ کی گھاٹیوں میں نکلا تو ایک پرانی اور تنگ غار دیکھی تو اس ارادہ سے غار میں گھس گیا کہ پرانی غار سے کوئی سانپ یا بچھو ڈسے گا تو میں مر جاؤں گا...... جب وہ غار کے اندر گیا تو سونے کا بنا ہوا مصنوعی سانپ یاقوتی آنکھوں والا دیکھا، اسے پکڑ کر سنبھال لیا، پھر وہ غار میں اور آگے گیا تو دیکھا کہ بنو جرہم قبیلہ کے بادشاہوں کی قبریں ہیں، ان کے سرہانی سونے کا کتبہ لگا ہوا ہے جس پر ان کی تاریخ وفات اور مدت حکومت وغیرہ لکھی ہے اور پاس ہی لعل و جواہر اور سونا چاندی کا ڈھیر تھا (جب بنو جرہم اپنے دشمن کے ہاتھوں مغلوب ہوئے تو مکہ چھوڑتے وقت سونا، چاندی، ہیرے، جواہرات وغیرہ جمع کر کے اس غار میں بادشاہوں کی قبروں کے پاس رکھ دیے) بقدر ضرورت وہاں سے مال اٹھایا غار کے منہ پر نشانی لگا کر قوم کے پاس آیا اور قوم قبیلہ میں اس قدر سخاوت کی کہ ہر دلعزیز ہو گیا۔ جب سرمایہ کی کمی محسوس کرتا تو غار سے اور لے آتا۔

اس نے ایک بڑا پیالہ بنوایا جو ہمہ وقت کھانے سے بھرا رہتا جو چاہے کھائے ایک مرتبہ امیہ بن صلت نے شاعرانہ انداز میں کہا کہ ابن جدعان سے بنی دیان بڑے سخی ہیں کیوں کہ یہ گندم اور شہد کھلاتے ہیں تو عبداللہ بن جدعان نے فوراً دو ہزار اونٹ شام میں بھیجے وہ وہاں سے گندم شہد گھی لائے تو عبداللہ بن جدعان ہر رات بیت اللہ کی چھت پر کھڑے ہو کر اعلان کرتا کہ آؤ لوگو

میرا لنگر کھاؤ۔

حدیث: مسلم میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا:

"ابن جدعان جاہلیت میں صلہ رحمی کرتا تھا اور مسکینوں کو کھانا کھلاتا تھا۔ کیا اعمال اسے قیامت کو فائدہ دیں گے"

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"نہیں کیوں کہ اس نے کبھی نہ کہا کہ اے رب قیامت کو میرے گناہ معاف کر دینا۔"

بیٹے کی دعا باپ کے لیے

بیٹا بیٹی ماں باپ کے لیے دعا کرتا ہے تو اللہ قبول کرتا ہے:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

انسان فوت ہو جاتا ہے تو تین اعمال کے سوا اس کے تمام اعمال منقطع ہو جاتے ہیں

۱۔ صدقہ جاریہ

۲۔ ایسا علم جس سے لوگ فائدہ اٹھاتے ہوں

۳۔ نیک وصالح اولاد جواس کے لیے دعا کرتی ہو۔

ای روای میں آت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمای:

''جو اپنے ب پ سے اس کی قبر میں صلہ رحمی (نیکی) کرن پسند کرت ہے وہ والد کی وفات کے بعد اس کے بھائیوں سے صلہ رحمی کیا کرے۔''

عبداللہ بن دینار سیدن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روای کرتے ہیں کہ:

''ای دیہاتی آدمی انہیں ای راستے میں ، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اسے سلام کیا اور اسے گدھے پ سوار کرلیا، جس پ وہ خود سوار تھے اور اسے وہ عمامہ بھی دے دی جو ان کے سر پ تھا (حدی ث کے راوی ابن دینار کہتے ہیں) کہ ہم نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہا اللہ آپ کا بھلا کرے یہ تو دیہاتی لوگ ہیں، تھوڑی سی چیز پ راضی ہو جاتے ہیں، (ان کے ساتھ اتنا کچھ کرنے کی کیا ضرورت تھی) سیدن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمای:

''(ب ت یہ ہے) اس شخص کا ب پ (میرے ب پ) عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا دو ت تھا، اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ب سے ب ڑی نیکی آدمی کا اپنے ب پ کے دوستوں سے نیکی کرن ہے''

ای اور روای میں ہے جو ابن دینار ہی ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روای کرتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ ب ب مکہ جاتے تو ان کے پ س ای گدھا ہوت ب ب وہ اون ٹ کی سواری سے اکتا جاتے تو اس پ سوار ہو جاتے اور ای عمامہ ہوت جسے وہ سر پ ب ن ھ ی ت، اس دوران کہ ای دن وہ اس

گدھے پ سوار تھے، آپ کے پ س سے ای دیہاتی ٗ را آپ نے اس سے پوچھا کیا تو فلاں بن فلاں کا بیٹ نہیں ہے؟ اس نے جواب دی ہاں کیوں نہیں، آپ نے اسے وہ گدھا دے دی اور فرمای: اس پ سوار ہو جا اور اسے عمامہ بھی عنائیت فرما دی اور کہا اس کے ساتھ اپنے سر کو ٗ ھ لے پس ابن عمر کے بعض ساتھیوں نے ان سے کہا اللہ تعالی آپ کو معاف فرمائے آپ نے اس دیہاتی کو وہ گدھا بھی دے دی جس پ آپ دوران سفر آرام کرتے تھے، وہ عمامہ بھی دے دی جس کے ساتھ آپ اپنے سر کو ٗ ھتے تھے۔ آپ نے فرمای میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

''کہ سے بڑی نیکی یہ ہے، کہ آدمی اپنے ب پ کے (مرنے کے بعد) اس کے دوستوں سے تعلق ب قرار رکھے اور ان سے حسن سلوک کرے''

(اور تمہیں معلوم ہو ٗ چاہیے) کہ اس کا ب پ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا دو ت تھا۔

سید ٗ ابو اسید مالک بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روای ت ہے کہ:

ای وقت ہم رسول اللہ ﷺ کے پ س بیٹھے ہوئے تھے، کہ بنی سلمہ قبیلے کا ای آدمی آپ کی ٗ مت میں حاضر ہوا اور آکر اس نے عرض کیا ی رسول اللہ ﷺ کوئی ایسی نیکی بھی ب قی ہے جو والدین کی وفات کے بعد میں ان کے ساتھ کروں؟ آپ ﷺ نے فرمای:

''ہاں، ان کے حق میں دعائے خیر کر ٗ اور ا لیے مغفرت مانگنا ان کے بعد کے (کئے گئے) عہد پورا کر ٗ اور ان کے رشتوں کو جوڑ ٗ جو انہی کی وجہ سے جوڑے جاتے ہیں اور ان کے دوستوں کی عزت کر ٗ۔''

والدین کی نافرمانی کبیرہ گناہ

سیدنا ابوبکرہ نفیع بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
کیا میں تمہیں سب سے بڑے گناہوں کی خبر نہ دوں؟ تین مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا: ہم نے
کہا کیوں نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اللہ کا شریک ٹھہرانا، ماں باپ کی نافرمانی کرنا''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ٹیک لگائے ہوئے تھے پھر بیٹھ گئے اور فرمایا: سنو! جھوٹی بات کہنا جھوٹی گواہی دینا
پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم بات دہراتے رہے یہاں تک ہم نے کہا کاش آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو جائیں۔''

والدین کا نافرمان جنت سے محروم کر دیا جائے گا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین آدمی جنت میں
داخل نہیں ہوں گے۔

والدین کا نافرمان

ہمیشہ شراب نوشی کرنے والا

اور کچھ دے کر احسان جتلانے والا

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین آدمیوں کی طرف
روز قیامت اللہ تعالیٰ رحمت نہیں فرمائیں گے۔

والدین کا ۰ فرمان

مردوں کی مشابہت کرنے والی عورت

اور دیوث

(جو اپنے گھر میں بے حیائی اور بے پ دگی کو ۔ قرار رکھے)

نیز ایسے آدمی کی کوئی عبادت قبول نہیں ہوتی نہ نفلی اور نہ فرضی ۔

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما ی : تین آدمی ایسے ہیں جن کی اللہ تعالیٰ نہ تو نفلی عبادت قبول فرماتے ہیں اور نہ ہی فرضی ۔

والدین کا ۰ فرمان

احسان جتلانے والا

اور تقد یر کو جھٹلانے والا

بلکہ ایسا ا ن اللہ کے ہاں معلون ہے ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما ی :

''اللہ نے اس پ لعنت کی ہے جس نے اپنے والدین پ لعنت کی ۔''

والد کی اطا ت اللہ کی اطا ت

حد ی ث مبارکہ میں آ ت ہے والد کی اطا ت اللہ کی اپنی اطا ت قرار دی ہے

حضرت ابو ہر ی ہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما ی :

''اللہ کی اطاعت والد کی اطاعت میں ہے اور اللہ کی نافرمانی والد کی نافرمانی میں ہے۔''

اطاعت صرف نیکی میں

یہ اطاعت صرف معروف کاموں میں ہے جیسا کہ سعد بن ابی وقاص کے والدین اسے حکم دیتے تھے کہ دین محمد ﷺ چھوڑ دے شرک کرنے لگ جا وہ نبی کریم ﷺ کے پاس مسئلہ لے کر آئے تو اللہ نے قرآن نازل کر دیا۔

''اور ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ کیساتھ نیک سلوک کرنے کا حکم دیا ہے (اے مخاطب) اگر تیرے ماں باپ تیرے درپے ہوں کہ تو میرے ساتھ کسی کو شریک بنائے جس کی حقیقت سے تجھے واقفیت نہیں تو اُن کا کہنا نہ ماننا تم (سب) کو میری طرف لوٹ کر آنا ہے پھر جو کچھ تم کرتے تھے میں تمہیں جتاؤں گا۔''

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اللہ کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت نہیں کی جائے گی (خواہ وہ والدین ہی کیوں نہ ہوں) اطاعت صرف نیکی کے کام میں ہے۔''

اور یہ بھی یاد رکھیں اگر کسی کام میں ماں اور باپ دونوں میں تنازع ہوتا ہے ماں باپ

کو کچھ کہتی ہے اور باپ کچھ کہتا ہے بیٹا پریشان نہ ہو بلکہ باپ کی بات کو ترجیح دے کیو
اللہ تعالیٰ نے باپ کو ماں پر زیادہ فوقیت دی فرمائی ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''مرد عورتوں پر حاکم ہیں۔''

یہاں پر یہ وضاحت بھی بڑی ضروری ہے کیا والد کے حکم پر اپنی بیوی کو طلاق دینا ضروری ہے؟ یہ دیکھیں اگر والد یا والدہ اپنے بیٹے کو اس بات پر مجبور کرتے ہیں کہ وہ اپنی بیوی کو طلاق دے تو اسے شرعی نقطہ سے دیکھنا اگر اس کی بیوی میں واقعی کوئی ایسی خامی ہے جو شرعاً غیر مناسب ہے تو اسے فوراً طلاق دے دینی چاہیے جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام کے کہنے پر ان کے بیٹے اسماعیل نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی تھی کیو ان کی بیوی ناشکری تھی۔

اور اسی طرح سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے کہنے پر سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی تھی کیو اس میں کوئی کوتاہی تھی جسے عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنے بیٹے کے لیے نامناسب سمجھتے تھے۔

اور اگر اس کی بیوی میں کوئی خامی کوتاہی اور شرعی خلاف ورزی نہ ہو ایسے میں ماں یا باپ کی اطاعت اس پر ضروری نہیں۔

ایک آدمی نے احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے آ کر کہا کہ میرے والد نے مجھے اپنی بیوی کو طلاق دینے کا حکم دے دیا ہے تو امام احمد رحمہ اللہ نے کہا کہ تم طلاق مت دو۔اس آدمی نے کہا کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو حکم نہیں دیا تھا کہ وہ اپنی بیوی کو طلاق دے دیں جب عمر رضی اللہ عنہ نے انھیں اس کا حکم دیا تھا تو امام احمد رحمہ اللہ نے کہا:

''کیا تیرا باپ عمر رضی اللہ عنہ کی طرح ہے۔''

ﺏ ﭖ ﺍَ ﺩﺷﻤﻦ ﺍﺳﻼﻡ ﮨﻮﺗﻮ..؟

ﺍَ ﺏ ﭖ ﺩﯾﻦ ﮐﺎ ﺩﺷﻤﻦ ﮨﻮﺗﻮ ﺻﺤﺎﺑﮧ y ﺟﯿﺴﺎ ﮐﺮﺩﺍﺭ ﺍﺩﺍ ﮐﺮ ﻧ ﭼﺎﮨﺌﮯ ﭼﻨﺪ ﺍﯾ ﻣﺜﺎﻟﯿﮟ ﺣﻈﮧ ﻓﺮﻣﺎ :

ﻣﺤﺒﺖ ﺭﺳﻮﻝ ﻣﯿﮟ ﺏ ﭖ ﻗﺘﻞ ﮐﺮﺩﯾ

ﻏﺰﻭﮦ ﺏ ﺭﻣﯿﮟ ﺣﻀﺮﺕ ﺍﺑﻮﻋﺒﯿﺪﮦ ﺑﻦ ﺏ ﺍﺡ رحمۃ اللہ علیہ ﺑﮯ ﺧﻮﻑ ﻭﺧﻄﺮ ﺩﺷﻤﻨﻮﮞ ﮐﯽ ﺻﻔﻮﮞ ﮐﺮ ﭼﯿﺮﺗﮯ ﮨﻮﺋﮯ ﺁﮔﮯ ﺑڑ ﮭﺘﮯ ﺟﺎﺭﮨﮯ ﺗﮭﮯ۔ﺁﭖ ﮐﯽ ﺣﺎ ﺕ ﮐﻮ ﺩﯾﮑﮫ ﮐﺮ ﺩﺷﻤﻦ ﮐﯽ ﺻﻔﻮﮞ ﻣﯿﮟ ﺑﮭﮕﺪﮌ ﻣﭻ ﮔﺌﯽ۔ ﺟﻮﻧﮩﯽ ﺁﭖ ﮐﺴﯽ ﺷﮩﺴﻮﺍﺭ ﮐﮯ ﺳﺎﻣﻨﮯ ﺁﺗﮯ ﻭﮦ ﮔﮭﺒﺮﺍ ﮐﺮ ﻃﺮﺡ ﺩﮮ ﺟﺎ ﺕ۔ﻟﯿﮑﻦ ﺍﻥ ﻣﯿﮟ ﺳﮯ ﺍﯾ ﺷﺨﺺ ﺍﯾﺴﺎ ﺗﮭﺎ ﺟﻮ ﺁﭖ ﮐﮯ ﺳﺎﻣﻨﮯ ﺍ ﭦ ﮐﺮ ﮐﮭﮍﺍ ﮨﻮﺟﺎ ﺕ ﺍﻭﺭﺗﻠﻮﺍﺭ ﮐﺎ ﻭﺍﺭ ﮐﺮﻧﮯ ﮐﯽ ﮐﻮﺷﺶ ﮐﺮ ﺕ۔ﻟﯿﮑﻦ ﺁﭖ ﭘﮩﻠﻮ ﺗﮩﯽ ﺍﺧﺘﯿﺎﺭ ﮐﺮﺗﮯ۔ ﻭﮦ ﺷﺨﺺ ﺁﭖ ﮐﮯ ﻣﻘﺎﺑﻠﮧ ﮐﮯ ﻟﯿﮯ ﺏ ﺭ ﺏ ﺭ ﺳﺎﻣﻨﮯ ﺁ ﺕ ﺭﮨﺎ۔ﻟﯿﮑﻦ ﺁﭖ ﻣﺴﻠﺴﻞ ﻃﺮﺡ ﺩﯾﺘﮯ ﺭﮨﮯ۔ﻟﮍﺍﺋﯽ ﮐﮯ ﺩﻭﺭﺍﻥ ﺍﯾ ﻣﺮﺣﻠﮧ ﺍﯾﺴﺎ ﺁﯾ ﮐﮧ ﺍﺱ ﺷﺨﺺ ﻧﮯ ﺁﭖ ﮐﻮ ﮔﮭﯿﺮﮮ ﻣﯿﮟ ﻟﮯ ﻟﯿﺎ۔ ﺏ ﺣﻀﺮﺕ ﺍﺑﻮﻋﺒﯿﺪﮦ ﺑﻦ ﺏ ﺍﺡ رضی اللہ عنہ ﮐﮯ ﻟﯿﮯ ﺗﻤﺎﻡ ﺭﺍﺳﺘﮯ ﺑﻨﺪ ﮨﻮﮔﺌﮯ ﺗﻮ ﺁﭖ ﻧﮯ ﻣﺠﺒﻮﺭ ﮨﻮﮐﺮ ﺍﺱ ﮐﮯ ﺳﺮ ﭘ ﺗﻠﻮﺍﺭ ﮐﺎ ﺍﯾﺴﺎ ﺯﻭﺭﺩﺍﺭ ﻭﺍﺭ ﮐﯿﺎ ﺟﺲ ﺳﮯ ﺍﺱ ﮐﯽ ﮐﮭﻮ ﭘڑ ﯼ ﮐﮯ ﺩﻭﭨﮑﮍﮮ ﮨﻮﮔﺌﮯ ﺍﻭﺭ ﺁﭖ ﮐﮯ ﻗﺪﻣﻮﮞ ﻣﯿﮟ ﮈﮬﯿﺮ ﮨﻮ ﮔﯿ۔ ﯾﮧ ﺩﯾﮑﮫ ﮐﺮ ﺩ ﺍﻧﮕﺸﺖ ﺏ ﻧ ﺍﮞ ﺭﮦ ﮔﺌﯽ ﮐﮧ ﺣﻀﺮﺕ ﺍﺑﻮﻋﺒﯿﺪﮦ ﺑﻦ ﺏ ﺍﺡ رحمۃ اللہ علیہ ﮐﮯ ﮨﺎﺗﮫ ﺳﮯ ﭨﮑﮍﮮ ﭨﮑﮍﮮ ﮨﻮﻧﮯ ﻭﺍﻻ ﯾﮧ ﺷﺨﺺ ﺍﻥ ﮐﺎ ﺍﭘﻨﺎ ﺏ ﭖ ﺗﮭﺎ۔ﺁﭖ ﮐﺎ ﯾﮧ ﮐﺎﺭ ﻧ ﻣﮧ ﺍﻟﻠﮧ ﺗﻌﺎﻟﯽٰ ﮐﻮ ﺍﺗﻨﺎ ﭘﺴﻨﺪ ﺁﯾ ﮐﮧ ﺁﭖ ﮐﯽ ﺷﺎﻥ ﻣﯿﮟ ﻗﺮ ﺁﻥ ﻧ ﺯﻝ ﮐﺮﺩﯾ۔

﴿لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُوْنَ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُوْنَ مَنْ حَآدَّ اللهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللهِ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝﴾

”ﺟﻮﻟﻮﮒ ﺍﻟﻠﮧ ﭘ ﺍﻭﺭﺭﻭﺯِ ﻗﯿﺎﻣﺖ ﭘ ﺍﯾﻤﺎﻥ ﺭ ﮐﮭﺘﮯ ﮨﯿﮟ ﺗﻢ ﺍﻥ ﮐﻮ ﺍﻟﻠﮧ ﺍﻭﺭﺍﺱ ﮐﮯ ﺭﺳﻮﻝ ﮐﮯ

دشمنوں سے دوستی کرتے ہوئے نہ دیکھو گے خواہ وہ ان کے . پ ۔ٹے یہ بھائی یہ خا ان کی ہی لوگ ہوں یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان (پتھر پ لکیر کی طرح) تحریر کر دیا ہے اور فیض غیبی سے ان کی مدد کی ہے اور وہ ان کو بہشتوں میں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں داخل کرے گا ہمیشہ ان میں رہیں گے اللہ ان سے خوش اور وہ اللہ سے خوش یہی َ وہ اللہ کا لشکر ہے (اور) سن رکھو کہ اللہ ہی کا لشکر مراد حاصل کرنے والا ہے''

اس کی سند صحیح ہے۔

اجازت ہو تو میں . پ کی َ دن کاٹ دوں

حضرت جا . بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم ای غزوہ بنو المصطلق میں تھے ای مہا . نے ای ا ری کے تھپڑ مار دی ۔ مہا . نے د مہا . وں کو مدد کے لیے پکارا، اے مہا . و! مدد کرو اور ا ری نے ا ر کو مدد کے لیے پکارا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چیخ و پکار سنی تو فرمای : یہ زمانہ جاہلیت کی طرح کسی چیخ و پکار ہے؟ لوگوں نے بتای کہ ای مہا . نے ای ا ری کے تھپڑ مار دی تھا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمای : چھوڑو! یہ بہت . او تیرہ ہے عبداللہ بن ابی نے یہ واقعہ سنا تو اس نے کہا: کیا واقعی مہا . نے ایسا کیا ہے؟ اب اَ ہم مدینہ پہنچے تو وہاں سے عزت والا ذ کو نکال دے گا (اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس کا ت کرہ کچھ یوں فرمای ہے):

﴿يَقُوْلُوْنَ لَئِنْ رَّجَعْنَآ اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ۝﴾

''کہتے ہیں کہ اَ ہم لوٹ کر مدینے پہنچے تو عزت والے ذلیل لوگوں کو وہاں سے نکال . ہر کریں گے حالا عزت اللہ کی ہے اور اس کے رسول کی اور مومنوں کی لیکن منافق نہیں جا ے''

. . حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ . ت سنی تو اجازت چاہی اور کہا: ''اے اللہ کے رسول! مجھے اجازت دیں میں اس منافق کی َ دن اڑا دوں گا۔'' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما ی: اس کو چھوڑ دو لوگ کہیں گے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے ساتھیوں کو ہی قتل کر تہ ہے۔''

ا ی دوسری روا ی تہ میں ہے:

عبداللہ بن ابی کے . یٹ عبداللہ رضی اللہ عنہ جو سچا کامل مومن تھا . . خبر ملی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ٠ مت میں حاضر ہوئے وار عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے یہ خبر ملی ہے...... ! نیز فرما ی: اے اللہ کے رسول! آپ جا ہیں سارے مدینہ میں میں واحدا ن ہوں جو اپنے . پ کا احترام . سے زی دہ کر تہ ہوں اور یہ بھی کہ میں اپنے . پ کے ر . ود . بہ کو . دا ث ی کر تہ ہوں اس قدر کہ میں نے کبھی . پ کی وں کی طرف نہیں ئی لیکن پھر بھی میری محبت اور عقیدت کا امتحان آ ی ہے تو دیکھیں۔

''رہا آپ کا معاملہ تو آپ مجھے حکم کریں میں اپنے . پ کی َ دن کاٹ کر آپ کے سامنے رکھ دوں گا۔''

اور سیرت ابن ہشام کی روا ی تہ میں ہے:

''عبداللہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پ س آئے اور عرض کیا مجھے خبر ملی ہے کہ آپ کا ارادہ میرے . پ کو قتل کرنے کا ہے (کیوں کہ انہوں نے آپ کی گستاخی کی ہے) اَ آپ کا خیال ایسا ہے تو پھر مجھے حکم دیجیے میں اپنے . پ کا سر قلم کر کے آپ کے قدموں میں

لا دوں گا اور مجھے ۔ شہ ہے کہ آپ کسی اور کو میرے . پ کے قتل کا حکم دے دیں (جس سے میری حمیت جاگ جائے گی)''

پیارے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: عبداللہ اپنے . پ کو قتل نہیں کر ۔

لیکن عقیدت اور محبت کے اس سپوت کا غصہ ٹھنڈا نہ ہوا اور قافلے کا راستہ کاٹتے ہوئے مدینہ کے . ہر اس راستے پہ جا کھڑا ہوا جہاں سے ہر ایک کا ۔ رہو تھا۔ لوگ ۔ رنے لگے . . اس کا . پ عبداللہ بن ابی منافق آیا تو اس نے تلوار کو میان سے نکال لیا اور کہنے لگا:

(( ))

''تم اس وقت تک مدینے میں داخل نہیں ہو سکتے . جب تک رسول اللہ ﷺ اجازت نہ دیں۔''

اور تم اس . ت کا اقرار کر لو کہ تم ذلت والے ہو اور رسول اللہ ﷺ عزت والے ہیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے عبداللہ اپنے . پ کو معاف کر دے اور اسے جانے دے۔

جہاد کے لیے ماں . پ کی اجازت کا حکم

معاویہ بن جاہمہ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ میرا نام ایک غزوہ میں لکھا گیا ہے میں آپ سے مشورہ کرنے آیا ہوں کہ میرے گھر میں میری ماں موجود ہے میرے علاوہ اس کی ۔ مت کا فریضہ سرانجام دینے والا بھی کوئی نہیں میں کیا کروں تو آپ ﷺ نے فرمایا:

’’تیرا کچھ نہ رہے (ہائے افسوس) اپنی ماں کے قدموں سے چمٹ جا! . ۔۔ وہیں ہے۔‘‘

ای شخص نے رسول اللہ ﷺ سے جہاد کی اجازت چاہی تو آپ نے اس سے دری فت کیا:

’’کیا تمہارے والدین ز ہ ہیں‘‘

آپ ﷺ نے فرمای :

’’ان دونوں ہی میں جہاد کرو‘‘

(یعنی ان دونوں کی ۔ مت کرو)

سید۔ ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ای آدمی یمن سے ہجرت کر کے رسول اللہ ﷺ کے پ س آی ۔آپ نے فرمای :

’’کیا یمن میں تمھارا کوئی رشتہ دار ہے؟

تو اس نے کہاہاں میرے والدین موجود ہیں تو آپ ﷺ نے فرمای :

’’پس تو واپس پلٹ جا ان دونوں ماں ۔پ سے اجازت ما ۔ ا وہ دونوں اجازت دے دیں تو ٹھیک ورنہ ان کے ساتھ نیکی اور حسن سلوک کرو۔‘‘

امام بغوی رحمہ اللہ نے شرح السنہ میں اور امام شوکانی رحمہ اللہ نے نیل الاوطار وغیرہ میں اس

مسئلہ کی وضا ت فرمائی ہے:

جہاد کے لیے والدین کی اجازت ۔ وا ۔ ہے اور ان دونوں ۔ ان میں سے ا ۔ کی اجازت کے بغیر حرام ہے کیو   ان کے ساتھ حسن سلوک کر۔ فرض عین ہے اور جہاد فرض کفایہ ہے لیکن ۔ ۔ جہاد فرض عین ہو جائے تو پھر کسی کی اجازت کی ضرورت نہیں۔

ماں اور ۔ پ کے ا۔ اجات کا ذمہ بیٹوں پہ

ا والدین بوڑھے ہیں، کمانے کے قابل نہیں تو ان کے ا۔ اجات کی ذمہ داری ان کی اولاد پہ ہے۔ ارشاد ۔ ری تعالیٰ ہے:

''د میں معروف طر   سے ان کا ساتھ دو۔''

سید۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما ۔:

''بلاشبہ ۔ سے پ کیزہ چیز وہ ہے جو ا   ن اپنی کمائی سے کھائے اور اس کی اولاد اس کی کمائی سے ہے۔''

دوسری حدیـ ث میں ہے:

''تم ان کے مالوں سے کھاؤ۔''

اس کا یہ مطلب نہیں کہ والد جس وقت چاہے اور جو چاہے اپنی اولاد کی کمائی سے لے سکتا ہے بلکہ یہ اس وقت ہے۔ ۔ ۔ پ محتاج اور ضرورت مند ہو اور بچے کے پ س وہ چیز زائ موجود ہو تو اپنی ضرورت کے مطابق ۔ پ کو ۔ ۔ کی اجازت ہے جیسا کہ حدیـ ث میں

اس کی وضا   ت موجود ہے۔آپ ﷺ نے فرما ی:

''بلا شبہ تمھاری اولاد تمھارے پ س اللہ کا عطیہ ہے پس وہ اوران کے مال تمھارے لیے ہیں جبکہ تم اس کے محتاج ہو۔''

بوڑھا ہو َ ی ہوں میں تھوڑا وقت دے دی کر
بیٹھ کر دو چار ہی سہی پ مجھ سے . تیں کیا کر
تو ہی میری لاٹھی ہے تو ہی میری ہے روشنی
کچھ پل کے لیے ساتھ میرے راستہ طے کیا کر
مرجاؤں گا ای   دن   جاؤں گا چھوڑ کر تجھے
جو بچی ہے ز گی صا   . مجھے کچھ میرے لیے بھی رکھا کر

سید جا. بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ای   جوان نبی کریم ﷺ کی   مت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا۔

''اے اللہ کے رسول! میرا . پ میرے مال پ قبضہ جما چاہتا ہے۔''

رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرما ی:

''اپنے . پ کو میرے پ س بلا کر آ ؤ۔''

وہ جوان . پ کے پ س َ ی اور کہا: رسول اللہ ﷺ نے آپ کو اپنے در . ر میں حاضر ہونے کا حکم فرما یہ ہے اس لیے آپ چلیں۔

. پ آ۔ تو نبی کریم ﷺ نے اس سے فرما۔:

''تمھارے ۔ ڑے نے شکا۔ ۔ کی ہے کہ تم اس کے مال پ قبضہ کر۔ چاہتے ہو۔''

. پ گو۔ ہوا: اے اللہ کے نبی! ذرا میرے ۔ ڑے سے پوچھیں کہ آ۔ میں نے اپنے اور بچوں کے ا۔ اجات کے لیے اس کا مال لیا ہے ۔ اس کے رشتہ داروں کے ا۔ اجات کے لیے لیا ہے۔

اسی دوران جبریل علیہ السلام نبی کریم ﷺ کی ۔ مت میں حاضر ہوئے اور بتلا۔:

''اے اللہ کے رسول! اس . رگ نے دل ہی دل میں چند اشعار کہے ہیں جن کی رسائی اس کے کانوں ۔ نہیں ہوئی ہے۔''

رسول اکرم ﷺ نے . رگ سے در۔ فت فرما۔:

''کیا تم نے اپنے دل میں کچھ اشعار کہے ہیں۔''

. رگ نے اس کی تصدیق کی اور عرض کیا:

''اللہ تعالیٰ آپ کے . رے میں ہماری بصیرت اور یقین میں . ا. اضافہ کرت رہتا ہے۔''

چنانچہ اس کے بعد . رگ نے اپنے دل میں کہے ہوئے سات اشعار سنائے ان اشعار کا مختصر مفہوم درج ذیل ہے:

''یہ پیدا ہوا تھا تو میں نے اس کی دیکھ بھال میں . ڑی مشقتیں . دا۔ ۔ کی تھیں۔

اسے بخار ہو جاتا تو میری نیند حرام ہو جاتی۔ میں رات بھر جاگتا رہتا۔ میرا دل بیٹے کی تکلیف کو دیکھ کر خوفزدہ ہو جاتا اور میں گھبرا اٹھتا، حالانکہ میرے دل کو یہ بھی معلوم تھا کہ موت کسی نہ کسی دن آنی ہی ہے۔ یہ رشتہ ہی ایسا ہوتا ہے کہ مرتے دم تک بیٹے کو تحفظ فراہم کرنا باپ اپنا فرض سمجھتا ہے لیکن آج مجھے اپنے اس بیٹے کے روا سلوک سے ایسا لگ رہا ہے جیسے میں اس کا باپ نہیں بلکہ غیر ہوں۔ بیٹا! جب تم نے جوانی کی دہلیز پر قدم رکھا تو میں تمہارے بارے میں حسین خواب دیکھنے لگا کہ میرا بیٹا جوان ہو کر کمائے گا۔ میرا ہاتھ بٹائے گا۔ سبحان اللہ تم نے مجھے کیا خوب بدلہ دیا کہ میرے بارے میں تمہارا انداز ہی بدل گیا۔ تمہارا رویہ سخت ہو گیا۔ تم مجھ سے معمولی سا تعاون کر کے میرے بہت بڑے محسن بن بیٹھے۔ اب میں تمہارے احسان تلے دبا ہوا ہوں۔ کاش تم حقوق والدین سے بخوبی واقف ہوتے تو کہ تم میرے ساتھ غیر جیسا معاملہ نہ کرتے۔''

یہ واقعہ بیان کرنے والے صحابی سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ اشعار سنے تو رو پڑے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوجوان لڑکے کے بیٹے کا گریبان پکڑا اور فرمایا:

چلے جاؤ تم اور تمہارا مال سب تمہارے باپ کا ہے۔

اس واقعے باپ کے حقوق کا پتہ چلتا ہے کہ ایک بیٹے پر باپ کا کتنا حق ہے؟ اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ خواہ باپ بیٹے کا پورا مال خرچ کر ڈالے بیٹے کو اس پر باپ سے ناراض نہیں ہونا چاہیے کہ باپ ہی کے وجود سے تو بیٹے کا وجود ہے، اسی لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ حدیث میں بیٹے کو ملامت کرتے ہوئے فرمایا کہ جاؤ تمہارا ہی نہیں بلکہ تمہارے تمام مال کا مالک بھی تمہارا باپ ہی ہے۔

آ ی نصیحت

میری انگلی پکڑ کے چلتے تھے

اب مجھے راستہ دکھاتے ہیں

اب مجھے کس طرح سے جینا ہے

میرے بچے مجھے سکھاتے ہیں

ب پ ای مقدس محافظ ہے جو ساری ز گی خون پسینے کی کمائی سے گھر ت ہے اور خا ان کی نگرانی کرت ہے اس کے سامنے او نہ بولو ورنہ اللہ تمھیں نیچا کر دے گا اور تمھاری کسی ب ت سے آ نہَ یں ورنہ اللہ تمھیں لوگوں کی وں میں اور ب سےَ ادے گا۔

۲۶ جون

یوم ا   ادمنشیات

ارشاد . ری تعالیٰ ہے:

’’شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعے تمھارے درمیان دشمنی اور بغض ڈال دے اور تمھیں اللہ کے ذکر اور   ز سے روک دے تو کیا تم . ز آنے والے ہو۔‘‘

تمہیدی کلمات

۲۶ جون عالمی طور پ ا   ادمنشیات منا یا جا ہے لیکن حیرت کی . ت ی ہے کہ تو آور اشیاء کی پیداوار ختم تو کیا کم بھی نہیں ہو سکی۔ پ نچ صد سے زا ئ ایسی اشیاء ہیں جو بطور استعمال کی جاتی ہیں۔ اور بہت سی چیزیں ایسی ہیں جنھیں حکومتی سر پ ستی حاصل ہے۔ صرف پ کستان میں   کرنے والوں کی تعداد لاکھوں میں ہے۔ . ڑے . ڑے سائن بورڈوں پ یہ عبارت تو لکھی دیکھنے کو ملتی ہے ’’   میں وہ کہیں تنہا نہ رہ جائے۔‘‘ لیکن

شہروں کے بہت سے مقامات ایسے ہیں جہاں د وما فیہا سے بے خبر بہت سے افراد میں دھت اپنی مستی میں آتے ہیں۔

آ ور اشیاء کو اسلام نے حرام قرار د یہ ہے اس لیے کہ اخلاقی اور صحت بگاڑ کرنے سے ہوت ہے اور قوم کا بہت سا سرمایہ شیطان کی راہ میں . . د ہو جات ہے۔ شراب ام الخبائث ہے تمام ت ہوں کی بنیاد ہے۔ عرب معاشرہ میں اس قدر رچ بس چکی تھی کہ اسے خیر باد کہنا مشکل امر ہو چکا تھا۔ اسلام میں مرحلہ وار اس قبیح عادت سے بچانے کے لیے احکامات نازل ہوئے۔

شراب ام الخبائث ہے:

سید عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''خمر یعنی شراب تمام خباثتوں کی بنیاد ہے جس نے شراب پی اس کی چالیس دن ت اللہ تعالیٰ ز قبول نہیں فرمائے گا۔ اگر شراب پیٹ میں موجود ہونے کی حالت میں فوت ہوا تو وہ شخص جہالت کی موت مرا۔''

سید عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو خطبہ دیا۔ فرمانے لگے: اے لوگو!

''تم ام الخبائث سے بچے رہو۔''

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم سے قبل ای عبادت گزار تھا جو خلوت نشین تھا ای . کارہ عورت اس کے پیچھے پڑ گئی، اس نے اپنا خادم بھیج کر عابد کو اپنے گھر بلا لیا۔ عورت نے دروازے بند کر لیے اور کہنے لگی کہ اس لڑکے کو قتل کرو یا میرے ساتھ . کاری کا ارتکاب کرو

یہ پھر شراب کا یہ جام پی لو۔اَ ان میں سے کوئی چیز اختیار نہ کرو گے میں شوروغوغا کر کے تمھیں رسوا کروں گی۔اس عا۔ نے۔ ۔ رہائی کی کوئی صورت نہ دیکھی تو کہنے لگا:

''مجھے شراب کا جام پلا دے۔''

اس نے ای جام پلا یہ تو کہنے لگا ای اور، ای اور۔ لآ اس عا۔ نے میں دھت ہو کر عورت سے ۔ کاری کی اور لڑکے کو بھی قتل کر دیہ۔

حضرت عثمان فرمانے لگے:

تم آور چیزوں سے پ ہیز کرو۔''

ام الخبائث ہونے کی وجہ سے اسلام نے اس کو حرام قرار دیہ ہے۔

ہر آور چیز خمر ہے:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خطبہ دی اور فرمایہ:

''۔ ۔ شراب کی حرمت ۔ زل ہوئی تو اس وقت پ نچ چیزوں سے ۔تی تھی، انگور، کھجور، شہد، گندم اور جو سے پھر فرمایہ:

ہر وہ چیز خمر ہے جو عقل پ پ دہ ڈالے۔''

لٰہذا جو چیز بھی کا ۔ ۔ بنے وہ حرام ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایہ:

''ہر   آور چیز خمر ہے اور ہر   آور چیز حرام ہے۔''

شراب کی حرمت مرحلہ وار:

سید٠ ابومیسرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں . . شراب کی حرمت کے احکام ٠ زل ہونے لگے تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اللہ کے حضور دعا کی:

''اے اللہ! شراب کے متعلق ہمارے لیے واضح حکم   فرما۔''

تو سورۃ البقرۃ کی آیـ ـ ٠ زل ہوئی۔

''وہ آپ سے شراب اور جوا کے . رے میں سوال کرتے ہیں تو آپ فرمادیں کہ ان میں بہت . ڑا ٠ ہ ہے۔'' (البقرۃ:۲۱۹)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بلوا کر یہ آیـ ـ پڑھی گئی تو آپ نے پھر دعا کی:

''اے اللہ! شراب کے متعلق ہمارے لیے واضح حکم   فرما۔''

تو پھر سورۃ النساء کی آیـ ـ ٠ زل ہوئی:

''اے ایمان والو! تم   کی حا ـ ـ میں   ز کے قریـ . نہ جاؤ۔''

. .   ز کھڑی ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منادی اعلان کرتـ کہ   کی حا ـ ـ میں کوئی شخص   ز کے قریـ . نہ آئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بلا کر یہ آیـ ـ ان کے سامنے تلاوت کی گئی تو پھر انھوں نے دعا کی:

''اے اللہ! شراب کے متعلق ہمارے لیے واضح حکم   فرما۔''

اس کے بعد سورۃ المائ ہ کی آیت ۰ زل ہوئی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بلا کر وہ آیت پڑھی گئی . . آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس مقام پر پہنچے ﴿فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ﴾ (المائ ۃ:۹۱)

''کیا تم ب. زآنے والے ہو۔''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے:

''ہم ب. زآ گئے ہم ب. زآ گئے۔''

بعض روایت میں شفاء کی بجائے شافیا کے الفاظ بھی آئے ہیں۔

شراب کی حرمت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عمل:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں اس وقت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے گھر لوگوں کو شراب پلا رہا تھا ان دنوں شراب کچی کھجوروں سے بنائی جاتی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منادی نے اعلان کیا:

''خبردار! بے شک شراب حرام ہو چکی ہے۔''

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مجھے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا:

''جاؤ اسے (شراب کو) بہادو، میں ب. ہر نکلا اور شراب کو بہادی۔''

شراب مدینہ کی گلیوں میں بہنے لگی۔ کچھ لوگ کہنے لگے وہ لوگ تو مارے گئے جن کے پیٹوں میں موجود ہے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت ۰ زل فرمادی۔

''ان لوگوں پہ جو ایمان لائے اور انھوں نے نیک اعمال کیے کوئی گ ہ نہیں ہے جو وہ کھا چکے ہیں۔''

شراب کی کثیر و قلیل مقدار کی حرمت:

بعض لوگ غلط فہمی کا شکار ہیں اور کہتے ہیں کہ جس مقدار سے ہو وہ حرام ہے اس سے کم حرام نہیں یعنی اگ کسی کو تین بوتل پینے سے ہوتا ہے تو وہ دو پی لے تیسری نہ پیے۔ حقیقت یہ ہے کہ ایسے لوگ حرام کو حلال کرنے کے حیلے ڈھونڈتے ہیں۔اس کے سوا کچھ نہیں صادق و مصدوق، ناطق وحی محمد رسول اللہ ﷺ کی زبان اطہر سے نکلنے والے مبارک کلمات پہ غور فرما ۔

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جس چیز کی زیادہ مقدار پیدا کرے تو اس کی تھوڑی مقدار بھی حرام ہے۔''

دوسری روایت میں الفاظ کچھ اس طرح ہیں ہادی برحق محمد رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

''میں تمھیں اس کی تھوڑی مقدار سے بھی کرتا ہوں جس کی زیادہ مقدار پیدا کرتی ہے۔''

بیئر کا استعمال حرام ہے:

بعض لوگ بیئر کا استعمال بے حجابی سے کرتے ہیں اور کہتے یہ ہیں کہ اس میں نہیں

ہے ان کی بات حقیقت کے بالکل برعکس ہے۔ ہاں یہ بات ضرور ہے کہ اس میں کم مقدار میں ہوتا ہے۔ بیئر کا طبی تجزیہ بھی اس بات کی توثیق کرتا ہے کہ اس میں ہوتا ہے لہٰذا اسے استعمال کرنا بالکل حرام ہے۔

شراب کے نام بدل کر استعمال کرنا:

بعض لوگ آور چیزوں کا نام تبدیل کر دیتے ہیں اور انھیں بطور استعمال کرتے ہیں۔ نام بدل دینے سے کسی چیز کی حرمت حلت میں تبدیل نہیں ہوسکتی ایسے لوگوں کے بارے میں تاجدار ختم نبوت حضرت محمد رسول اللہ ﷺ چودہ صدیاں پہلے خبر دے دی تھی کہ کچھ لوگ ایسا کریں گے۔

ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

''میری امت کے کچھ لوگ شراب پئیں گے اور اس کا نام تبدیل کر دیں گے۔''

ایسے لوگوں کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے بڑی سخت وعید بیان فرمائی ہے:

''میری امت کے کچھ لوگ شراب کا نام بدل کر پئیں گے اور ان کے سروں پر گاجے باجے اور گانے والی عورتیں ہوں گی اللہ تعالیٰ انھیں زمین میں دھنسا دے گا اور ان میں کچھ کو بندر اور خنزیر بنا دے گا۔''

شراب باعث گمراہی ہے:

شراب کی حرمت کی بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ اس سے گمراہی جنم لیتی ہے۔معراج کی رات نبی کریم ﷺ کو تین پیالے پیش کیے گئے:

”ایک پیالے میں دودھ،ایک میں شہد اور ایک میں شراب تھی۔“

نبی ﷺ فرماتے ہیں:

”میں نے وہ پیالہ پکڑا جس میں دودھ تھا مجھے کہا گیا آپ نے اور آپ کی امت نے فطرت کو پا لیا۔“

دوسری روایت میں ہے:

”اگر آپ شراب پکڑ لیتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی۔“

دس ملعون:

جو شخص شراب پیتا ہے اللہ کی رحمت سے محروم ہو جاتا ہے اور لعنت کا حقدار بن جاتا ہے۔سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”اللہ تعالیٰ نے شراب پر، اس کے پینے والے اور پلانے والے پر، نچوڑنے والے اور تیار کروانے والے پر، اس کے بیچنے والے پر، اس کے اٹھانے

والے اور جس کی طرف اٹھا کر لے جائی جائے اور اس کی قیمت کھانے والے پ
لعنت کی ہے۔

شراب کے رسیا کی چالیس دن۔ زقبول نہیں:

ای سلیم الفطرت اور صا عقل و شعور کے لیے ای بہت بڑی وعید ہے کہ اس کی
چالیس دن۔ زقبول نہیں ہوتی ہے۔

''جو شخص شراب پیتا ہے اس کی چالیس دن۔ زقبول نہیں ہوتی اَ وہ توبہ
کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کرتا ہے، اَ دوبارہ پی لے پھر اس کی چالیس
دن۔ زقبول نہیں ہوتی پھر اَ توبہ کرے تو اللہ اس کی توبہ قبول فرماتا ہے پھر
اَ پی لے تو پھر اس کی چالیس دن زقبول نہیں اَ توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی
توبہ قبول فرماتا ہے، اَ چوتھی بار بھی پی لے تو اللہ تعالیٰ اس کی چالیس دن۔
زقبول نہیں کرتا ہے:

''اَ توبہ کرے تو اللہ اس کی توبہ قبول نہیں کرتا اور اس کو نہر خبال (ل کی پیپ
اور کچ لہو جس میں بہتا ہے) سے پلائے گا۔''

شرابی کی. ـ کے پجاری کی سی مثال:

اہل فکرودانش کے سمجھنے کے لیے. ڑی وعید ہے اَ وہ غور کریں کہ شراب پ ٖ والے کی مثال. ـ پ ـ کے ساتھ دی جا رہی ہے رحمت جہا ٰن محمد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرما ٖ:

”جو شراب کا رسیا ہے اَ اسی حا ـ میں مرجا ـ ہے اللہ سے وہ اس حال میں ملے گا جیسے. ـ پ ـ ہو ـ ہے۔“

شرابی پ. ٔ ـ حرام ہے:

یہ. نصیبی اور. بختی کی انتہا ہے کہ ا ن. ٔ ـ سے محروم کر د ٖ جائے حالا ا ٖ مومن و مسلمان کا مطمع ہی یہ ہو ـ ہے کہ اللہ راضی ہو جائے اور. ٔ ـ کا داخلہ نصیب ہو جائے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرما ٖ:

”تین قسم کے لوگوں پ اللہ تعالیٰ نے یقیناً. ٔ ـ کو حرام کر د ٖ ہے عادی شرابی، والدین کا ٰ فرمان اور دیوث جو اپنے گھر میں خبیث امور قائم ر ـ ہے۔“

تمباکو نوشی کی حرمت:

تمباکو نوشی ہمارے ہاں بطور فیشن کی جاتی ہے حالا اَ بنظر غا ٔ دیکھا جائے تو اس میں بہت سے مفاسد اور ٰ ابیاں ہیں۔ کچھ لوگ یہ کہہ دیتے ہیں کہ اس میں نہیں اَ چہ ان کی یہ. ت قابل التفات نہیں ہے ـ ہم اَ تسلیم کر بھی لیا جائے ـ. بھی اس میں ایسے مفاسد ہیں جن کی وجہ سے اس کا ارتکاب حرام ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں:

’’اورفضول خرچی نہ کرو بے شک فضول خرچ شیطان کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے رب کا ناشکرا ہے۔‘‘

سرتاج رسول محمد رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

’’کچھ لوگ اللہ کے دیے ہوئے مال میں ناحق تصرف کرتے ہیں تو ان کے لیے قیامت کے دن آگ ہے۔‘‘

اس اعتبار سے بھی یہ حرام ہے کہ یہ ایک خبیث شے ہے نبی کریم ﷺ کے فرائض منصبی میں سے ایک بات یہ بھی ہے۔

’’آپ ان کے لیے طیبات کوحلال کرتے ہیں اور خبائث کو حرام کرتے ہیں۔‘‘ ا)

اس اعتبار سے بھی یہ خبیث ہے کہ اس کی وجہ سے منہ سے بدبو آتی ہے جس سے دوسرے افراد اذیت محسوس کرتے ہیں اس کی بو پیاز اور لہسن سے بڑھ کر بری ہوتی ہے، پیاز اور لہسن کھانے کے بعد مسجد میں آنے سے سرورکونین محمد رسول اللہ ﷺ نے منع فرمادیا ہے۔

’’جو شخص پیاز یا لہسن کھائے تو وہ ہم سے دور رہے ۔ (راوی کہتا ہے) آپ نے فرمایا: وہ ہماری مسجد سے دور رہے اور اپنے گھر میں بیٹھا رہے۔‘‘

طبی تجزیہ

تمباکو کے متعلق طبی تجزیہ کرنے کے بعد ماہرین نے یہ بات بیان کی ہے کہ تمباکو میں نیکوٹین اور ٹ ردو مادے پ ئے جاتے ہیں جو کہ صحت کے لیے انتہائی مضر ہیں۔ اور خصوصاً ٹ روہ مادہ ہے جو پھیپھڑوں کے کینسر کا . . بنتا ہے۔ وزارت صحت کی طرف سے سگریٹ کی ڈبیہ پ واضح لکھا ی ہوتا ہے خبردار تمباکو نوشی پھیپھڑوں کی بیماریوں اور منہ کے کینسر کا . . ہے۔ جو شخص تمباکو نوشی کا عادی ہے وہ اپنے آپ کو ہلا ت کے ٹ ھے کی طرف دھکیلتا ہے حالا اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں:

’’اپنے آپ کو خود قتل قتل نہ کرو۔‘‘

اور دوسری جگہ فرمای:

’’اپنے ہاتھوں اپنے آپ کو ہلا ت میں نہ ڈالو۔‘‘

تمباکو نوشی صحت کے لیے ہر لحاظ سے مضر ہے رنگت پیلی پ ٹ جاتی ہے ا ب کمزور ہو جاتے ہیں، ا ن ا ی دا مریض بن جات ہے اور بسا اوقات موت و حیات کی کشمکش میں کئی سالوں ت تکلیف . دا ش ت کرن پ ٹ تی ہے۔ ان مصائ . اور امراض کو دعوت دینے سے بہتر ہے کہ تمباکو نوشی سے ہی کنارہ کشی اختیار کر لی جائے۔

جولائی ۸۱۰ء

ولادتِ امام بخاری رحمہ اللہ الباری

ارشاد ب ری تعالیٰ ہے:

’’جو لوگ تم میں سے ایمان لائے ہیں اور جن کو علم کیا گ ی ہے اللہ ان کے درجے بلند کرے گا اور اللہ تمہارے ب کاموں سے واقف ہے۔‘‘

تمہیدی کلمات

امام بخاری رحمہ اللہ الباری کی ولادت ب سعادت جولائی ۸۱۰ ء بق ۱۹۴ھ ماہ شوال میں ہوئی اور ستمبر ۸۷۰ء بق ۲۵۶ھ عید الفطر کی رات ۶۲ سال کی عمر پ کر اس دار فانی کو چھوڑ گئے۔ آج ہم اس کی مات جلیلہ کو اج تحسین پیش کریں گے۔

وہ تعریف کے قابل کیوں؟

امام بخاری رحمہ اللہ تعریف کے قابل کیوں......؟ آج کا یہ اہم سوال ہے......! وہ تعریف کے قابل اس لیے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے مات حدی ث کا اہم کام لیا ہے کہ ان کے ہاتھوں سے پیغمبر اسلام کی سات ہزار سے زا ئ احادی ث کے صحیح مجموعہ کو جمع کروا

کر رہتی د ت اسے مقبولیت فرمائی اور امام بخاری ہی کی ز گی میں نوے ہزار لوگوں نے اسے خود امام بخاری رحمہ اللہ سے پڑھا یہ سلسلہ ت ہنوز جاری ہے اور ان شاء اللہ قیامت ت جاری رہے گا۔

صحیح بخاری لکھنے کی ضرورت کیا تھی؟

دور فتن کے بعد بہت سے لوگوں نے احادیث رسول کو من مانی سے بنا اور لکھنا شروع کر دی۔ لوگ صحیح غلط کی تمیز بھول گئے ہر شخص بات کر کے اسے رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کر دیتا اور اس بات پر اسے کچھ شرمندگی بھی نہ ہوتی اب ضرورت تھی کہ اسے لوگوں کی باتوں اور رسول اللہ ﷺ کی بات میں فرق کیا جا اور اللہ تعالیٰ نے یہ کام امام بخاری رحمہ اللہ سے لیا۔

امام بخاری رحمہ اللہ خود فرماتے ہیں کہ ہم لوگ امام اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ کی مت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ امام اسحاق رحمہ اللہ نے فرمای:

"کاش تم لوگ نبی کریم ﷺ کی صحیح احادیث کا ای مختصر مجموعہ تیار کر دو۔"

بس یہی بات میرے دل میں ا گئی اور میں نے کی ت لیف شروع کر دی۔

امام بخاری رحمہ اللہ کا خواب

محمد بن سلیمان بن فارس رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے ای دفعہ امام بخاری سے ان کا یہ واقعہ سنا انھوں نے بتای۔

میں نے خواب میں دیکھا کہ میں نبی کریم ﷺ کے حضور پنکھا لیے کھڑا ہوں اور پنکھا جھل جھل کر آپ کے چہرہ انور سے مکھیاں ہٹا رہا ہوں خوابوں کی تعبیر بتانے والے ای

شخص سے میں نے خواب کی تعبیر پوچھی تو اس نے بتایا کہ تم نبی کریم ﷺ سے منسوب جھوٹی روایت کا قلع قمع کردو گے اس خواب نے مجھے الجامع الصحیح کی تصنیف و تدوین کے لیے سرگرم عمل کردیا۔

اور اسی کے نتیجے میں امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح بخاری کی تالیف دے کر امت مسلمہ پر بہت بڑا احسان کردیا۔

صحیح بخاری کی تالیف و تدوین اور اہتمام امام بخاری

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

''میں نے الجامع الصحیح چھ لاکھ احادیث کی چھان بین کے بعد صحیح احادیث منتخب کر کے سولہ سال میں مکمل کی ہے اور میں اس کتاب کو اپنے اور اللہ کے درمیان ایک حجت یعنی ذریعہ نجات سمجھتا ہوں۔''

نیز علامہ فربری جو امام بخاری کے خاص شاگرد ہیں فرمات ہیں کہ میں نے یہ بات امام بخاری سے سنی وہ فرمارہے تھے:

''میں نے جامع صحیح میں احادیث لکھنے سے پہلے غسل کیا پھر دو رکعت پڑھے اس کے بعد احادیث درج کرتا تھا۔''

مزید روایت میں آتا ہے کہ امام بخاری نے صحیح بخاری کے ابواب اور عنوانات روضہ

من ریض الجنۃ میں بیٹھ کر تـ ۔ دیے تھے۔

امام بخاری رحمہ اللہ کا ای دوسرا قول یہ ہے کہ میں نے یہ کتاب صحیح بخاری مسجد حرام میں بیٹھ کر مرتـ ۔ کی ہے اور ہر ہر حدیـ ـث لکھنے سے پہلے استخارہ کیا دو رکعت زادا کی پھر ۔ ۔ مجھے حدیـ ـث کے متن اور اس کی سند کی صحت کا یقین ہو جاتـ ۔ میں اسے کتاب میں درج کرتـ تھا۔

امام بخاری کون تھے؟

ازبکستان کے شہر بخاری کے رہنے والے اسماعیل بن ا۔ اہیم کے فرز ارجمند امیر المؤمنین فی الحدیـ ـث ۱۳ شوال ۱۹۴ھ میں جمعہ کے روز پیدا ہوئے اور فارسی النسل ہو کر حدیـ ـث رسول کے مصداق بنے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

''اَ دین اسلام ـث یـ ستارے (جتنی دوری اور بلندی) پـ ہوگا تـ ۔ بھی فارس کا ایـ آدمی یـ فرمایـ: ایـ فارسی النسل اسے ضرور حاصل کرے گا۔''

محدثین کا اس ۔ ت پـ اتفاق ہے کہ وہ فارسی النسل صرف ایـ ہی شخص ایـ میدان منصۂ شہود پـ آیـ اور وہ امام بخاری ہیں۔

امام بخاری رحمہ اللہ کے والدَ امی

آپ کے والدَ امی کا اسم مبارک اسماعیل بن ا۔ اہیم بن مغیرہ بن ۔ دزبہ جعفی ،

چو امام بخاری کے پ دادا مغیرہ بخارا کے حکمران یمان جعفی کے ہاتھ اسلام لائے تھے اسی لیے ولاء کی نسبت کی وجہ سے امام صا . کے خا ان کے ساتھ جعفی کی نسبت لگائی جاتی ہے۔

آپ کے والد محترم نے امام مالک رحمہ اللہ اور امام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ سے قات اور سماع کیا تھا۔

احمد بن حفص رحمہ اللہ (۱۵۰ھ۔۲۱۷ھ) کہتے ہیں میں نے امام بخاری کے والد محترم کو بوقت وفات یہ کہتے ہوئے سنا تو مجھے .ڑی خفت محسوس ہوئی کہ میں یہ دعوی نہیں کرسکتا یعنی وہ کہہ رہے تھے:

''میرے مال میں حرام تو دور کی . ت ہے حرام کا شا نہیں ہے۔''

امام بخاری رحمہ اللہ نے . . یہ سنا تو فرما :
''آدمی عمر بھر کی نسبت موت کے وقت ز دہ سچا ہو ہے۔''

امام بخاری رحمہ اللہ کے والد محترم خوابوں کی تعبیر کی اچھی خاصی سمجھ بوجھ ر تھے۔ احمد بن حفص کہتے ہیں کہ میں نے ا خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ قمیص پہنے ہوئے ہیں اور آپ کے پ س ا عورت بیٹھی رو رہی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت سے فرما : مت رو. . میں فوت ہو جاؤں تو رو ۔
احمد بن حفص رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں اس خواب کی تعبیر بتانے والا کوئی نہ تو میں امام بخاری رحمہ اللہ کے والد محترم کے پ س آ انھیں یہ ساری خواب سنائی تو انھوں نے اس کی صحیح

تعبیر بیان کی فرمانے لگے۔

''نبی ﷺ کا دین اور ۔ ۔ حال زندہ اور قائم ہیں۔''

امام بخاری رحمہ اللہ کی والدہ محترمہ

آپ کی والدہ نیک اور انتہائی عبادت گزار خاتون تھیں بچپن میں آپ کی بینائی چلی گئی تو ماں کی ممتا تڑپ اٹھی، رات مصلے پر رب کے حضور سجدہ ریز ہو گئی اور کہنے لگی اے اللہ! آج ایک ماں اپنے بیٹے کی بینائی مانگنے کے لیے تیرے در پر آ کھڑی ہے خالی ہاتھ لوٹانا تیری شان کریمی نہیں ہے۔ سجدہ میں اونگھ آ گئی خواب میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام آ گئے اور کہا اماں سر سجدے سے اٹھا لیجیے اللہ نے آپ کے بیٹے کو بینائی لوٹا دی ہے۔

رب کریم سنتا ہے ہر ماں کی بات کو
خالق ہی جانتا ہے بس اس کی صفات کو
اس کا جواب آتا ہے عرش بریں سے پھر
ماں جب پکارتی ہے کبھی پاک ذات کو

پھر اللہ تعالیٰ امام بخاری رحمہ اللہ کی آنکھوں کی بینائی اس قدر تیز کر دی تھی۔ کہ وہ چاند کی رات میں بیٹھ کر لکھا کرتے تھے ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنی کتاب تاریخ کبیر چاند کی چاندنی میں بیٹھ کر لکھی ہے۔

اور اسی کتاب کے متعلق حافظ ابن عقدہ رحمہ اللہ نے فرمایا:

”اَ کوئی شخص ۳۰ ہزار احادیـ ث بھی لکھ لے ت ب بھی وہ امام بخاری کی تصنیف التاریخ الکبیر سے بے ز نہیں ہوسکتا۔“

امام بخاری رحمہ اللہ خود فرماتے ہیں کہ امام اسحاق بن راہویہ میری کتاب ت ریخ کبیر کو عبداللہ بن طاہر کے پ س لے گئے اور ان سے کہا

”کیا میں آپ کو ای طلسم جادو نہ دکھاؤں۔“

انھوں نے اس کتاب کو دیکھا اور ب ڑے تعجب کا اظہار کیا اور پھر فرمانے لگے: میں تو ان کی اس تصنیف کو نہیں سمجھ سکا۔

امام بخاری رحمہ اللہ کا بچپن

امام بخاری رحمہ اللہ نہای ت پ کیزہ اور علمی و دینی ماحول میں پ وان پ ڑھے، بچپن میں والد محترم ک ر گئے تو بھائی احمد اور والدہ محترمہ نے پ ورش کی۔

آپ کو اللہ تعالیٰ نے بے پناہ قوت حافظہ فرمای تھا۔ دس سال کی عمر میں ابتدائی تعلیم حاصل کر کے امام داخلی کے پ س بخارا میں درس حدی ث پ ڑھنے کے لیے بیٹھ گئے تھے۔

محمد بن ابی حاتم جو امام بخاری کے کات ب تھے کہتے ہیں میں نے ای دن سوال کیا کہ آپ نے حفظ حدی ث کا آغاز ب کیا؟ تو فرمانے لگے:

”حفظ حدی ث کا ملکہ مجھے اسی وقت ودیعت کر دی ی تھا ب میں ب لکل ابتدائی تعلیم حاصل کر رہا تھا۔“

میں نے پوچھا اس وقت آپ کی عمر کتنی ہوگی؟ تو آپ نے فرمایا: دس برس یا اس سے کم۔

امام بخاری رحمہ اللہ کا قوت حافظہ

امام بخاری رحمہ اللہ بہت قوی حافظہ کے مالک تھے آپ کو یہ قوت اور ملکہ بچپن ہی سے عطا کر دیا گیا تھا۔ ابوبکر الکلوزانی کا بیان ہے کہ امام بخاری جیسا ذہین شخص کبھی نہیں دیکھا، آپ جو کتاب ہاتھ میں لیتے ایک ہی نظر میں اس کی تمام احادیث یاد کر لیتے۔

حاشد بن اسماعیل کہتے ہیں کہ امام ابوعبداللہ بخاری رحمہ اللہ ہمارے ساتھ بصرہ کے مشائخ کے پاس پڑھنے جاتے تھے آپ ابھی کم سن تھے لکھتے بھی نہ تھے اسی طرح کئی دن گزر گئے ہم انھیں کہا کرتے تھے کہ آپ ہمارے ساتھ پڑھنے تو جاتے ہیں لیکن لکھتے کچھ نہیں اس طرح سبق کیسے یاد کرتے ہو؟ اس کا جواب سولہ دن بعد دیا۔ آپ نے فرمایا: آپ لوگ مجھ پر اعتراض کرتے ہو نہ لکھنے کا تو دکھاؤ تم نے اتنے دن کیا لکھا ہے، کہتے ہیں ہم نے اپنی لکھی ہوئی احادیث پیش کر دیں تو امام بخاری رحمہ اللہ نے ہمیں پندرہ ہزار سے زائد احادیث زبانی سنا دیں۔ ہم نے آپ کی یادداشت کے مطابق اپنی کتابوں میں تصحیح کر لی۔ پھر ہم سمجھ گئے کہ ہم علم حدیث میں ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔

گیارہ برس کی عمر میں آپ امام داخلی کی مجلس میں گئے انھوں نے حدیث کی سند بیان کی۔ آپ نے فرمایا: یہ درست نہیں، امام داخلی بچہ کی بات پر حیران ہوئے اور کہنے لگے درست کیا ہے۔ آپ نے فرمایا:

تو انھوں نے اپنی کتاب میں امام بخاری ہی سے قلم لے کر تصحیح فرمالی۔

بغداد میں آپ کا امتحان علماء نے لیا، ایک سو احادیث دس آدمیوں کو خلط ملط کر کے دے دیں۔ آپ نے ہر ایک کی خلط ملط احادیث دس دس سنی اور کہا: لا اعرفہ۔ میں نہیں جانتا۔ جب سب نے سنا دیں تو آپ نے دس کے دس آدمیوں کی پہلے خلط ملط روایت اور پھر ان کی صحیح سنا کر پوری بغداد کی علمی شخصیت کو حیران کر دیا۔ آپ کی قابلیت کے معترف ہو گئے۔

سمرقند میں بھی ایک دفعہ چار سو محدثین نے آپ کے امتحان کے لیے بہت سی روایت کی اسناد کو ملا کر پیش کیا تو امام بخاری نے ان کی عراقی شامی سندیں الگ الگ بیان کر کے ان کی قلعی کھول دی۔

امام بخاری رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے:

''اگر مجھ سے کہا جائے کہ احادیث سناؤ تو میں اپنی جگہ سے اٹھنے سے پہلے صرف ز کے موضوع پر دس ہزار احادیث سنا سکتا ہوں۔''

صحیح بخاری کے متعلق آپ فرمایا کرتے تھے:

''یہ کتاب میں نے تقریباً چھ لاکھ احادیث سے منتخب احادیث کر کے لکھی ہے۔''

امام ابوزید المطر وزی کہتے ہیں میں مقام ابراہیم اور رکن کے درمیان سویا ہوا تھا کہ خواب میں نبی اکرم ﷺ کی زیارت ہوئی۔آپ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا: اے ابوزید !تم کب تک لوگوں کوشافعی کی کتاب پڑھاتے رہو گے؟ کیا میری کتاب نہیں پڑھاؤ گے؟ میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! آپ کی کتاب کون سی ہے؟ فرمایا: محمد بن اسماعیل کی جامع۔

محمد بن ابی حاتم کہتے ہیں:

''میں نے خواب میں دیکھا کہ نبی ﷺ پیدل چل رہے تھے اور امام بخاری رحمہ اللہ آپ ﷺ کے پیچھے پیچھے چل رہے تھے جس جگہ سے آپ ﷺ اپنا قدم اٹھاتے اسی نشان پر امام بخاری اپنا قدم رکھ کر چلتے جارہے تھے۔''

علامہ فربری کہتے ہیں کہ میں نے خواب میں نبی اکرم ﷺ کو دیکھا آپ نے مجھ سے فرمایا: کہاں جا رہے ہو؟ میں نے کہا محمد بن اسماعیل کے پاس جانے کا ارادہ ہے ۔آپ ﷺ نے فرمایا: ''انھیں میری طرف سے سلام کہنا۔''

صحیح بخاری کی منظوم تحسین

کسی شاعر نے الجامع الصحیح کو کتنے خوبصورت انداز میں خراج تحسین پیش کیا ہے:

’’اَ لوگ صحیح بخاری کے ساتھ ا ف کریں یعنی اس کے مقام ومرتبے، اس کی

اہمیت اور ضرورت کو جان لیں تو اسے سونے کے پ نی سے تحر یر کریں۔ یہ کتاب ہدا یت اور گمراہی کے درمیان حد فاصل ہے۔ تر قی وخوش حالی اور ہلا کت و . دی کے درمیان رکاوٹ ہے احاد یث کے متن کی اسناد آسمان کے ت روں اور شہابوں کے ما نند ہیں۔ یہی کتاب دن رسول کی میزان ہے۔ عرب کے بعد عجم بھی اسی کتاب کے ذریعہ سے اسلام سے متعارف ہوئے اور اسے قبول کیا۔ بلاشبہ یہ کتاب جہنم سے نجا ت کا ذریعہ ہے۔ اس کتاب نے اللہ کی رضا اور ن راضی کو واضح ا ن از میں بیان کیا ہے۔ یہ کتاب نبی کریم ﷺ کے درمیان ا یک نفسا سا پ دہ ہے۔ یہ دین کے . رے میں شکوک وشبہات کو زائل کرنے والی کتاب ہے یہ کتاب مرا ت. میں ا یک بلند مقام ر کھتی ہے۔ اس پ تمام علماء نے اتفاق کیا ہے۔

اے مصنف کتاب! آپ نے اس کتاب میں اپنے علمی ذخیرے کے . . ائمہ اسلام کو پیچھے چھوڑ د یا۔ د یکھتی آنکھوں اس کتاب نے عظیم کامیابی حاصل کی۔ اے مصنف! اس کتاب میں جن راویوں پ غلط بیانی کی تہمت لگی۔ آپ انھیں بھی اور ضعیف راویوں کو بھی چھا ن چھا ن کر الگ الگ کر د یا۔ آپ نے حسن ت ت . میں اس کتاب کو ممتاز کر کے . کے مقابلے میں لا کھڑا کیا۔ کتاب کی ابواب بندی نے لوگوں کو حیرت میں ڈال د یا۔ اے مصنف کتاب! آپ کو آپ وہ . کچھ کرے جس کے آپ متمنی ہیں اور اپنی مخلوق کو وہ کچھ کرے گا اس میں آپ کا بہت . ڑا حصہ ہے۔"

ابو سہل فرماتے ہیں میں مصر کے تیس سے زائ علماء کرام کو ہوں جو کہتے تھے: د میں ہماری حا. ت وضرورت بس یہ ہے کہ امام بخاری کی زیارت نصیب ہو جائے۔

عبداللہ بن حماد آملی فرماتے ہیں میں تو پسند کرتا ہوں کہ میں امام بخاری کے ... کا ... ل ہوتا۔

احمد بن عامر الخفاف ... امام بخاری سے روایت کرتے تو ان الفاظ سے ان کا نام ... یتے:

عبداللہ بن سعید فرماتے ہیں: میں نے بصرہ کے علماء سے سنا کہ د... میں معرفت حدیث اور نیکی میں ہم نے محمد بن اسماعیل جیسا اور کوئی نہیں دیکھا۔

امام بخاری مستجاب الدعوات تھے۔ ... وہ اللہ سے دعا مانگتے تو فوراً قبول ہو جاتی، محمد بن ابی حاتم الوراق کا بیان ہے کہ امام بخاری نے فرمایا:

''میں نے دو ... را اپنے رب سے دعا کی تو اس نے فوراً قبول کر لی اب میرا دل نہیں چاہتا کہ مزید کوئی دعا مانگوں جس سے میری نیکیوں میں کمی آئے یہ د... میں اس کا ... لہ مل جائے۔''

اسفار فی طلب العلم

امام بخاری رحمہ اللہ نے علم حدیث اور د... علوم وفنون کے حصول کے لیے بہت سے ممالک کی طرف سفر کیے جن میں چند ا... یں ہیں مدینۃ الرسول، کوفہ، بصرہ، مصر، شام،

الجز یہ، حجاز، بغداد، اسان، سمرقند، شقند، یشہ بور، فارس، عراق وغیرہ۔

امام بخاری رحمہ اللہ کے اسا ہ

امام بخاری رحمہ اللہ خود فرماتے ہیں:

’’میں نے ای ہزار سے زائ اسا ہ سے احادی لکھی ہیں اور ان میں سے ہر ای استاذ سے دس ہزار یا اس سے بھی زائ احادی تحری کی ہیں میرے پ س احادی کا جس قدر بھی ذخیرہ موجود ہے میں ان کی تمام اسناد بیان کر سکتا ہوں۔‘‘

ای روای میں ہے کہ آپ نے فرمای: میں نے ای ہزار اسی (۱۰۸۰) اسا ہ سے احادی پڑھی اور لکھی ہیں ان میں سے ہر ای یہ کہتا تھا کہ ایمان قول و عمل کا م ہے اور ایمان بڑھتا اور گ ٹتا ہے۔

امام بخاری کہتے ہیں کہ ای دفعہ میں بلخ جو اسان کا ای شہر ہے تو وہاں لوگوں نے مطالبہ کیا کہ میں ای ہزار اسا ہ سے ای ہزار احادی لکھواؤں تو الحمد للہ میں نے اسی مجلس میں اپنے ای ہزار اسا ہ کے حوالے کے ساتھ ای ہزار احادی لکھوا دیں۔

آپ کی تعریف آپ کے اسا ہ بھی کرتے تھے۔

امام احمد بن رحمہ اللہ آپ کے استاد ہیں فرماتے ہیں:

ارض اسان نے امام بخاری جیسا کوئی دوسرا شخص پیدا نہیں کیا۔

امام قتیبہ بن سعید ثقفی فرماتے ہیں:

''امام بخاری کا فہم وفرا ت میں وہی درجہ تھا جو صحابہ رضی اللہ عنہم میں عمر رضی اللہ عنہ کا تھا اَ امام بخاری صحابہ کے دور میں ہوتے تو یقیناً اللہ کی ا یـ نی ہوتے۔''

آپ کے استاد محمد بن ﷽ ر بندار فرما یـ کرتے تھے:

''امام بخاری ہمارے زمانے کے . سے .ڑے فقیہ ہیں۔''

حاشد بن اسماعیل فرماتے ہیں کہ میں بصرہ میں تھا کہ ا یـ دن خبر ملی کہ یہاں امام بخاری رحمہ اللہ تشریف لا رہے ہیں . . آپ بصرہ پہنچ گئے تو امام بندار نے فرما یـ:

''آج فقہاء کے سردار تشریف لائے ہیں۔

اسحاق بن راھویہ آپ کے استاد اور فن حد یـ ﷽ کے امام تھے امام احمد بن ﷽ رحمہ اللہ انھیں امیر المؤمنین فی الحد یـ ﷽ کہا کرتے تھے وہ فرما یـ کرتے تھے:

محمد بن اسماعیل مجھ سے ز یـ دہ بصیرت ر ت ہیں حالا ان دنوں امام بخاری نوجوان تھے۔

آپ کے استاد عمرو بن علی فرما یـ کرتے تھے:

’’محمد بن اسماعیل جس حدیث کو نہیں جانتے وہ سرے سے حدیث ہی نہیں ہے۔‘‘

امام مسلم رحمہ اللہ امام بخاری رحمہ اللہ کے شاگرد بھی ہیں اور ہم عصر محدث بھی ہیں وہ آپ کے متعلق فرمایا کرتے تھے:

’’میں گواہی دیتا ہوں کہ دنیا میں آپ جیسا کوئی محدث نہیں۔‘‘

آپ کے رفقاء میں سے ایک عبداللہ بن حماد آملی رحمہ اللہ ہیں وہ کہا کرتے تھے:

’’کاش میں امام بخاری کے جسم کا ایک بال ہوتا۔‘‘

صفات امام بخاری رحمہ اللہ

مسجد کا احترام

محمد بن عباس الفربری کا بیان ہے کہ میں امام بخاری کے ساتھ فربر کی مسجد میں تھا میں نے ایک معمولی تنکا ان کی داڑھی میں سے نکالا اور چاہا کہ اسے مسجد میں پھینک دوں انھوں نے فرمایا: ’’اسے مسجد سے باہر پھینک کر آؤ۔‘‘

حافظ ابن حجر نے اسی نوعیت کا ایک واقعہ محمد بن منصور سے نقل کیا ہے کہ امام بخاری کی مجلس میں بیٹھے تھے کہ ایک صاحب نے ان کی داڑھی سے تنکا نکال کر مسجد میں پھینک دیا۔ محمد بن منصور کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ امام بخاری اس تنکے اور لوگوں کی طرف التفات فرماتے ہیں چنانچہ جب لوگوں کو غافل پایا تو امام صاحب نے تنکا اٹھا کر اپنی آستین میں رکھ لیا۔ جب مسجد سے باہر تشریف لے گئے تو اسے مسجد سے باہر پھینک دیا۔ گویا

انھوں نے سمجھا کہ جو چیز داڑھی میں نہیں رہ سکتی وہ مسجد میں کیسے رہ سکتی ہے؟

عبادت بے مثل اور خشوع بے مثال

آپ اللہ کی عبادت میں بہت ز یدہ وقت صرف کرتے، رات کو قیام اللیل اور دن کو نفلی روزہ اکثر معمول تھا۔ ماہ رمضان میں لوگوں کو ز اویح پڑھاتے۔ ز اویح میں قرآن مکمل کرتے۔خود ہر تیسری رات سحری کے وقت قرآن مکمل کرتے۔ ماہ رمضان میں کئی مرتبہ قرآن مجید مکمل کرتے۔

آپ کی عبادت خشوع سے لبر ہوتی محمد بن ابی حاتم بیان کرتے ہیں کہ امام بخاری کو دوستوں نے ای دن غ میں دعوت دی۔ ظہر کی ز کا وقت ہوا تو امام صا نے لوگوں کو ظہر کی ز پڑھائی پھر سنتیں پڑھ کر فارغ ہوئے تو کمر سے قمیص اٹھائی اور اپنے خا دم سے فرما۔ ذرا دیکھنا میری قیمص میں کیا چیز ہے؟ قمیص اٹھا کر دیکھا ی تو ای بھڑ نے آپ کے ن پ ۱۶ ی ۱۷ مقام پ ڈ مارا تھا جس کی وجہ سے آپ کا جسم سوج ی تھا۔ حاضرین میں سے کسی نے کہا کہ پہلے ہی ڈ پ آپ نے ز کیوں نہ ختم کر دی۔ امام صا نے فرما: میں نے قیام میں جس سورت کی تلاوت شروع کی تھی اسے مکمل کر چاہتا تھا۔

غزوہ ذات الرقاع کی واپسی پ ای مہا اور ا رکی پہرے پ ڈیوٹی لگی تو ای ساتھی سو ی اور دوسرا بیدار کھڑا ز پڑھنے لگا اسے بھی تیروں کے زخموں نے بہت پ یشان کیا اس نے ز نہ توڑی تو دوستوں نے کہا آپ نے ز ختم کیوں نہ کی تو صحابی رسول نے بھی وہی جواب دی جو امام بخاری رحمہ اللہ نے آج جواب دی کہ میں ز میں سورۃ الکھف

کی تلاوت کرر ہا تھا اسے ادھورا چھوڑ ۔ مجھے اچھا نہیں لگا۔

امام صا ۔ علم میں ہی بے مثال نہ تھے بلکہ عمل میں بھی بے مثال تھے اہل بصرہ کہا کرتے تھے:

د میں علم اور نیکی میں امام بخاری جیسا کوئی نہیں تھا۔

میں ۔ لنا پسند نہیں کرت

ان کے اخلاص کا ۔ ازہ کیجیے کہ ای مرتبہ ان کے ہاں کچھ مال آ ی ۔ ی ار حاضر ہوئے تو انھوں نے مال ۔ ی ۔ چاہا اور امام صا ۔ کی پ نچ ہزار نفع دینے کیے پیش کش کی۔ امام صا ۔ نے فرمای: رات ہے آپ تشریف لے جا ۔ صبح کچھ اور لوگ حاضر ہوئے تو انھوں نے دس ہزار درہم دینے کی پیش ش کی امام بخاری رحمہ اللہ نے فرمای:

''میں نے ۔ شتہ رات کی تھی کہ یہ مال پہلے گاہکوں کو دے دوں گا چنانچہ انہی کو مال دی اور فرمای میں پسند نہیں کرت کہ اپنی کو ۔ لوں۔''

غیبت سے مکمل اجتناب

امام صا ۔ نے ای ساتھی نے ای دن آپ سے کہا: لوگ کہتے ہیں کہ آپ نے فلاں شخص کی غیبت کی ہے۔ فرمای:

''سبحان اللہ! میں نے کبھی کسی شخص کا ۔ پسندی ہ ا ۔ از میں ذکر نہیں کیا البتہ بھول

چوک ہو جائے تو الگ بات ہے۔ پھر فرمایا: (میں نے اس فلاں کی غیبت نہیں کی) قیامت کے دن میرے نامہ اعمال سے اس شخص کا نام نہیں نکلے گا۔''

بکر بن منیر کہتے ہیں کہ امام بخاری فرمایا کرتے تھے:

''میں . . اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوں گا تو مجھے امید ہے کہ وہ مجھ سے کسی کی غیبت کرنے کا حساب نہیں لے گا۔''

. . سے میں پتہ ہے کہ غیبت حرام ہے میں نے کسی کی غیبت نہیں کی۔ مطلب یہ ہے کہ آپ نے زندگی بھر کبھی کسی کی غیبت نہیں کی۔

جاؤ میں نے تمھیں آزاد کیا

عبداللہ بن محمد صیارفی کہتے ہیں کہ میں امام بخاری کے پاس ان کے گھر میں بیٹھا تھا کہ ان کی کنیز کمرے میں داخل ہوئی۔ وہ ٹھوکر کھا کر امام صا . کے سامنے رکھی ہوئی دوات پر گری۔ امام بخاری نے فرمایا: کس طرح چلتی ہو؟ کنیز نے جواب دیا: . . راستہ نہ ہو تو کیسے چلوں؟ امام صا . نے دونوں ہاتھ پھیلاتے ہوئے فرمایا:

جاؤ میں نے تمھیں آزاد کیا۔

اس واقعہ کے کچھ عرصہ بعد کسی نے آپ سے کہا کہ کنیز نے تو آپ کو بڑا غصہ دلا دیا تھا (آپ نے اسے آزاد کر دیا) امام بخاری نے فرمایا: یہ بات ٹھیک ہے کہ اس نے غصہ دلانے والی ہی بات کی تھی لیکن میں نے بھی اسے آزاد کرنے پر اپنے آپ کو آمادہ کر لیا۔

وہ .ڑے نہ .ز تھے

ارشاد .ری تعالیٰ ہے:

دشمنوں کے لیے جہاں تک ممکن ہوتو قوت تیار رکھو......''

رسول اللہ ﷺ نے آیت کے ان الفاظ کی تلاوت کی اور فرمایا:

''خبردار، یقیناً قوت سے مراد (یہاں) تیرانداز ی ہے سن لو! قوت سے مراد تیر انداز ی ہے جان لو! قوت سے مراد تیرانداز ی ہے۔''

امام بخاری اس پر عمل کی غرض سے تیرانداز ی کی مشق کرنے کے لیے میدان میں جاتے حتی کہ آپ ایک ماہر تیرانداز بن گئے۔ آپ کا نشانہ کبھی خطا نہ جاتا۔ محمد بن ابی حاتم کہتے ہیں کہ ایک دو مرتبہ کے علاوہ امام بخاری کا نشانہ کبھی خطا نہیں ہوا۔ میں آپ کے ساتھ مدتوں رہا ہوں۔

اس سلسلے میں محمد بن ابی حاتم ایک واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ فر. میں مقیم تھے۔ ایک دن تیرانداز ی کے لیے .ہر نکل گئے۔ ہم جس راستے پر جا رہے تھے وہ دریا کے گھاٹ تک جاتا تھا۔ وہاں پہنچ کر ہم نے تیرانداز ی شروع کر دی۔ امام بخاری کا ایک تیر دریا کے پل کے نیچے نصب لکڑی کی میخ کو جا لگا۔ وہ ٹوٹ گئی۔ امام صا . نے یہ دیکھا تو گھوڑے سے اتر آئے۔ اس تیر کو نکالا اور تیرانداز ی کا شغل ختم کر دیا۔ ہمیں بھی واپس چلنے کا حکم دیا۔ ہم لوگ آپ کے مکان پر پہنچے آپ کا سانس پھولا ہوا تھا۔ مجھے بلایا اور فرمایا ابو جعفر! مجھے آپ سے ایک کام ہے کر دو گے؟ میں نے عرض کیا حکم دیجیے، کام ضرور ہو گا۔

فرما ی: کام ۔ڑا اہم ہے پھر اپنے ہمراہیوں کو بھی بلا ی اور فرما ی اس کے ساتھ جاؤ اور میں نے اسے جو کام کہا ہے، اس میں اس کی مدد کرو۔

میں نے عرض کیا حضور کام تو بتایئے آپ نے فرما ی: وعدہ کرو کہ کام کر دو گے۔ میں نے َ ٠ ارش کی یقیناً کر دوں گا۔ فرما ی: اس پل کے مالک کے پ س جاؤ اور اسے بتلاؤ کہ ہم سے تمھارے پل کی لکڑی ٹوٹ گئی ہے ہم اس کی جگہ نئی لکڑی لگوا٠ چاہتے ہیں آپ ہم سے اس کی قیمت وصول کر لیں ی لکڑی لگانے کی اجازت دے دیں ی پھر اس نقصان کا جس طرح بھی ازالہ ہو سکتا ہو کر لیں۔

پل کے مالک کا ٠ م حمید بن اخضر فر ۔ ی تھا۔ وہ میری ۔ ت سن کر کہنے لگا: امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری کو میرا اسلام کہنا اور عرض کر٠ کہ آپ سے جو کچھ ہو َ ی میں وہ معاف کرتا ہوں۔ یہ بھی کہنا کہ میں اپنی ساری جا ادآپ قر ۔ ن کرنے کو تیار ہوں اَ یہ کہوں کہ اپنی جان بھی قر ۔ ن کر سکتا ہوں تو اسے جھوٹ نہ سمجھیے۔ یہ بھی کہنا کہ ا ی لکڑی کے ۔ رے میں معذرت کر کے مجھے شرمندہ نہ کیجیے۔

میں نے امام بخاری کو حمید بن اخضر فر ۔ ی کا یہ پیغام پہنچا ی تو ان کا چہرہ خوشی سے تمتما اٹھا۔ اسی خوشی کے عالم میں انھوں نے اپنے شاَ دوں کو پ نچ سو احاد ی ث سنا اور تین سو درہم صدقہ کیا۔

٠ بہ جہاد

محمد بن ابی حاتم نے یہ واقعہ بھی بیان کیا ہے کہ ا ی دفعہ ہم لوگ امام صا ۔ کی کتاب التفسیر کی تصنیف کے سلسلے میں معاو٠ ت میں مصروف تھے۔ اس دوران امام بخاری پ ت لیٹ گئے۔ وجہ یہ تھی کہ تخریج احاد ی ث میں بہت ز ی دہ کام کرنے کی وجہ سے تھک گئے تھے۔ میں نے امام صا ۔ سے پوچھا: آپ تو فرماتے ہیں کہ آپ نے ہوش سنبھالنے کے

بعد کوئی ایسا کام نہیں کیا جس کے بارے میں آپ کے پاس علم نہ ہو۔ یہ پتھر کی اینٹ کا کیا فائدہ ہے؟ آپ نے جواب دیا کہ آج بہت تھک گیا ہوں اور یہ سرحدی علاقہ ہے۔ میں تھوڑا سا آرام بھی کرنا چاہتا تھا ساتھ ہی دشمن کا خوف بھی تھا مبادا وہ اچانک حملہ آور ہو جائے۔ اس وجہ سے میں نے اینٹ کے لیے یہ انداز اختیار کیا کہ فوراً اٹھ سکوں۔

تقویٰ کی ایک مثال

محمد بن ابی حاتم ہی کا بیان ہے کہ ایک دن امام بخاری ابومعشر الضریر (نابینا) سے کہہ رہے تھے ابومعشر! مجھے معاف کر دینا ابومعشر نے پوچھا کس بات پر؟ آپ نے فرمایا: میں نے ایک دن حدیث بیان کرتے ہوئے آپ کو دیکھا کہ آپ اس حدیث سے خوش ہو کر اپنے سر اور ہاتھوں کو ہلا رہے تھے، اس پر مسکراہٹ آ گئی تھی۔ ابومعشر نے عرض کیا: حضرت! اللہ آپ کو خوش رکھے۔ میں نے آپ کو معاف کیا۔

میں ساتھیوں کو تکلیف نہیں دینا چاہتا

یہ واقعہ بھی محمد بن ابی حاتم کا روایت کردہ ہے کہ امام بخاری نے فرمایا: میں نے کبھی کراث (پیاز اور لہسن جیسی تیز بو والی ایک سبزی جسے گیندنا کہتے ہیں یہ مصر اور شام میں پائی جاتی ہے) نہیں کھائی نہ کبھی قنابری (پالک کی طرف کا ایک قسم کا خوردہ ساگ ہے جو نہروں کے کنارے اگتا ہے) تناول کیا۔

میں نے ان چیزوں سے پرہیز کی وجہ پوچھی تو فرمایا: ان کی بو سے میری ساتھیوں کو تکلیف ہو گی۔ میں نے پوچھا کیا آپ کچی پیاز بھی نہیں کھاتے؟ فرمایا: میں کچی پیاز بھی نہیں کھاتا۔

آپ کے زہد کی ای مثال

محمد بن ابی حاتم کہتے ہیں کہ امام بخاری کے احباب میں سے ای شخص نے اپنے . غ میں آپ کے اعزاز میں ضیافت کا اہتمام کیا۔ اس نے ہمیں بھی دعوت دی۔ . . ہم وہاں پہنچے تو وہ منظر ہمارے میز . ن کو بہت پسند آ ی۔ اس نے وہاں نی ٰ کا . ٹ اعمدہ اور آب پاشی کا . ٹ ا سہا ٰ ا ٰ از اختیار کر رکھا تھا۔ میز . ن نے پ مسرت لہجے میں امام بخاری سے پوچھا: ابوعبداللہ یہ سارا ماحول اور منظر کیسا لگ رہا ہے؟ آپ نے جواب دی : یہ دنیوی ز ٰ گی ہے جو . لآ ٰ ختم ہونے والی ہے۔

رحلت امام بخاری رحمہ اللہ

خلف بن محمد الخیام رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے مہیب بن سلیم الکر ی ٰ سے سنا کہ امام بخاری نے ۲۵۶ھ کو عید الفطر کی رات انتقال فرمای، اس وقت آپ کی عمر ۱۲ دن کم ۶۲ . س تھی آپ گھر میں اکیلے رہتے تھے، صبح کے وقت ہم ان کے پ س گئے تو وہ فوت ہو چکے تھے۔

عبدالواحد بن آدم الطّواویسی رحمہ اللہ اپنا ای خواب بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں آپ ای جگہ کھڑے ہوئے دیکھا۔ کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی آپ کے ساتھ تھے۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ٰ مت میں سلام عرض کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سلام کا جواب مرحمت فرمای۔ اس کے بعد میں نے ٰ ارش کی۔ اے اللہ کے رسول! آپ یہاں کیوں کھڑے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمای میں محمد بن اسماعیل البخاری کا انتظار کر رہا ہوں اس کے کچھ دنوں بعد مجھے امام بخاری رحمہ اللہ کے انتقال کی خبر ملی تو ان کی وفات کا وہی تھی جو میرے خواب کا وقت تھا۔

عبدالقدوس بن عبدالجبار سمرقندی بیان کرتے ہیں کہ امام بخاری سمرقند سے تقریباً دس کلو یٹ دور واقع ای گاؤں تنگ میں تشریف لائے اپنے رشتہ داروں کے ہاں ای رات آپ نے تہجد کی ز کے بعد یہ دعا مانگی۔

''اے میرے اللہ! تیری یہ زمین اپنی فراخی کے . وجود مجھ پ تنگ ہوگئی ہے اب تو مجھے اپنے پ س بلا لے۔''

اس دعا کے ای ماہ بعد آپ کا انتقال ہوَ ی آپ کو تنگ میں ہی دفن کر دی ی۔

آپ کی وصیت کے مطابق آپ کو تین چادروں میں کفن دی ی اور ت فین کے بعد آپ کی قبر کی مٹی سے بہت زی دہ خوشبو آنے لگی۔ لوگ ان کی قبر کی مٹی اٹھانے لگے پھر اس قبر کے د کا دار لکڑ یں کھڑی کی گئ ی کہ لوگ مٹی نہ اٹھا آپ کی قبر سے خوشبو کا عجیب منظر دیکھتے آپ کے مخالفین بھی آئے اور قبر پ آ کر توبہ اور امت کے آ بہائے۔

کسی شاعر نے انہی ز ن میں آپ کی رحلت کو اس طرح بیان کیا ہے:

اگست 634ء

رحلت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اگر تم پیغمبر کی مدد نہ کرو گے تو اللہ اُن کا مددگار ہے (وہ وقت تمہیں یاد ہوگا) جب اُن کو کافروں نے گھروں سے نکال دیا (اس وقت) دو (ہی شخص تھے جن) میں (ایک ابوبکر تھے) دوسرے (خود رسول اللہ) جب وہ دونوں غار (ثور) میں تھے اس وقت پیغمبر اپنے رفیق کو تسلی دیتے تھے کہ غم نہ کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے، تو اللہ نے اُن پر تسکین نازل فرمائی اور اُن کو ایسے لشکروں سے مدد دی جو تمہیں نظر نہیں آتے تھے اور کافروں کی بات کو پست کر دیا اور بات تو اللہ ہی کی بلند ہے اور اللہ زبردست (اور) حکمت والا ہے۔"

تمہیدی کلمات

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اگست ۶۳۴ء بمطابق ۲۱ جمادی الثانی ۱۳ھ میں ۶۳ سال کی عمر میں اس دارِ فانی کو چھوڑ گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ منصب خلافت پر دو سال تین مہینہ اور دس دِن فائض

رہے۔آج اگست کے مہینے میں اسی منا . ۔ سے آپ کا تعارف اور آپ کی ۔ مات جلیلہ کو
۔ اج تحسین پیش کیا جائے گا۔

تعارف و۔ م و

آپ کا اسم َ امی عبداللہ بن عثمان بن عامر قرشی تیمی تھا اور کنیت ابو بکر لفظ بکر ۔ بکر کے معنی نوجوان او ۔ اور صبح سو ۔ یے کے ہیں عرب کے عظیم قبیلہ کے ۔ امجد کا۔ م بھی بکر تھا۔

القا۔ ت صدیقی

پہلا لقب عتیق (آزاد)

رسوال اللہ ﷺ نے فرما ۔:

''   ''

''تم جہنم سے اللہ کے آزاد کردہ ہو۔''

سیدہ عائشہ سے مروی ا ۔ دوسری روا ۔ میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرما ۔:

''   ''

''(اے ابوبکر) تم خوش ہو جاؤ جہنم سے تم اللہ کے عتیق ہو (آزاد کردہ) ہو۔''

سیدہ عائشہ ۔ ۔ طلحہ رضی اللہ عنہا اپنی ماں ام کلثوم ۔ ۔ ابی بکر سے فرمانے لگیں: میرے والد تمہارے ۔ پ سے بہتر ہیں۔ تو ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرما ۔: کیا میں تم دونوں کے مابین فیصلہ نہ کردوں؟ پھر فرمانے لگیں: بلاشبہ سید۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے پ س آئے تو آپ ﷺ نے فرما ۔: سید۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ! تم اللہ کی آگ سے آزاد کردہ ہو۔ ام المومنین کہنے لگیں: پس اس دن سے آپ کا۔ م ''عتیق'' رکھ د ۔ َ ۔، پھر فرمانے لگیں: سید۔ طلحہ رضی اللہ عنہ نبی اکرام ﷺ کے پ س آئے تو آپ ﷺ نے فرما ۔: اے طلحہ رضی اللہ عنہ! تم ان میں سے ہو جس نے اپنی

رکو پورا کردیا۔

دوسرا لقب صدیق (سچائی کا پیکر)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، ابو بکر رضی اللہ عنہ، عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور عثمان غنی رضی اللہ عنہ احد پہاڑ پر چڑھے تو احد پہاڑ (خوشی سے) جھومنے لگا (ہلنے لگا) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''ٹھہر جا اے احد تیرے اوپر نبی صلی اللہ علیہ وسلم، صدیق رضی اللہ عنہ، عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور عثمان غنی رضی اللہ عنہ ہیں''

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب معراج کی صبح واپس آکر یہ بیان کیا کہ آپ رات کو اس اس طرح مسجد اقصیٰ گئے اور وہاں سے آسمانوں پر گئے تو بہت سے لوگوں نے اس پر یقین نہیں کیا حتی کہ بعض نئے نئے ایمان لانے والے بھی یہ واقعہ سن کر ایمان سے پھر گئے اور دوڑے دوڑے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور کہا تم نے سنا، تمہارے ساتھی (پیغمبر) نے دعویٰ کیا ہے کہ وہ آج کی رات بیت المقدس کی سیر کر کے آئے ہیں۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: انہوں نے ایسا کہا ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر انہوں نے کہا ہے تو واقعی سچ ہی ہوگا۔ لوگوں نے کہا: کیا تم اس بات کی تصدیق کرتے ہو کہ وہ بیت المقدس گئے اور صبح ہونے سے پہلے ہی واپس بھی آ گئے؟ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: ہاں میں تو ان کی اس سے بھی زیادہ بڑی باتوں کی تصدیق کرتا ہوں۔ میں ان کی صبح و شام ان کی باتوں کی تصدیق کرتا ہوں جو آسمان سے ان کے پاس آتی ہیں، چنانچہ اسی وجہ سے ابو بکر کا نام الصدیق رکھ دیا گیا۔

تیسرا لقب صاحب (ساتھی)

آپ کا یہ لقب قرآن مجید میں موجود ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اَ تم پیغمبر کی مدد نہ کرو گے تو اللہ اُن کا مددگار ہے (وہ وقت تمہیں یاد ہوگا) . اُن کو کافروں نے گھروں سے نکال دیا (اس وقت) دو (ہی شخص تھے جن) میں (ای ابوبکر تھے) دوسرے (خود رسول اللہ) . وہ دونوں غار (ثور) میں تھے اس وقت پیغمبر اپنے رفیق کو تسلی دیتے تھے کہ غم نہ کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے"

حضرت انس سے مروی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان سے بیان کیا کہ . نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم زمیں پناں َ ٘یں تھے تو میں نے آپ سے عرض کیا: اَ ان کافروں میں سے کسی نے اپنے قدموں کی طرف دیکھ لیا تو وہ ہمیں دیکھ لیں گے تو اس موقع پ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمای:

" "

"اے ابوبکر ان دونوں کے ۔رے میں تمہارا کیا خیال ہے جن میں تیسرا اللہ ہے۔"

چوتھا لقب اوّاہ (٘ م دل)

امام ا. اھیم نخعی فرماتے ہیں: ابوبکر رضی اللہ عنہ کی رافت ورحمت کی وجہ سے ان کا ٘م "اوّاہ" پڑھ َی تھا

/

آپ کے والد محترم

آپ کے والد ابو قحافہ کا ٘م عثمان تھا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیٹی حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بتلاتی ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے لیے نکل گئے۔ ان کے ساتھ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی چلے گئے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنا سارا مال بھی اپنے ساتھ لے گئے۔ اس رقم کی مالیت پنچ ہزار ی سات ہزار درہم تھی۔ والدَ امی یہ رقم طے لے کر

چلے گئے تو ایک دن میرے دادا جی جناب ابو قحافہ رضی اللہ عنہ ہمارے پاس آئے۔ وہ نابینا تھے، کہنے لگے: اللہ کی قسم! میں سوچتا ہوں کہ ابو بکر اپنے ساتھ سارا مال لے گیا اور تمہیں مصیبت میں ڈال گیا ہے۔ میں نے کہا: دادا جان! ایسا ہرگز نہیں ہے، وہ بہت سارا مال چھوڑ بھی گئے ہیں۔ پھر میں نے یہ کیا کہ پتھر لیے اور ان پتھروں کو دیوار میں بنائے ہوئے خانے میں رکھا۔ اسی خانے میں کہ جہاں میرے والد صاحب اپنا مال رکھا کرتے تھے۔ پھر میں نے ان پتھروں پر کپڑا رکھ دیا اور دادا جی سے کہا: دادا جی! ذرا ان پیسوں پر اپنا ہاتھ تو رکھو۔ انہوں نے اس خانے پر اپنا ہاتھ رکھا تو کہنے لگے: اچھا اگر یہ مال تمہارے لیے چھوڑ گیا ہے تو اس نے اچھا کیا ہے۔ اس سے تمہاری ضرورت پوری ہو جائے گی۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: حالانکہ اللہ کی قسم! ابا جان نے تو کچھ بھی نہیں چھوڑا تھا لیکن میں نے ایسا اس لیے کیا تاکہ دادا جی پر سکون رہیں۔

فتح مکہ کے موقع پر اسلام لائے، حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ابو قحافہ کو فتح مکہ کے روز لایا گیا اور اسکا سر اور اسکی داڑھی ثغامہ بوٹی کی مانند سفید تھی یہ دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اسے (یعنی سفیدی کو) کسی چیز (مہندی وغیرہ) سے تبدیل کرو اور سیاہ رنگ سے بچو"

آپ کے والدہ محترمہ

آپ کی والدہ کا نام سلمٰی بنت صخر اور کنیت ام الخیر تھی۔

آپکی بیویاں

آپ کی کل چار بیوی تھیں جن سے تین لڑکے اور تین لڑکیاں تھیں۔

پہلی بیوی قتیلہ بنت عبدالعزی

یہ عبداللہ بن ابی بکر اور اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کی والدہ ہیں۔دور جاہلیت میں جناب ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اسے طلاق دے دی تھی۔یہ مدینہ میں اپنی بیٹی اسماء کے لیے گھی اور پنیر وغیرہ لے کر آ تو انہوں نے گھر داخل نہ ہونے دیا۔

اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی۔

''اللہ تمہیں ان لوگوں سے نہیں کرتا جنہوں نے نہ تم سے دین کے بارے میں بنگ کی اور نہ تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا کہ تم ان سے نیک سلوک کرو اور ان کے حق میں ا ف کرو، یقیناً اللہ ا ف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔''

ای روایت میں ہے کہ سیدہ اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ: میری والدہ میرے پاس آ ہیں۔وہ مجھ سے حسن سلوک کی خواہشمند ہیں: میری ماں ب کہ وہ ابھی مشرکہ تھیں میرے پاس آ ، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا:

''کیا میں ا خواہش کے مطابق ا ساتھ صلہ رحمی کروں؟ آپ نے فرمایا: ہاں: تم

اپنی والدہ سے صلہ رحمی کرو۔"

دوسری بیوی ام رومان بنت عامر بن عویمر رضی اللہ عنہ

ان کے پہلے شوہر حارث کا مکہ میں انتقال ہو گیا۔تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان سے شادی کر لی تھی، یہ آغاز اسلام میں مشرف بہ اسلام ہوئیں۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی ہجرت مدینہ کی۔یہ عبدالرحمٰن اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی والدہ تھیں۔٦ ہجری میں مدینہ میں وفات پائی۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے،فرماتی ہیں کہ:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے ساتھ شادی کی جبکہ میری عمر چھ سال تھی پھر ہم مدینہ منورہ آ گئے۔ہم بنوالحارث بن خزرج کے ہاں فروکش ہوئے، مجھے بخار ہو گیا۔میرے سر کے بال جھڑ گئے۔پھر میرے سر پہ بال پورے آ گئے۔ایک روز میں جھولے میں تھی کہ میرے پاس میری والدہ ام رومان آئی۔میرے ساتھ میری سہیلیاں کھیل رہی تھیں۔اس نے مجھے اونچی آواز سے بلایا میں اس کے پاس گئی میں نہیں جانتی تھی کہ امی جان کے کیا ارادے ہیں۔اس نے میرا ہاتھ پکڑا اور گھر کے دروازے پہ لا کھڑا کیا۔میرا سانس پھولا ہوا تھا پھر مجھے سانس لینے میں قدرے آسانی محسوس ہونے لگی۔پھر میری امی جان ام رومان نے پانی سے میرا منہ دھویا اور میرے سر کے بال اپنے ہاتھ سے درست کیے،اور مجھے گھر کے اندر داخل کر دیا۔گھر میں انصار کی خواتین بیٹھی ہوئی تھیں۔انہوں نے مجھے دیکھتے ہی خیر و برکت کی دعا دی اور مجھے اچھے نصیب والی قرار دیا۔انہوں نے مجھے دلہن کا روپ دیا پھر میری رخصتی عمل میں آئی۔اس وقت میری عمر نو سال تھی۔

صلی اللہ علیہ وسلم

تیسری بیوی اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا

مکہ میں اسلام لا   ۔ان کی کنیت ام عبداللہ تھی، پہلے یہ سیدہ جعفر طیار کی بیوی تھیں ان کے ساتھ ہجرت حبشہ کی۔پھر ۷ ہجری کو مدینہ آ   ۔ ۔ موتہ ۸ ہجری میں ۔ جعفر طیار شہید ہو گئے تو ابو بکر رضی اللہ عنہ سے شادی کر لی۔ان کے بطن سے محمد بن ابو بکر پیدا ہوئے۔ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے انتقال کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ سے شادی کی اور بعد میں بھی ز   ہ رہیں۔

/

حبیب کبر یا سید محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ۔ ۔ جعفر طیار رضی اللہ عنہ کی شہادت کے ۔رے میں خبر سنی تو سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کی طرف گئے" کہ اسے اس کے شہید ہونے کی خبر دے دیں۔ہائے یہ منظر کس قدر عجیب و غریب ہو گا کہ جس میں دل خون کے آ   روتے ہوں گے۔

سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ۔ جعفر رضی اللہ عنہ اور اس کے ساتھی شہید ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ہاں تشریف لائے، میں آٹا گوندھ چکی تھی اور اپنے بیٹوں کو نہلا کر انھیں تیل لگا کر صاف ستھرے کپڑے پہنا رہی تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا:

"جعفر رضی اللہ عنہ کے بیٹوں کو میرے پاس لاؤ، میں انھیں آپ کے پاس لے آئی آپ نے انھیں بوسہ دیا اور آپ کی آنکھوں سے آ   بہنے لگے۔"

(آپ سر پہ ہاتھ پھیر رہے تھے اور زبان حال سے کہہ رہے تھے کہ آج کے بعد اپنے آپ کو یتیم نہ سمجھنا میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آج کے بعد تمہیں باپ کی کمی محسوس نہیں ہونے دوں گا)

سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کہتیں ہیں میں کہا:

"اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، اللہ خیر کرے، آپ رو کیوں رہے ہیں؟ کیا آپ کو جعفر اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں کوئی غمناک

اطلاع پہنچی ہے؟''

آپ ﷺ نے فرمایا:

''ہاں! آج وہ شہید ہو گئے ہیں۔ وہ کہتی ہیں کہ میں یہ سن کر اٹھی اور میری چیخ نکل گئی جسے سن کر عورتیں میرے پ س جمع ہو گئیں۔''

رسول اللہ ﷺ اپنے گھر روانہ ہو گئے، آپ نے ارشاد فرمایا:

''آل جعفر کو ا از نہ کرو، ان کیلئے کھا تیار کرو، وہ اپنے ساتھی کی شہادت کے معاملے کی وجہ سے مشغول ہیں۔''

چوتھی بیوی حبیبہ ۔ خارجہ رضی اللہ عنہا

ا ر کے قبیلہ رج سے تعلق تھا۔ مدینہ کے مقام سخ میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ رہتے تھے۔ ا پیٹ سے ام کلثوم ابوبکر صدیق کی وفات کے بعد پیدا ہو ۔

/

آ پکی اولاد

آپ کے تین ۔ٹے تھے۔

۱۔ عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ۔

اولاد میں سے ۔ٹے، حدیبیہ کے سال اسلام لائے۔ بہت بہادر اور شجا والے تھے۔ ۔ی کے عہد میں مکہ میں انتقال فرمایا: /

۲۔ عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ

ہجرت کے موقع پ اہم کردار ادا کیا۔ دن بھر مکہ کی خبریں ی اور رات کو زمیں پہنچ کر رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کو پہنچاتے تھے۔ طائف کی ۔ میں تیر لگا جس کی ب نہ

لاتے ہوئے شوال ۱۱ ہجری شہادت کی موت نصیب ہوئی۔ /

۳۔محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ

حجۃ الوداع کے موقع پر مدینہ کے میقات ذوالحلیفہ میں پیدا ہوئے ۔اسماء بنت عمیس کے بطن سے ہیں ۔امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی گود میں پرورش پائی۔حضرت علی کے دورِ خلافت میں مصر کے گورنر رہے اور وہیں درجہ شہادت پایا۔ /

آپ کی تین بیٹیاں تھیں۔

۱۔اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا زوجہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی بہن ہیں عبداللہ بن زبیر کی والدہ ہیں ،سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا مکہ معظمہ میں ہجرت نبوی سے ۲۷ سال پہلے پیدا ہوئیں اور اپنے والد سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر میں پرورش پائی کہ جن میں تمام تر خوبیاں ایک ساتھ پائی جاتی تھیں،مکہ میں ایمان لانے والے قدیم اسلام مسلمانوں میں سے تھیں۔مدینہ کی طرف ہجرت کی ۔سیدہ اسما رضی اللہ عنہا نے اپنے والد سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر میں پرورش پائی،ان سے اعلیٰ اخلاقیات کی تعلیم لی اور اعلیٰ وعمدہ اندازمیں پروان چڑھیں۔آپ سے ۵۸ احادیث مروی ہیں جن میں سے تیرہ متفق علیہ ہیں۔حضرت عبداللہ کے شہید کیے جانے کے تقریباً ایک ماہ بعد مکہ م میں انتقال فرمایا:اس وقت ان کی عمر تقریباً سو برس تھی،ان کے بیٹے کی شہادت ۱۷ جمادی الاولیٰ ۷۳ ہجری کو ہوئی۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مجھے سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کے حوالے سے بیان کیا گیا ،وہ فرماتی ہیں کہ ابوجہل چند افراد کے ساتھ آیا اور اس نے دروازے پر دستک دی،(جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے لیے نکلے

تھے) میں . ہر نکلی تو اس نے پوچھا: تیرا . پ کہاں ہے؟ میں نے کہا: مجھے کیا پتا، میں نہیں جا وہ کہاں ہے؟ ابوجہل نے میرے چہرے پ زوردار طمانچہ مارا جس سے میرے کان کی . لی دور جا ی، پھر وہ واپس چلے گئے۔

۲۔ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا

سیدہ عائشہ صد رضی اللہ عنہا ام المؤمنین ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجۂ مطہرہ ہیں، آپ کی کنیت ام عبداللہ ہے۔ اور آپ کے والد محترم سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اور آپ کی والدہ سیدہ ام رومان رضی اللہ عنہا ہیں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ آپ کا سارا گھرانہ (ماں، . پ اور بہن بھائی) . کو شرف صحا. یت حاصل ہے۔ آپ د کی تمام عورتوں سے . ڈی فقیہہ اور تمام ازواج مطہرات سے افضل ہیں، بعثت ی کے چار سال بعد شوال کے مہینہ میں پیدا ہو ۔ چھ . س کی عمر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح ہوا۔ اور رخصتی ۹ . س میں ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے سوا کسی کنواری لڑکی سے شادی نہیں کی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فقہاء صحابہ میں شامل ہیں۔ . ڈے . ڈے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ سے علمی استفادہ کیا ہے ان سے (۲۲۱۰) احاد. ث مروی ہیں جن میں سے متفق علیہ (۱۷۴) احاد. ث ہیں رمضان ۵۷ھ میں رحلت فرمائی اور . . یع البقیع میں مدفون ہو ۔

۳۔ام کلثوم . . ت ابی بکر رضی اللہ عنہا

یہ حبیبہ . . ت خارجہ ا ریہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے تھیں۔ وفات کے وقت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے کیا۔ یہ دونوں تمہارے بھائی اور دونوں بہنیں ہیں۔ انہوں نے عرض کیا یہ میری بہن اسماء ہے ان کو تو میں جا ہوں۔ لیکن میری دوسری بہن کون ہے؟ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرما. : جو . . ت خارجہ کے بطن میں ہے۔ میرے دل میں یہ . ت بیٹھ گئی ہے

کہ وہ لڑکی ہوگی، چنانچہ ایسا ہی ہوا آپ کی وفات کے بعد اس کی ولادت ہوئی۔

/

ام کلثوم کی شادی طلحہ بن عبداللہ سے ہوئی جو ۔َ جمل میں شہید ہوئے شہادت کے بعد ام المومنین سیدہ عائشہ نے ام کلثوم کو اپنے ساتھ لے کر حج کیا۔ /

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب

آپ نے کبھی شراب نہ پی تھی

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ والد محترم نے اپنے او پ شراب کو حرام کر لیا تھا نہ تو جاہلیت میں شراب پی نہ اسلام میں ا یـ مرتبہ آپ کا ۔َ را یـ مدہوش شخص کے پ س ہوا۔ دیکھا کہ وہ اپنا ہاتھ پ خانہ میں ڈالتا ہے اور اس کو منہ کے قری۔ لا۔ ہے اور ۔ ۔ بو محسوس کرتے ہے ہٹا دیتا ہے، آپ رضی اللہ عنہ نے کہا یہ شخص اَ بو محسوس نہ کر۔ تو اس کھا جا۔۔

آپ نے کبھی ۔۔ کو سجدہ نہ کیا

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کبھی کسی ۔۔ کو سجدہ نہ کیا تھا۔ ا یـ دفعہ آپ نے صحابہ سے بیان کای کہ میں کبھی کسی ۔۔ کو سجدہ نہیں کیا۔ ا یـ دفعہ جاہلیت میں میرے والد ابو قحافہ مجھے ا یـ ۔ ۔۔ خانہ میں لے گئے اور مجھ سے کہا یہ او شان والے ہیں اور مجھے وہاں چھوڑ کر چلے گئے تو میں نے ا یـ ۔ ۔۔ کے قری۔ ہو کر اسے کہا میں بھوکا ہوں مجھے کھا۔ کھلاؤ۔ تو اس نے جواب نہ دیـ ۔ میں نے کہا میں ننگا ہوں مجھے لباس دو، اس نے کوئی جواب نہ دیـ۔ میں نے ا یـ پتھر اٹھا کر اسے مارا تو وہ منہ کے بل َ پڑا۔ اس طرح آپ کی روشن عقل اور فطرت سلیمہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جاہلوں کے اور اس فعل سے بچائے رکھا جو اعلیٰ اخلاق کے منافی تھی۔

/ /

یقیناً رسول اللہ ﷺ نے سچ فرمایا تھا۔

((

''تم میں جو جاہلیت میں بہتر تھے وہ حا ۔ اسلام میں بھی بہتر ہیں بشرطیکہ اسلام کی صحیح سمجھ آجائے''

. سے وزنی ایمان

سید۔ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''اَ ابوبکر (صدیق) کا ایمان اور زمین والوں کے ایمان کو . ہم تولا جائے تو ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کا ایمان بھاری ہوگا۔''

.ڑوں میں . سے پہلے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا

.ڑوں میں . سے پہلے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا۔ لڑکوں میں . سے پہلے جس نے اسلام قبول کیا وہ جناب علی رضی اللہ عنہ ہیں اور عورتوں میں سے حضرت ۔ یجہ رضی اللہ عنہا اور غلاموں میں سے . سے پہلے جناب زی . بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا۔

رسول اللہ ﷺ کے . سے پیارے رفیق

آپ ﷺ نے فرمایا:

''اَ اپنی اُمت کے کسی فرد کو اپنا جانی دو ۔ بنا سکتا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بنا ۔ لیکن وہ میرے

دینی بھائی اور میرے دو   ت   ہے“

تجھے . ٘ ت   کے آٹھوں دروازوں سے آواز آئے گی

آپ ﷺ نے فرمایہ:

”کچھ لوگ ایسے ہوں گے جنہیں روز قیامت صدقے کے دروازے سے بلایہ جائے گا، کسی کو روزے کے دروازے سے بلایہ جائے، کسی کو . ب الریہ ن سے بلایہ جائے گا (. ٘ ت   کے آٹھ دروازے ہیں)“

سید ٘ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دریہ فت کیا:

”اے اللہ کے رسول ﷺ! کوئی ایسا شخص بھی ہوگا جسے آٹھوں دروازوں سے بلایہ جائے گا“۔

آپ ﷺ نے فرمایہ:

”اے پیارے ابوبکر رضی اللہ عنہ! قیامت کے دِن . ٘ ت   کے تمام دروازوں سے تجھ کو بلایہ جائے گا“

اے ابوبکر رضی اللہ عنہ! تمہیں اللہ معاف فرمائے

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نبی کریم ﷺ کی ٘ مت میں حاضر تھا کہ حضرت ابوبکر t اپنے کپڑے کا کنارہ پکڑے ہوئے ٘ کھولے ہوئے آئے۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ حا   ت دیکھ کر فرمایہ: ”معلوم ہوتہ ہے تمہارے دو   ت کسی سے ٘ راض ہو کر آئے ہیں“۔ پھر حضرت

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حاضر ہو کر سلام کیا اور عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میرے اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے درمیان کچھ تکرار ہو گئی تھی اور اس سلسلے میں جلدی میں ان کو سخت لفظ کہہ دیئے، لیکن بعد میں مجھے سخت ندامت ہوئی تو میں نے ان سے معافی چاہی۔ اب وہ مجھے معاف کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ اسی لیے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت فرمایا کہ:

رضی اللہ عنہ

"اے ابوبکر رضی اللہ عنہ! تمہیں اللہ معاف فرمائے......" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ یہ دعا فرمائی"

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بھی ندامت ہوئی اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر پہنچے اور پوچھا کیا ابوبکر گھر پر موجود ہیں؟ معلوم ہوا کہ نہیں۔ تو آپ رضی اللہ عنہ بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلام کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک غصہ سے بدل گیا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ ڈر گئے اور گھٹنوں کے بل بیٹھ کر عرض کرنے لگے، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ کی قسم زیادتی میری ہی طرف سے تھی، دو مرتبہ یہ جملہ کہا۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ نے مجھے تمہاری طرف نبی بنا کر بھیجا تھا اور تم لوگوں نے مجھ سے کہا تھا کہ تم جھوٹ بولتے ہو لیکن ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سچے ہیں اور اپنی جان و مال کے ذریعہ انہوں نے میری مدد کی تھی۔ تو کیا تم لوگ میرے دوست کو ستانا چھوڑتے ہو یا نہیں؟" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو دفعہ یہی فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ فرمانے کے بعد پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ کو کسی نے نہیں ستایا۔

تم کو ہم مکہ سے جانے نہیں دیں گے

عروہ بن زبیر رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے اپنے والدین کو جب سے میں

نے ہوش سنبھالا دین (اسلام) پر ہی پایا اور کوئی دن ایسا نہیں گزرتا تھا کہ صبح وشام رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس نہ آتے ہوں، جب مسلمان سخت آزمائش (تکلیف) میں تھے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کے لئے نکلے جب برک غماد پہنچے تو ان سے قارہ کے سردار ابن دغنہ کی ملاقات ہوئی اس نے پوچھا ابوبکر رضی اللہ عنہ کہاں کا ارادہ ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ مجھ کو میری قوم نے نکال دیا اس لئے میں چاہتا ہوں کہ زمین کی سیر کروں اور اپنے پروردگار کی عبادت کروں، ابن دغنہ نے کہا کہ:

"تم جیسا آدمی نہ تو نکل سکتا ہے اور نہ نکالا جا سکتا ہے اس لئے کہ تم غریبوں کے لئے کماتے ہو، صلہ رحمی کرتے ہو اور عاجز ومجبور کا بوجھ اٹھاتے، مہمان کی ضیافت کرتے ہو اور حق (پر قائم رہنے) کی وجہ سے آنے والی مصیبت پر مدد کرتے ہو میں تمہارا ضامن ہوں تم لوٹ چلو اور اپنے ملک میں اپنے رب کی عبادت کرو"

چنانچہ ابن دغنہ روانہ ہوا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر واپس ہوا اور کفار قریش کے سرداروں میں گھوما اور ان سے کہا کہ ابوبکر جیسا آدمی نہ تو نکل سکتا ہے نہ نکالا جا سکتا ہے جو دوستوں کے لئے کماتا ہے صلہ رحمی کرتا ہے، عاجزوں کا بوجھ اٹھاتا ہے، مہمان کی مہمان نوازی کرتا ہے، راہ حق میں پیش آنے والی مصیبت میں مدد کرتا ہے چنانچہ قریش نے ابن دغنہ کی پناہ منظور کر لی اور ابوبکر کو امان دے کر ابن دغنہ سے کہا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو کہہ دو کہ اپنے رب کی عبادت اپنے گھر میں کریں، نماز پڑھیں، لیکن ہمیں تکلیف نہ دیں اور نہ اس کا اعلان کریں، اس لئے کہ ہمیں خطرہ ہے کہ ہمارے بچے اور عورتیں فتنہ میں مبتلا نہ ہو جائیں ابن دغنہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے یہ کہہ دیا،

چناچہ ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے گھر میں اپنے رب کی عبادت کرنے لگے اور نہ تو زا علا پڑھتے اور نہ قرات اعلا کرتے۔

’’پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دل میں کچھ خیال پیدا ہوا، تو انہوں نے اپنے گھر کے صحن میں ا مسجد بنالی اور ہر نکل کر وہاں زا اور قرآن پڑھنے لگے، تو مشرکین کی عورتیں اور بچے ان کے پس جمع ہو جاتے، ان لوگوں کو اچھا معلوم ہو، اور ابوبکر کو دیکھتے رہتے ابوبکر ایسے آدمی تھے کہ بہت روتے اور قرآن پڑھتے تو انہیں اپنے آ وں پ اختیار نہیں رہتا تھا‘‘

مشرکین، قریش کے سردار گھبرائے اور ابن دغنہ کو بلا بھیجا وہ ان کے پس آ تو انہوں نے ابن دغنہ سے کہا کہ ہم نے ابوبکر کو اس شرط پ امان دی تھی کہ وہ اپنے گھر میں اپنے پ وردگار کی عبادت کریں، لیکن انہوں نے اس سے تجاوز کیا اور اپنے گھر کے صحن میں مسجد بنالی اعلا ز اور قرآن پڑھنے لگے اور ہمیں خطرہ ہے کہ ہمارے بچے اور ہماری عورتیں گمراہ نہ ہو جا اس لئے ان کے پس جا کر کہو کہ ا وہ اپنے گھر کے ا راپنے رب کی عبادت پ اکتفا کرتے ہیں تو

کریں اورا َ وہ انکار کریں تو ان سے کہو کہ تمہارا ذمہ واپس کر دیں، اس لئے کہ ہمیں پسند نہیں کہ ہم تمہاری امان کو توڑیں اور نہ ہم ابوبکر کو اعلا عبادت کرنے پ قائم رہنے دے تے ہیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ ابن دغنہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پ س آ ی اور کہا تمہیں معلوم ہے کہ میں نے تمہارا ذمہ ا ی شرط پ لیا تھا، ی تو اسی پ اکتفا کرو ی میرا ذمہ مجھے واپس کر دو، اس لئے کہ میں یہ نہیں چاہتا کہ عرب اس ب ت کو سنیں کہ میں نے ا ی شخص کو اپنے ذمہ میں لیا تھا، اور میرا ذمہ توڑا َ ی ، ابوبکر نے جواب دی کہ میں تیرا ذمہ تجھے واپس دیتا ہوں اور اللہ کی پناہ پ راضی ہوں اس زمانہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ ہی میں تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما ی کہ مجھے تمہاری ہجرت کا مقام دکھا َ ی ہے، میں نے ا ی کھاری زمین دیکھی، جہاں کھجوروں کے در ٔ ت ہیں اور دو پتھر یلے کناروں کے درمیان ہے۔ ۔ یہ ب ت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کی، جس نے بھی ہجرت کی مدینہ ہی کی طرف کی اور جو لوگ حبشہ کی طرف ہجرت کر چکے تھے وہ بھی مدینہ کی طرف ہجرت کر کے چلے گئے اور ابوبکر نے بھی ہجرت کی تیاری کی، تو ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما ی تم ٹھہرو مجھے امید ہے کہ مجھے بھی ہجرت کا حکم ہوگا، ابوبکر نے عرض کیا میرے ماں ب پ آپ پ فدا ہوں کیا آپ کو امید ہے کہ اس کی اجازت ملے گی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما ی : ہاں ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ چلنے کے لئے رک گئے اور دو او ٔ جو ان کے پ س تھے ان کو چار مہینے سمر یعنی کیکر کے پتے کھلاتے رہے۔

صلی اللہ علیہ وسلم

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ٔ ب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بنا ی

ا ی دِن ا ی عورت مسئلہ در ی فت کرتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما ی پھر آ ٔ اور مسئلہ پوچھ ی ٔ۔ وہ کہنے لگی، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں دو ب رہ آؤں لیکن آپ نہ ملے تو پھر کس سے ملوں اور کس سے مسئلہ پوچھوں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما ی :

''اَ میں نہ مل سکوں تو مسئلہ ابوبکر صدیق ؓ سے پوچھ۔''

عمل صالح میں ۔ سے ۔ڑھ کر ابوبکر صدیق ؓ !

حضرت ابوہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دریفت کیا:

''تم میں سے کس نے آج روزہ رکھا ہے؟''

سید۔ ابوبکر صدیق ؓ نے کہا: ''میں نے''۔

پھر آپ ﷺ نے دریفت کیا:

''تم میں سے کس نے آج کسی کا جنازہ پڑھا ہے؟''

سید۔ ابوبکر ؓ نے کہا: ''میں نے''۔

پھر آپ ﷺ نے دریفت کیا:

''تم میں سے کس نے آج کسی مسکین کو کھا۔ کھلا یہ ہے؟''

سید۔ ابوبکر ؓ نے کہا: ''میں نے''۔

پھر آپ ﷺ نے سوال کیا:

''تم میں سے کس نے آج کسی مریض کی عیادت کی ہے؟''

ابوبکر صدیق ؓ نے کہا: ''میں نے''۔

تو آپ ﷺ نے فرما یا:

''جس شخص میں بھی یہ کام جمع ہو گئے وہ . ٔ ۃ میں داخل ہوگا''

. ٔ ۃ میں . سے پہلے داخل ہونے والا

دوپہر کے وقت نبی کرام ﷺ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو''اسراء'' کے . رے میں کچھ بیان کررہے تھے،تو آپ ﷺ نے فرما یا: جبرا علیہ السلام نے میرا ہاتھ تھاما اور مجھے . ٔ ۃ کا وہ دروازہ دکھا یا جس سے میری امت اس میں داخل ہوگی۔سید ٔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے . ڑے شوق سے فرما یا:اے اللہ رسول! میں چاہتا ہوں کہ میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ ہوں یہاں ۃ کہ میں اسے دیکھوں۔آپ ﷺ نے فرما یا:تم بلا شبہ میری امت کے پہلے آدمی ہو جو اس میں داخل ہو گے۔

مسجد میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دروازے کے سوا . کے دروازے بند کردیئے

حضرت ابوسعید ٔ ری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے ا یہ دن خطبہ دیتے ہوئے فرما یا: کہ بے شک اللہ نے اپنے بندے کو اختیار د یا ہے کہ د میں رہے یہ جو اللہ کے پ س ہے اسے اختیار کر لے تو اس نے اس چیز کو اختیار کیا جو اللہ کے پ س ہے یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رونے لگے۔میں نے اپنے دل میں کہا یہ بوڑھا کس لیے رو ۃ ہے۔

. ت تو صرف یہ ہے کہ اللہ نے اپنے بندے کو د یہ آ ٔ ت دونوں میں سے جسے چاہے پسند کرنے کا اختیار د یا ہے پس اس نے آ ٔ ت کو پسند کیا ہے تو اس میں رونے کی کیا . ت ہے ..؟ بعد میں یہ راز کھلا کہ بندے سے مراد خود رسول اللہ ﷺ تھے اور حضرت ابوبکر صدیق

رضی اللہ عنہ ہم میں سے زیادہ سمجھنے والے تھے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوبکر تم مت روؤ میں لوگوں میں سے کسی کے مال اور صحبت کا اتنا زیر بار نہیں جتنا ابوبکر صدیق کا ہوں ۔ اگر میں اپنی امت سے کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو خلیل بناتا لیکن اسلامی اخوت و محبت ضرور ہے ۔ دیکھو مسجد میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دروازے کے سوا سب کے دروازے بند کر دیئے جائیں ۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کھایا ہوا کھانا قے کر دیا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت ابوبکر کا ایک غلام تھا جو روزانہ مقرر کردہ خراج ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ادا کیا کرتا تھا اور آپ اس کے لائے ہوئے خراج سے کھایا کرتے تھے ایک دن وہ کھانے کی چیز لایا۔ آپ نے اس میں سے کچھ کھا لیا تب غلام نے آپ کہا آپ کو معلوم ہے کہ یہ کھانا کہاں سے آیا ہے؟ آپ نے پوچھا کہ یہ کہاں سے آیا ہے؟ اس نے کہا کہ زمانہ جاہلیت میں میں نے ایک شخص کی کہانت کی (یعنی نجومیوں کی طرح بتایا کہ تیری قسمت میں کیا ہوگا) میں کہانت جانتا تو نہیں تھا لیکن تکا لگایا تھا (لیکن اس کا وہ کام اس طرح ہوگیا جیسے میں نے بتایا تھا) آج وہ مجھے ملا اور اس نے میری کہانت کا انعام دیا تو وہ یہ کھانا اس میں سے لایا ہوں جسے آپ نے کھا لیا ہے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر اپنے حلق میں انگلی ڈالی اور الٹی کر ڈالی۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر ابوبکر رضی اللہ عنہ کا خطبہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو اس وقت حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ (مدینے کی بلندی پر واقع) مقام سنح پر تھے تو عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے کہ اللہ کی قسم صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات نہیں ہوئی عمر رضی اللہ عنہ سمجھتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وفات نہیں آئی اور اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اٹھائے گا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کئی لوگوں کے ہاتھ اور ٹانگیں کاٹ

ڈالیں گے۔

اتنے میں حضرت ابوبکر ﷛ بھی تشریف لائے اور سیدھے نبی ﷺ کے حجرے میں ہی تشریف لے گئے) اور آپ ﷺ کے چہرہ انور سے چادر ہٹائی (دیکھا کہ واقعی آپ ﷺ وفات پا چکے ہیں) تو انہوں نے آپ ﷺ کو بوسہ دیا اور فرمایا:

''میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، آپ اپنی زندگی اور موت دونوں میں اچھے تھے اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اللہ تعالیٰ آپ کو دو دفعہ موت کبھی بھی نہیں دے گا۔''

یعنی جو موت آپ ﷺ پر لکھی ہوئی تھی وہ آ چکی ہے اب آپ ﷺ فوت ہونے کے بعد زندہ ہو کر دوبارہ نہیں مریں گے۔ پھر حضرت ابوبکر ﷛ حجرہ سے باہر نکل کر مسجد میں تشریف لائے اور فرمایا اے قسمیں کھانے والے شخص (عمر) ٹھہر جاؤ پھر جب حضرت ابوبکر ﷛ نے خطبہ دیا تو ﷛ خاموش ہو کر بیٹھ گئے ابوبکر ﷛ نے اللہ کی حمد وثناء بیان کی اور فرمایا:

''تم میں سے جو شخص محمد ﷺ کی عبادت کیا کرتا تھا تو (اسے جان لینا چاہیے کہ) محمد ﷺ وفات پا چکے ہیں لیکن جو شخص اللہ کی عبادت کیا کرتا تھا تو (اسے جان لینا چاہیے کہ) اللہ تعالیٰ زندہ ہے وہ کبھی نہیں مرے گا۔''

(پھر یہ آیت تلاوت کیں)

”(اے محمد) آپ بھی فوت ہونگے اور یہ لوگ بھی۔“

”اور محمد (ﷺ) تو صرف (اللہ کے) پیغمبر ہیں اُن سے پہلے بھی بہت سے پیغمبر ہو گزرے ہیں بھلا اگر یہ فوت ہو جائیں یا قتل کر دیئے جائیں تو تم الٹے پاؤں پھر جاؤ (یعنی مرتد ہو جاؤ) گے؟ اور جو الٹے پاؤں پھر جائے گا تو اللہ تعالیٰ کا کچھ نقصان نہیں کر سکے گا اور اللہ تعالیٰ شکر گزاروں کو (بڑا) ثواب دے گا۔“

لوگ (ابو بکر رضی اللہ عنہ کا خطاب سن کر) پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔ (جب آپ ﷺ کی وفات کا یقین ہو گیا تو) انصار سقیفہ بنو ساعدہ میں سعد بن عبادہ کے پاس جمع ہو گئے اور کہنے لگے کہ ایک امیر ہم (انصار) میں سے ہو گا ایک تم (مہاجرین) میں سے ہو گا (جب اس بات کا علم دوسرے صحابہ کو ہوا تو) حضرت ابو بکر، عمر اور ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہم سقیفہ میں چلے گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ گفتگو کرنے لگے لیکن آپ نے انہیں خاموش کر دیا۔

عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے گفتگو اس لیے کرنی چاہی کہ میں نے ایک مضمون تیار کر رکھا تھا جو مجھے بہت پسند آ رہا تھا مجھے یہ بھی ڈر تھا کہ اس مضمون کا حضرت ابو بکر کو پتا نہ چل جائے۔

لیکن جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے گفتگو شروع کی اور بہت ہی عمدہ گفتگو کی آپ نے اسی گفتگو میں یہ بھی فرمایا تھا:

”ہم قریش امیر ہوں گے اور تم انصار ہمارے وزیر ہو گے۔“

لیکن حضرت حباب بن منذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم ہم اس فیصلے کو تسلیم نہیں کریں گے حضرت

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہیں! ہم امیر ہوں گے اور تم وزیر ہو گے کیوں کہ قریش تمام عرب میں سے شہرت کے لحاظ سے افضل ہیں اور حسب و نسب کے اعتبار سے بھی افضل ہیں اس لیے تم عمر کی یا ابوعبیدہ کی بیعت کرلو۔

حضرت عمر نے فرمایا (اے ابوبکر) ہم آپ کی بیعت کریں گے کیوں کہ آپ ہمارے سردار اور ہم میں سے سب سے بہتر اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک سب سے زیادہ پیارے تھے۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور ان سے بیعت کی پھر لوگوں نے بیعت کرنی شروع کردی۔ ایک شخص نے کہا کہ تم نے حضرت سعد بن عبادہ (کی بیعت کی بجائے ابوبکر کی بیعت کرکے) ان کو ہلاک کردیا، عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ اسے ہلاک کرے۔

رضی اللہ عنہ

دفاع رسول صلی اللہ علیہ وسلم کرنے والے

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے صحن میں تھے کہ عقبہ بن ابی معیط آیا۔ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھے کو پکڑا اور آپ کی گردن میں کپڑا ڈال کر اسے بٹ دینا شروع کردیا، جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دم گھٹنے لگا۔ اتنے میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ تیزی سے آگے بڑھے اور اسے کندھے سے پکڑ کر زور سے دھکا دیا، جس سے وہ پرے جا گرا۔
اس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع کرتے ہوئے انھوں نے کہا:

"کیا تم ایسے شخص کو قتل کرتے ہو جو یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے..؟ اور وہ تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے واضح دلائل لے کر آیا ہے۔"

صحابہ رضی اللہ عنہم سے محبت ایمان کا حصہ ہے

امام ابوجعفر محمد بن علی الباقر رحمہ اللہ بیماری کی حا ت میں فرماتے تھے:

صلی اللہ علیہ وسلم

''اے اللہ میں ابوبکر وعمر کو اپنا والی ما ہوں اوران دونوں سے محبت کرت ہوں۔اے اللہ! اَ میرے دل میں اس کے خلاف کوئی ب ت ہوتو قیامت کے دن مجھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شفا ت نصیب نہ ہو۔''

صحابہ رضی اللہ عنہم سے بغض کبیرہ َ ہ ہے

امام ابواسحاق (السعبیعی) رحمہ اللہ نے فرما ی:

''ابوبکراور عمر (رضی اللہ عنہما) سے بغض کر کبیرہ َ ہ (کفر) ہے۔''

سید ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی رائے

. . نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے سید معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجنے کا قصد فرما ی، تو اپنے اصحاب جن میں ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم تھے، سے مشورہ لیا۔تو سید ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرما ی: اَ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے مشورہ نہ ی ت تو ہم کلام نہ کرتے۔چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما ی: بلاشبہ میں ان امور میں جن میں میری طرف وحی نہیں کی گئی، میں تمہاری طرح ہوں۔چنانچہ قوم میں سے ہرا ی نے اپنی اپنی رائے دی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما ی: اے معاذ! تیری کیا رائے ہے؟ سید معاذ رضی اللہ عنہ نے فرما ی: میری رائے سید ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی رائے کی طرح ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما ی: یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے آسمان کے او پ اس کو پسند کرتے ہیں کہ

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ غلطی کریں۔

14 اگست 1947ء

یوم آزادی

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''یقیناً تمہارے لیے ابراہیم اور ان لوگوں میں جو اس کے ساتھ تھے ایک اچھا نمونہ تھا جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ بے شک ہم تم سے اور ان تمام چیزوں میں بری ہیں جنہیں تم اللہ کے سوا پوجتے ہو، ہم تمہیں نہیں مانتے اور ہمارے درمیان اور تمہارے درمیان ہمیشہ کے لیے دشمنی اور بغض ظاہر ہوگیا، یہاں تک کہ تم اس اکیلے اللہ پر ایمان لاؤ، مگر ابراہیم کا اپنے باپ سے کہنا (تمہارے لیے نمونہ نہیں) کہ بے شک میں تیرے لیے بخشش کی دعا ضرور کروں گا اور میں تیرے لیے اللہ سے کسی چیز (کے دلوانے) کا مالک نہیں ہوں، اے ہمارے رب، ہم نے تجھی پر بھروسا کیا اور تیری ہی طرف رجوع کیا اور تیری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے۔''

تمہیدی کلمات

۱۴ اگست ۱۹۴۷ء ۲۷ رمضان المبارک کو اللہ رب العزت نے مسلمانوں کو ایک الگ ریاست پاکستان کی صورت میں عنایت فرمائی۔ جسکا آغاز برصغیر پاک و ہند میں ہندؤں

کے متعصّبانہ رویے سے شروع ہوا اور مسلمانوں نے اپنی حقوق کے حصول کے لیے ۔ وجہد شروع کی ،۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کو قرارداد پ کستان منظور کی اور پھر ۔ صغیر کے مسلمانوں کا الگ ملک کا قیام ای جنون بن َ ی ۔جس کی تکمیل دس لاکھ سے زائ شہیدوں کے لہو سے ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو ہوئی۔

پ کستان کیوں بنای َ ی ۔۔۔؟

انگری ٰ کی غلامی میں ۔ سوں ہندو اور مسلمان ای ساتھ رہنے کے ۔ وجود اپنی تہذ ۔ ۔ اور ثقافت کو الگ الگ ہی تصور کرتے تھے مسلمان اپنے آپ کو ہندوؤں کے گندھے عقیدے پ ک رکھنا چاہتا تھا۔ای سوال ہر مسلمان کے ذہن میں تھا کہ ہم ان ہندوؤں کے ساتھ مل کر نہیں رہ ت :

کیو ٰ ائے واحد کے سامنے جھکنے والے اور ہر طاقتور کے سامنے سر جھکانے والے ای نہیں ہو ت ۔

ای بے بس و بے کس جانور کو ذبح کرنے والے اور اسے ۔ ش تبرک سمجھ کر اس کی غلاظت کو کھانے پ ٰ والے ساتھ نہیں رہ ت ۔

کعبے کا پ سبان اور صنم خانے کا محافظ ای نہیں ہو ت ۔

مسجد و محراب اور مندر و دیو ت ای نہیں ہیں۔

آب زم زم کا رہ اور گنگا کے پ نی میں کوئی ۔ ی نہیں۔

یہی ایمانی حرارت تھی جس نے الگ ری ت کے مقام کے لیے ای ملک کے حصول کے لیے جہاں مسلمان اپنی آزادی کے ساتھ اللہ اور اس کے رسول کے فرمودات پ عمل پیرا ہو سکے لاکھوں قر ۔نیوں کے دینے کے لیے تیار کر دی ۔

قائ اعظم کیا چاہتے تھے..؟

قائ اعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ نے قراد داد کو پیش کرنے کے بعد یہ ہ لگوای تھا۔کہ پ کستان کا مطلب کیا۔۔۔لاالہ الا اللہ مطلب یہ تھا کہ ہم پ کستان کلمہ طیبہ کے م کو نے کے لیے حاصل کرن چاہتے ہیں۔

۴ مارچ ۱۹۴۶ء کو قائ اعظم نے شیلا میں خطاب کرتے ہوئے کہا۔اسلام مکمل ضابطہ حیات ہے اس میں دین کو سیا ت سے الگ نہیں کیا جاسکتا۔ہر مسلمان کے پ س قرآن مجید کا ای نسخہ ہون چاہیے تا کہ وہ اپنی راہنمائی خود کرے۔

(بحوالہ قائ اعظم تقار ی و بیان ت جلد سوم صفحہ ۴۷۴)

۲۵ جنوری ۱۹۴۱ء کو قائ اعظم نے کراچی ب رایسوسی ا سے خطاب کرتے ہوئے کہا میرے علم میں یہ ب ت لائی گئی ہے کہ حضرات جان بوجھ کر شرارت کر رہے ہیں اور پ وپیگنڈہ کر رہے ہیں کہ پ کستان کے آ کی ب ی د شریعت پ نہیں ہوگی، ہماری زن گی پ اسلامی اصولوں کا اطلاق آج بھی اسی طرح ہوت ہے جس طرح تیرہ سو سال پہلے ہوت تھا۔

(بحوالہ ڈان ۲۶ جنوری ۱۹۴۸ء)

اپنی زن گی کی آ ی سرکاری تقری ب سٹیٹ بنک آف پ کستان کے افتتاح کے موقع پ یکم جولائی ۱۹۴۸ء کو فرمای:"ہم ای ایسا معاشی م مرت ب کرنے جارہے ہیں جو عین اسلامی اصولوں کے مطابق ہوگا مغرب کا معاشی م ا کو فائ ہ پہنچانے میں ن کام رہا ہے۔"

(یہ تقری سٹیٹ بنک کی وی ب سائ پ موجود ہے)

۱۲ اکتو ب ۱۹۴۹ء میں تمام اکا ب ین نے وز ی اعظم پ کستان لیاقت علی خان کی سر ب اہی میں قرار داد مقاصد منظور کی جس میں ملک کو اسلامی فلاحی ری ت بنانے کا ارادہ کیا گ ی اور یہ قرارداد موجودہ آ کا حصہ ہے۔لیکن جلد ہی ملک کو سیکولر پ کستان بنانے کے خواہاں نے ۱۹۵۱ء میں لیاقت علی خان کو قتل کر دی اور آ سازی کا کام بھی سیاسی کش مکش کی ہو گ ی۔ب ی دی

اصولوں کی کمیٹی لادینی عناصر اور سیکولرزم کے حامیوں کی وجہ سے ناکام ہوئی جبکہ انہوں نے پروپیگنڈا یہ کیا کہ علمائے کرام کی فرقہ بندیوں کی وجہ سے اسلامی ریاست کا دستور قابل عمل نہیں ہوگا۔ چنانچہ جلد ہی مولانا مودودی رحمہ اللہ، مولانا داؤد غزنوی رحمہ اللہ اور مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ وغیرہ سمیت ملک کے اکابر علماء نے ۲۲ نکات پر مشتمل ایک دستوری دستاویز پیش کی جس میں دستور کی اسلامی بنیادیں طے کی گئی تھیں۔

لیکن افسوس ۱۔قرارداد مقاصد ۲۔علماء کے ۲۲ نکات ۳۔ ۱۹۵۶ء، ۱۹۶۲ء اور ۱۹۷۳ء کے آئین کی اسلامی دفعات آج بھی تمام تر کوششوں کے باوجود کاغذی حد تک محدود ہے۔

قیام پاکستان اللہ کا احسان

قیام پاکستان اللہ کا بہت بڑا احسان ہے امت مسلمہ پر اللہ تعالیٰ نے اسی کی طرف اشارہ کیا اور ساتھ جھنجوڑا بھی کہ اگر تم نے قدر نہ کی تو عذاب ایسا آئے گا کہ وہ پھر صرف ظالم پر ہی نہیں بلکہ اس کے ارد گرد والوں کو بھی لپیٹ مین لے لے گا۔ ارشاد ہوتا ہے۔

”اور اُس فتنے سے ڈرو جو خصوصیت کیساتھ اُنہیں لوگوں پر واقع نہ ہوگا جو تم میں گنہگار ہیں اور جان رکھو کہ اللہ سخت عذاب دینے والا ہے اور (اُس وقت کو) یاد کرو جب تم زمین (مکہ) میں قلیل اور ضعیف سمجھے جاتے تھے اور ڈرتے رہتے تھے کہ لوگ تمہیں اُڑا (نہ) لے جائیں (یعنی بے جان و مال نہ کردیں) تو اُس نے تمہیں جگہ دی اور اپنی مدد سے تمہیں تقویت بخشی اور پاکیزہ چیزیں کھانے کو دیں تاکہ (اُسکا) شکر کرو۔“

پ کستان ایسا ملک اللہ نے ہمیں دی ہے کہ جس میں ہر طرح کی نعمتیں د کے مقابلہ میں . سے زی دہ عمدہ ملک ہے۔

پ کستان د میں واحد ملک ہے جس میں چاروں موسم پ ئے جاتے ہیں، حال ہی میں پنجاب یونیورسٹی لاہور کے وائس چانسلر نے بتا ی کہ پ کستان میں تھر کوئلے کے ۱۷۵ ارب ٹن کے ذخا ئ موجود ہیں جو کہ ۶۱۸ ارب بیرل خام تیل کے . ا. ہے سعودی عرب کے تیل کے ذخا ئ ۲۶۰۰ ارب بیرل ہیں گو ی پ کستان کے ذخا ئ سعودی عرب سے دو َ ٔ سے بھی زا ئ ہے۔اسی طرح کینڈا کے ۱۷۹، ا ی ان کے ۱۳۹، اور عراق کے ۱۱۵ ارب بیرل کے ذخا ئ ہیں جو کہ ۶۹۰ ارب بیرل بنت ہیں یعنی پ کستان کے ذخا ئ کے تقریبا . ا. ۔پ کستان میں کوئلے کے ذخا ئ ۱۷۵ ملین جبکہ د میں کوئلے کی عام قیمت ۷۰ ڈالر ٹن ہے اس لحاظ سے صرف کوئلے کی فرو ت سے ہم ۱۳ ٹ یلین ڈالر حاصل کر ت ہیں اور یہ رقم مساوی ہے اس رقم کے جو امریکہ نے پچھلے ۲۰۰ سالوں میں بینکوں سے بطور قرض لی ہے۔

پنجاب کے کئی علاقوں میں لوہے کے ۱۴۰ ارب روپے کے ذخا ئ ہیں۔پنجاب میں ۵۰ سے زا ئ شو َ ملوں کو صحیح چینلا ئ کر دی جائے تو . ٹی مقدار میں بجلی پیدا کی جا سکتی ہے۔

آب و ہوا کے اعتبار سے ہر موسم یعنی سردی، َ می اور ٔ اں بہار یہاں موجود ہیں ۔ان موسموں کی . و ت الحمدللہ د کی تقریبا ہر فصل اور پھل یہاں پ جا ت ہے۔د کا . سے . ٹا نہری م پ کستان میں موجود ہے۔

پ کستان د کی بہترین آٹھویں ایٹمی طاقت ہے اور اس کی فوج د کی ساتویں . ٹی بہترین فوج ہے۔د کے ۲۰۰ مما لک میں پ کستان معاشی طور پ د کی ۲۴ طاقت ہے۔کپاس کی پیداوار میں پ کستان د میں دوسرے نمبر پ ہے۔دودھ کی پیداوار میں ہم د میں تیسرے نمبر پ ہیں۔پ کستان رقبے کے لحاظ سے د کا ۳۶ واں . ٹا ملک ہے۔فنی عمارت ر ٔ والی

آ بادی کے لحاظ سے اسلامی دنیا میں ترکی کے بعد دوسرے نمبر پر ہے۔ گندم پیدا کرنے میں ہمارا دنیا میں ۵ واں نمبر ہے۔

غور کیجئے! اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس قدر عظیم ملک عنایت فرمایا ہم اللہ کی ناشکری ،اپنی کرپشن اور قیام پاکستان کے مقاصد کو بھول جانے کی وجہ سے آج دنیا کی ذلیل قوم آرہے ہیں اور چوری کے لیے تماشا بنے ہوئے ہیں۔

پاکستان ہم نے کیسے حاصل کیا..؟

کیا ہم بھول گئے کہ ہمارے بڑوں نے قیام پاکستان کے لیے کہ یہاں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا نظام آزادانہ ہو،اس کے لیے کتنی محنتیں اور قربانیاں دی ہیں۔ بھول گئے ہیں ۔ ہندوستان سے مہاجر بن کر آئے ہوئے پاکستانیوں کی جن میں دس لاکھ شہیدوں کا شامل ہے ۔ چند ایک مثالیں ملاحظہ کریں۔

انگریز مؤرخ ڈاکٹر ٹامس اپنی یادداشتوں میں لکھتا ہے کہ" ۱۸۶۴ء سے ۱۸۶۷ء تک کے ۳ سال ہندوستان کی تاریخ کے بڑے المناک سال تھے،ان ۳ سالوں میں چودہ ہزار علماء دین کو انگریزوں نے تختہ دار پر لٹکایا۔ڈاکٹر ٹامس لکھتے ہیں کہ دلی کی چاندنی چوک سے پشاور تک کوئی درخت ایسا نہ تھا،جس پر علماء کی گردنیں لٹکتی ہوئی نظر نہ آتی تھیں۔علماء کو خنزیر کی کھالوں میں بند کر کے جلتے ہوئے تنور میں ڈالا جاتا ،لاہور کی شاہی مسجد کے صحن میں پھانسی کا پھندا تیار کیا گیا اور انگریزوں نے ایک ایک دن میں ۸۰،۸۰ علماء کو پھانسی پر لٹکایا۔"

یہی انگریز مؤرخ ڈاکٹر ٹامس لکھتا ہے کہ"میں دلی کے ایک خیمے میں ٹھہرا تھا کہ مجھے مردار کے جلنے کی بو محسوس ہوئی،میں نے خیمے کے پیچھے جا کر دیکھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ آگ کے انگارے دہک رہے ہیں اور ان انگاروں پر چالیس مسلمان علماء کو کپڑے اتار کر ہاتھ پاؤں باندھ کر ڈالا گیا ہے،اس کے بعد پھر چالیس علماء کو لایا گیا اور میرے سامنے ہی ان کے کپڑے

اٹ رلیے گئے، ای انگیر ی افسر نے ان کی طرف دیکھ کر کہا: ''اے مولویو! جس طرح ان کو آگ میں جلادی َ ی ،تم کو بھی اسی طرح آگ میں جھو دی جائے گا، اَ تم میں سے صرف ای آدمی بھی کہہ دے کہ ہم ۱۸۵۷ء کی بَ میں شری نہیں تھے تو تم کو چھوڑ دی جائے گا۔'' ٹمس کہتا ہے کہ:

''مجھے پیدا کرنے والے کی قسم ہے، میں نے دیکھا کہ چالیس علماء آگ پ پ گئے اور پھر ان چالیس علماء کو بھی آگ میں جھو دی َ ی ،لیکن کسی ای مسلمان عالم نے بھی انگری وں کے سامنے َ دن نہ جھکائی اور نہ معافی کی درخوا ت کی۔''

(داستان ہجرت ص ۴۰)

آ ی ہچکی سے پہلے

یہ نوجوان لڑکی ابھی نئی نئی بی اے کرکے آئی تھی ،سکھوں اور ہندوؤں نے اس کے بھائیوں کو اس کے سامنے قتل کیا پھر اس کے ساتھ پندرہ سکھوں نے زی دتی کرنے کے بعد اس کے چھاتی کاٹ لی اور پھر اسے چوک سراجاں کی طرف دی والدہ ما ہ نے اٹھ کر لڑکی کو سنبھالا وہ ز گی کے آ ی لمحوں پ تھی والدہ ما ہ لڑکی کی سر ت کے ساتھ مرحم پٹی کی ،تھوڑی دی کے بعد اس کی آنکھیں کھلیں اپنی بھائیوں کے م پکارتی رہی اور بے ہوش ہوگئی اور آدھی رات ت بے ہوش رہی،۔ اس نے آنکھیں کھولی والدہ نے اسے پ نی پلای قرآن مجید پ ڑھا وہ ت وہی پھر امی نے پوچھا ''بیٹی کیا ہوا تھا۔''

اس نے آہستہ آہستہ یہ جواب دی: ''درو دیوار جل رہے ہیں د بھر کے ت ری سائے مسلمانوں کے پیچھے لگے ہوئے ہیں ایسا لگتا ہے کہ بہت خون بہے گا ،اور ہم پ کستان کی آرزو لیے جگر فگاری کے ساتھ چلے جا ،یہ ستارے اور آسمان بھی ان درد بھرے مناظر کی ت ب نہیں لاتے یہ وحشی در ے ہندو اور سکھ ا ن کی پیش نی پ داغ ہیں ۔کیسے کیسے گہرے

گھاؤ مسلمانوں کو لگ چکے ہیں۔شعلہ ریز آہیں آسمانوں کو چیرتی ہو عرش جلیل سے جا لگتی ہیں کہ اے اللہ پ کستان بنا دے، یہی جستجوں یہی تمنا ہے۔ ہمارے بلکتی روحوں کو قرار آئے گا ،میرے بھائی قتل ہوئے تو کیا پ کستان تو بن جائے گا۔'' پھر اسے ای ہچکی آئی اور وہ ہمیشہ کے لیے سو گئی۔

ی کے اُس پ ر

. . ہم نے اپنے شہر کو چھوڑا تو پورے شہر میں ہُو کا عالم طاری تھا اور ہمارے نکال آنے کے بعد جو ظلم اور وحشیانہ قتل عام ہوا، اس کی چیخیں دل ہلا دینے والی ہیں، کٹے ہوئے حلقوم سے ابھرتی ٹوٹتی اور خوموش ہو جانے والی لٹی ہوئی عصمتوں کی سسکیاں، التجا ،حسرتیں اور خاموش آ گہرے زخم کی طرح خوموش، بے پناہ طوفان کی طرح خوموش اور اس قدر خاموش کہ ت ریخ کی آ بن گئے اور یہ چیخیں عین شہر سے کئی میل دور َ رنے والی ی کے اس پ رسنائی دے رہی تھی جو آج ت ریخ کا حصہ بن گئیں۔

لاشیں جلتی رہیں

ہر سو ھا کے ب غ کے قری ای مکان میں تقریباً ۹۰ آدمیوں جن میں مرد، عورتیں، بچے اور بوڑھے شامل تھے، نے پناہ لے رکھی تھی ،سکھ سور ماؤں کو علم ہوا، تو پٹرول لے کر پہنچے اور ان کا گھیراؤ کر لیا، اس میں سے ای شخص ا. اھیم سے ان پ پٹرول ڈلوا کر اسی کے اپنے ہاتھوں آگ لگوائی گئی، اس میں ا. اھیم کے والدین اور د رشتہ دار بھی شامل تھے، لاشیں جلتی رہیں ۔انہوں نے ا. اھیم کو یہ کہتے ہوئے چھوڑ دی کہ جاؤ اور اپنے رشتہ داروں کو ان کا حشر بتاؤ۔

. . ۰ ے لڑکیاں

یہ قافلہ اپن منزل کی طرف رواں دواں تھا کہ آگے اور پیچھے سے ہندو سکھ غنڈوں نے قافلہ پ اچان حملہ کر دی، یہ دیکھا َ ی کہ عجیب افراتفری تھی، آگے والے پچھلی طرف اور پیچھے والے اگلی

طرف بھاگ رہے تھے، اس طرح قتلِ عام کا بازار گرم تھا، یہ ایک قیامت خیز منظر تھا۔ اسی اثناء میں یہ اطلاع ملی کہ قافلہ میں سے ۷۰ لڑکیوں نے قافلہ کا قتلِ عام دیکھ کر کالج کے پُل سے نہر میں چھلانگیں لگا دیں، جس کا پانی تقریباً ۳۰ فٹ گہرا تھا، اس طرح انہوں نے اپنی جانیں جانِ آفرین کے سپرد کر دیں اور اپنے جسموں کو ناپاک ہاتھ نہیں لگنے دیئے۔

پاکستان کو میرا سلام

ایک خاتون خون میں لت پت پڑی تھی، پانی پلا کر مرہم پٹی کرنے کی کوشش کی گئی، مگر اس کا فائدہ کچھ نہ تھا، آخری دم پر تھی، اس خاتون نے بتلایا: ''شام چوراسی کی بستی میں اس کے والد اور سات بھائی، چچا اور ان کے چار لڑکے سبھی شہید ہو گئے، تین بہنیں لڑتے لڑتے نہر میں ڈوب گئیں، والدہ کو انہوں نے قتل کر دیا، میں چھپ گئی لیکن انہوں نے مجھے ڈھونڈ نکالا۔ جب قریب آئے تو میں نے چھروں اور ٹوکے سے دو کو زخمی کر دیا اور پھر انہوں نے جلا کر میرا یہ حشر کیا، جو ناقابلِ بیان ہے، خاتون آخری سانس سے پہلے کہہ رہی تھی: ''پاکستان کو میرا سلام پہنچا دیجیے ،خود نہ رہ سکے تو کیا ہوا رہنے والوں کے لیے تو ہے، قائداعظم سے کہہ دیجئے کہ شام چوراسی کے نوجوانوں، بزرگوں اور جوان لڑکیوں نے پاکستان کی جنگ شام چوراسی کی نہر پر لڑی ہے اور یہ خون ہرگز رائیگاں نہیں جائے گا۔'' (داستانِ ہجرت ص ۸۰۔۸۴)

ہندوؤں نے کہا۔ جلدی ہو کر نکل جاؤ

ڈاکٹر علی شیر شہید جالندھر کی معروف شخصیت اور علی شیر اینڈ کو میڈیکل مینوفیکچرز کے مالک تھے۔ ان کا شوروم ریلوے روڈ پر تھا اور بلائی منزل پر رہائش تھی۔ موصوف کو مطلع کیا جا چکا تھا کہ خطرات بڑھ رہے ہیں لہٰذا اپنے تحفظ کے لیے بچوں سمیت رستہ محلّہ عالی میں جلد منتقل ہو جائیں۔ ان کے شوروم سے ملحق اکالی دل کا مرکزی دفتر تھا اور اکالی سکھوں کو مفت دوا دینا ان کا روزمرہ کا معمول تھا۔ جب انہوں نے نقل مکانی کا ارادہ کیا تو سکھوں نے انہیں حفاظت کا

یقین دلا کر زبردستی جانے سے روک لیا۔افسوس کہ وہ ان پر بھروسہ کر گئے ان کی زوجہ محترمہ چند ماہ پیشتر وفات پا چکی تھیں، ایک کم عمر بچہ اور ان کی دونو عمر بیٹیاں ان کے ہمراہ رہائش پذیر تھیں۔ کچھ دنوں بعد رات کے وقت سکھوں نے حملہ کر دیا انہوں نے اوپر کی منزل سے حملہ آوروں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا میں آپ کی بے وقت ضرورت ہر قسم کی امداد کی اور آپ پر بھروسہ کیا اگر آپ کو دولت کی ضرورت ہے تو لاکھوں روپے کی رقم آپ کے سپرد کرتا ہوں۔اگر اس عمارت اور اس میں لاکھوں روپے کی مالیت کی دواؤں کی ضرورت ہے تو یہ بھی آپ کے سپرد کرتا ہوں۔ میری اور بچوں کی جان بخش دو۔ حملہ آوروں کے سروں پر خون سوار تھا انہوں نے ڈاکٹر صاحب کی ایک نہ مانی۔عمارت کو آگ لگائی اور انہیں اور ان کے کمسن بیٹے کو قتل کر کے ان کی دونوں بیٹیوں کو زندہ پکڑ کر مارتے دھکیلتے غلہ منڈی لے گئے جو ہندوؤں کا بڑا گڑھ تھا۔انہوں نے آگ کا ایک بڑا الاؤ جلا رکھا تھا ریلوے اسٹیشن پر بھولے بھٹکے مسافروں کو قتل کر کے اس آگ کے الاؤ میں ڈال دیا جاتا تھا۔ڈاکٹر علی شیر کی یتیم اور بے یارو مددگار دونوں بیٹیوں کو الاؤ کے قریب لا کر حکم دیا گیا کہ وہ غنڈوں کو اور بدمعاشوں کے سامنے برہنہ ہو کر ناچیں جنہوں نے شراب کی بوتلیں اپنے معدوں میں انڈیل رکھیں تھی دونوں باحیاء اور غیرت مند لڑکیوں کے انکار پر انہیں بے رحمی سے مارا گیا اور طمانچے مار مار کران کے منہ نیلے کر دیے گئے۔دونوں بہنوں نے باہم اشاروں میں مشورہ کر کے الاؤ کے گرد گھومتے اور ناچتے ہوئے جلتے الاؤ میں چھلانگ لگا کر پاکستان کے مقصد نام پر خود کو قربان کر دیا۔

کسی کی گود دن کٹی، کسی کا بازو نہیں تھا

عصر کے وقت ہم قلعے کے باہر جمع ہو گئے جہاں مہاجر کیمپ قائم کیا گیا تھا۔کچھ بچوں کو پیاس لگ رہی تھی، وہ بری طرح تڑپ رہے تھے، وہاں ایک نالہ بہہ رہا تھا۔جس میں کائی جمع تھی اور بدبو آرہی تھی۔ایک پانی زنگ آلود ڈبہ پڑا تھا، ایک روز دو آدمیوں نے اپنے ازار بند نکالے اور اسی

ڈبے سے . ھ کر گندا پ نی نکالا ۔ وہی بچوں کو پلا ی ۔ شام کو قلعے کا دروازہ کھلا تو جسے جہاں جگہ ملی ،وہی بیٹھ ی ، . دل شکستہ اور زخمی تھے، کسی کی دن کٹی ہوئی، کسی کا . زو نہیں تھا، کسی کی ٹ . اور کسی کی آنکھیں نہیں تھیں ۔ یہ مہا . کیمپ کیا تھا ۔ تین ماہ کی ا ی جیل تھی ۔ روزانہ سینکڑوں لوگ مر رہے تھے ۔ زخمیوں اور بیماروں کا علاج میسر تھا نہ کوئی اور مدد ملی ۔ روزانہ ا ی ٹ ک آ ت جو وہاں سے لاشیں لے جا ت ۔ بعد میں ٹ ھا کھودتے اور لاشیں اس میں ڈال کر مٹی بھر دیتے ۔ شروع شروع میں ا ی ا ی روٹی ملنے لگی ۔ آدھی صبح ، آدھی شام کو کھا ی ت ۔ پھر راشن دینا شروع کیا تو اس میں شیشہ پیس کر دیتے ۔ جس سے شہادتوں میں اضافہ ہو ی ۔ ا . جی کے ماموں کا انتقال ہو ی ۔ ہماری پھوپھی روتی ہوئی آ کہ کچھ کرو، لیکن کیا کر ت تھے ۔ ا ی پ انی چادر میں ان کو لپیٹ کر، ز جنازہ پ ڑھ کر ٹ ک والوں کے حوالے کر دی ت ۔ ی زاد بھائی بشیر صا . کا لڑکا فوت ہو ی ۔ تو اسے بھی اسی طرح ٹ ک والوں کے حوالے کر دی ۔ لوگوں نے ا ی رضا کار تنظیم بنالی ۔ جن کے پ س جو کچھ فالتو ہو ت ، وہ . اکٹھا کر کے

ضرورت مندوں کو دے آتے ۔ رفع حا . ت کے لیے ۲۰ فٹ گہری ا ی کھائی کھودی ۔ جس کا ا ی حصہ خواتین اور ا ی حصہ مردوں کے لیے مخصوص تھا ۔ . ا ی کھائی بھر جاتی تو دوسری کھود ی ت اور پہلی کو بند کر دیتے ۔ وہاں کالے ٹ کی ا ی دکان تھی ۔ می اور . رش سے ٹ پگھل کر . ہر آ ی تو میٹھے کو ت سے ہوئے لوگ اس فرش سے اٹھا کر چاٹ ی ت تھے ۔

ا ی سو . ہنہ عورتیں

. گیڈ یئر . سٹو مسلمان مہا . وں کی سپیشل ٹ ینوں پ ہندوؤں سکھوں کے منظّم حملوں کا ت . کرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ '' ی رہ ستمبر ۱۹۴۷ء . سنگھ اور اس کے ڈو ہ وپ کو ا ی عجیب واقعہ پیش آ ی ۔ سہ پہر کے وقت مسلم پناہ . ینوں سے بھری ہوئی ٹ ین روانہ ہوئی ۔ اس ٹ ین کے ہمراہ اسٹیٹ فورس اسکارٹ تھا ۔ ٹینک بھی ساتھ ساتھ حر ت میں آ گئے ۔ . یہ ٹ ین

ر یـ ـت کپورتھلہ کہ سرحد کے قریـ پہنچی تو . سنگھ نے دیکھا کہ ٹ ین کا اگلا ڈبہ پٹڑی سے َ یـ ہے۔ وہ پیچھے مڑا تو دیکھتا ہے کہ دو ہزار کے قریـ سکھوں نے ٹ ین پ حملہ کردیـ ۔ . سنگھ نے حملہ آوروں پ فوری یورش کی اور مار بھگایـ ۔ لیکن اس دوران سکھ بے شمار مسلمانوں کو قتل کر چکے تھے۔ لاتعداد زخمی ہوئے اور حملہ آور دو سو کے قریـ عورتوں اور لڑکیوں کو بھی اپنے ساتھ لے گئے، چنانچہ اس واقعہ کے فوراً بعد . سنگھ کی جگہ لیفٹیننٹ وجاہت حسین نے لے لی اور ان کے ہمراہ سی، آئی، ایچ کے جو کچھ جوان موجود تھے اس . قسمت ٹ ین کے مسافروں کی حفاظت اپنے تیس کے لگ بھگ ساتھیوں سمیت کر رہے تھے۔ کہ ا ھیرا ٹ ھنے لگا۔ چاروں طرف سے زخمیوں کی کراہیں اور چیخیں بلند ہو رہی تھیں۔ وہ اپنے عزیـ وں کو تلاش کر رہے تھے۔ تمام رات سخت بے چینی رہی اور خوف و ہراس چھایـ رہا۔ سکھ جا چکے تھے۔ . صبح ہوئی تو ایـ عورت کی جوتی کچھ فاصلہ پ ملی۔ اس سے آگے ایـ میل کے فاصلے پ جھاڑیوں میں تقریباً ایـ سو . ہنہ عورتیں ملیں۔ ان میں سے ابھی کچھ ز ہ تھیں۔ اور بیشتر عورتوں کی چھاتیاں کاٹ کر موت کے گھاٹ ا رد َیـ تھا۔ بچے قتل کر دیے گئے تھے، بیس کے قریـ بچے رینگ رہے تھے اور اپنی ماؤں کی تلاش کر رہے تھے۔ عورتوں کی . ہنہ لاشیں دیکھ کر ا ازہ ہو تھا کہ رات میں ان عورتوں کی . ر . ر عصمت دری کی گئی تھی اور اس کے بعد انہیں قتل کر دیـ َ تھا۔ کئی ہزار اکالی گھوڑوں پ سوار تھے انہوں نے دو مرتبہ حملہ کیا۔

(. . امرتسر جل رہا تھا از خواجہ افتخار: ص ۲۳۸)

قیام پ کستان کے بعد ہماری ذمہ داریـ ں

اَ اللہ کسی قوم کو الگ آزادانہ اسلامی ر یـ ـت عنایـ ـت کر دے تو اس کی ذمہ داریوں میں شامل ہے کہ وہ اللہ کے م کو نے کے لیے ساری قوتیں، طاقتیں صرف کر دیں۔ اور اللہ اور اسکے رسول اللہ کی اطا ـت کو بجالائے۔

ارشاد بری تعالیٰ ہے۔

﴿الَّذِينَ إِن مَّكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَأَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنكَرِ وَلِلَّهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ﴾

''یہ وہ لوگ ہیں کہ اَ ہم ان کو ملک میں دسترس دیں تو ز پڑھیں اور زکوٰۃ دیں اور نیک کام کرنے کا حکم دیں اور بُرے کاموں سے کریں اور ب کاموں کا ا م اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔''

اپنا سارا کا سارا عدالتی م ایسی قانون کے پیشِ رکھیں۔

مومنو! اللہ اور اُس کے رسول کی فرمانبرداری کرو اور جو تم میں سے صا بِ حکومت ہیں اُن کی بھی اور اَ کسی بت میں تم میں اختلاف واقع ہو تو اَ اللہ اور روزِ آ ت پ ایمان ر ہو تو اُس میں اللہ اور اس کے رسول (کے حکم) کی طرف رجوع کرو یہ بہت اچھی بت ہے اور اس کا ا م بھی اچھا ہے۔

اَ کوئی ایسا نہیں کر تو ارشاد ہو ہے۔

''بیشک ہم نے ہی تورات نازل فرمائی جس میں ہدایت اور روشنی ہے۔ اسی کے مطابق انبیاء جو (اللہ کے) فرمانبردار تھے یہودیوں کو حکم دیتے رہے اور مشائخ اور علماء بھی کیونکہ وہ کتاب اللہ کے نگہبان مقرر کیئے گئے تھے اور اس پر گواہ تھے (یعنی حکمِ الٰہی کا یقین رکھتے تھے) تو تم لوگوں سے مت ڈرنا اور مجھ ہی سے ڈرتے رہنا اور میری آیتوں کے بدلے تھوڑی سی قیمت نہ لینا اور جو اللہ کے نازل فرمائے ہوئے احکام کے مطابق حکم نہ دے تو ایسے ہی لوگ کافر ہیں۔

میرا وطن پاکستان

وطن کی محبت انسان کا ایک فطری جذبہ ہے۔ صحابہ کرام مہاجرین رضی اللہ عنہم اگرچہ رضا و رغبت اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا کی خاطر اپنے وطن، اپنے گھر بار کو چھوڑ کر مدینہ آ گئے تھے لیکن شروع شروع میں ان کو وطن کی یاد نے خوب ستایا۔ مدینہ میں آتے ہی حضرت بلال رضی اللہ عنہ اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بخار میں مبتلا ہو گئے۔ جب کچھ صحت یابی ہوئی تو یہ اشعار پڑھے:

کاش! پھر مکہ کی وادی میں رہوں میں ایک رات

ایسی وادی میں کہ جہاں میرے ارد گرد جلیل واذخر ہوں

اور کاش مجنہ کے چشموں پر حاضری دوں۔

کاش! پھر دیکھوں میں شامہ کاش! پھر دیکھوں طفیل

یہ حالت زار دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا:

اے میرے اللہ! شیبہ بن ربیعہ، عتبہ بن ربیعہ اور اُمیہ بن خلف مردودوں پ لعنت فرما۔ انہوں نے ہمیں اپنے وطن سے اس و کی سرزمین کی طرف نکالا۔ پھر آپ ﷺ نے مدینہ کی محبت اور وہاں سے و ءو بیماری کے رفع کی دعا کی۔

''اے اللہ! ہمارے دلوں میں مدینہ کی محبت اسی طرح پیدا کر دے جس طرح مکہ کی محبت ہے۔ بلکہ اس سے بھی زیدہ۔ اے اللہ! ہمارے صاع اور ہمارے مد میں . ت فرما اور مدینہ کی آب وہوا ہمارے لیے صحت خیز کر دے یہاں ت کے بخار کو جحفہ میں بھیج دے''

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی دعا کو شرف قبولیت سے نوازا اور مدینہ نہ صرف آب و ہوا بلکہ ہر لحاظ سے ای . ت کا نمونہ بن َ ی۔ اور اللہ نے اسے ہر قسم کی . کتوں سے نوازا اور . سے . ڑا اشرف جو کائنات عالم میں اسے حاصل ہے وہ یہ کہ یہاں سرکارِ دو عالم رسول اکرم ﷺ آرام فرما رہے ہیں۔

آپ ﷺ اپنے وطن کے متعلق کہا کرتے تھے سید ، عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مکہ کے لیے فرمای:

''کس قدر تو پ کیزہ شہر اور مجھے محبوب ہے اور اَ میری قوم مجھے تجھ سے نہ نکالتی، میں

تیرے سوا کہیں سکونت اختیار نہ کرتا''

عبداللہ بن عدی بن حمراء کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ اپنی اونٹنی پر حزورۃ کے مقام پر کھڑے تھے آپ فرما رہے تھے:

اللہ کی قسم! اللہ کی زمین میں تو سب سے بہترین اور اللہ کی زمین میں مجھے سب سے زیادہ پیارا ہے اگر مجھے تیرے اندر سے نکالا نہ جاتا تو میں کبھی نہ نکلتا

مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

''میں اپنی قوم کے چند لوگوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، ہم آپ کے پاس بیس راتیں ٹھہرے، آپ ﷺ بہت رحم کرنے والے، نرم دل تھے۔ جب آپ نے ہمارا اپنے گھر والوں کے متعلق شوق محسوس کیا تو فرمایا: جاؤ اپنے اہل وعیال مین چلے جاؤ اور انہیں دین، سکھاؤ، اور جب نماز کا وقت ہو جائے تو تم میں سے ایک اذان کہے اور جو عمر رسیدہ ہو وہ امامت کرائے''

وطن چھوڑنے پر اللہ کی مدد ضرور نصیب ہوتی ہے۔

''اَ تم پیغمبر کی مدد نہ کرو گے تو اللہ اُن کا مددگار ہے (وہ وقت تمہیں یاد ہوگا) . اُن کو کافروں نے گھروں سے نکال دیا (اس وقت) دو (ہی شخص تھے جن) میں (ا ایک ابوبکر تھے) دوسرے (خود رسول اللہ) . وہ دونوں غار (ثور) میں تھے اس وقت پیغمبر اپنے رفیق کو تسلی دیتے تھے کہ غم نہ کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے، تو اللہ نے اُن پر تسکین نازل فرمائی اور اُن کو ایسے لشکروں سے مدد دی جو تمہیں نہیں آتے تھے اور کافروں کی بات کو پست کر دیا اور بات تو اللہ ہی کی بلند ہے اور اللہ زبردست (اور) حکمت والا ہے ۔۴۰۔ تم ہلکے ہو یا بوجھل (یعنی مال و اسباب تھوڑا رکھتے ہو یا بہت، گھروں سے) نکل آؤ اور اللہ کے رستے میں مال اور جان سے لڑو یہی تمہارے حق میں اچھا ہے بشرطیکہ سمجھو''

"(اور) ان مفلسانِ ترک الوطن کے لئے بھی جو اپنے گھروں اور مالوں سے خارج (اور جدا) کر دیئے گئے ہیں (اور) اللہ کے فضل اور اس کی خوشنودی کے طلبگار اور اللہ اور اس کے پیغمبر کے مددگار ہیں یہی لوگ سچے (ایماندار) ہیں اور (ان لوگوں کے لئے بھی) جو مہاجرین سے پہلے (ہجرت کے) گھر (یعنی مدینے) میں مقیم اور ایمان میں (مستقل) رہے (اور) جو لوگ ہجرت کر کے ان کے پاس آتے ہیں ان سے محبت کرتے ہیں اور جو کچھ ان کو ملا اس سے اپنے دل میں کچھ خواہش (اور) خلش نہیں پاتے اور ان کو اپنی جانوں سے مقدم رکھتے ہیں خواہ ان کو خود احتیاج ہی ہو اور جو شخص حرصِ نفس سے بچا لیا گیا تو ایسے ہی لوگ مراد پانے والے ہیں"

جشنِ آزادی مبارک

آزادی کا مفہوم دین اسلام پر عمل پیرا ہونے کے لیے آزاد ملک کا پایا جانا آزاد ہے نہ کہ جشنِ آزادی منانے والا ہر شخص ہ کے لیے آزاد ہے اسے کوئی پوچھنے والا نہیں۔نہیں نہیں آج ہم آزاد ملک میں رہتے ہوئے بھی غلامی کا شکار ہیں۔ ہماری ثقافت وتہذیب، آئین وقانون، عدلیہ اور اقضیہ سب انگریز کی غلامی کے بعد بھی ۔۔۔ کے غلام ہیں ہمارا داہنا بازو (مشرقی پاکستان) کاٹ دیا گیا۔

حکمران کافروں کی چاپلوسی کرنے پر مجبور۔۔ کیا یہ آزادی ہے اور یہ جشن کس چیز کا جشن ہے۔

آج ہم ۱۴ اگست جشن آزادی کے نام پر سرکاری غیر سرکاری عمارتوں کو سبز ہلالی جھنڈیوں سے سجا کر، لال، پیلی بتیوں، مانوس کی زیبائش کر کے، شراب وکباب کی محافل سجا کر ملک وملت کے ازلی دشمن بھارت کی فحش بے ہودہ فلموں کو دیکھ کر، نائٹ کلبوں میں عریاں اور تھرکتے جسموں کی نمائش کروا کر، موٹر سائیکلوں کے سائلنسر نکال کر اور آلودگی پھیلاتی گاڑیوں کے پریشر ہارن بجا کر مناتے ہیں۔ اور ہم سمجھتے ہیں کہ آج اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ملکِ پاکستان دیا تھا اس کی

خوشی منا رہے ہیں ۔ لاکھوں شہیدوں کی روحوں کو ایصالِ ثواب پہنچا رہے ہیں ۔ آیئے محمد کریم ﷺ کو . . اللہ خوشی دیتا تھا ۔ تو ان کی حا ت کیا ہوتی تھی :

’’ . . رسول اللہ ﷺ کو کوئی خوشی والا معاملہ یا خو ی ملتی تو اللہ کے حضور سجدہ میں ڑتے (اور شکرانے کا سجدہ کرتے)‘‘

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو نبی کریم ﷺ نے یمن کی طرف روانہ کیا وہاں جا کر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اہل یمن کے قبول اسلام کی خو ی آپ ﷺ کو بطور خط لکھ کر سنائی تو . . :

’’ رسول اللہ ﷺ نے وہ خط ڑھا تو اس پ اللہ کا شکر ادا کرنے کیلئے سجدے میں گئے‘‘

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

’’ میں مومنوں کے . رے میں اللہ کے فیصلے پ تعجب زدہ ہوا کہ ا مومن کو بھلائی (خوشی و خیر) پہنچتی ہے تو وہ اپنے رب کی حمد اور شکر کرتا ہے اور ا مصیبت پہنچتی ہے تو اپنے رب کی حمد اور صبر کرتا ہے (پھر فرمایا) مومن کو ہر چیز کے . لے ا . دیا جاتا ہے حتی کہ اپنی بیوی کے منہ میں آ جانے والے لقمہ کا بھی‘‘

صحیح مسلم کی روایت میں یہ الفاظ ہیں

''اگر مومن کو خوشی پہنچتی ہے تو وہ اللہ کا شکر کرتا ہے اور یہ اسکے حق میں بہتر ہے اور اگر اسے تکلیف پہنچتی ہے تو وہ صبر کرتا ہے اور یہ بھی اسکے حق میں بہتر ہے''

اللہ تعالیٰ نے بھی قرآن میں یہی حکم سنایا ہے کہ ہر نعمت کا شکرادا کرو، ناقدری نہ کرو۔

''پس مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد رکھوں گا اور میرا شکرادا کرو میری (نعمتوں کی) ناشکری نہ کرو''

''اللہ کی نعمتوں کا شکرادا کرو اگر تم اسکی عبادت کرتے ہو''

خوشی کا ... نے والے کا بھی شکریہ ادا کرو، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جو لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا وہ اللہ کا شکریہ ادا نہیں کرسکتا''

(امام احمد)

شاکر رحمہ اللہ نے فرمایا اسکی سند صحیح ہے۔

ظفر آدمی نہ اس کو جانیئے گا ہو وہ کتنا بھی فہم و ذکاء
جسے عیش میں یادِ خدا نہ رہا جسے طیش میں خوفِ خدا نہ رہا

۴ستمبر عالمی یوم حجاب

ارشاد. ری تعالیٰ ہے:

''اے پیغمبر! اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دو کہ (. ہر نکلا کریں تو) اپنے (منہ) پ چادر ٹ (کر گھونگھٹ نکال) لیا کریں یہ اَمر ان کیلئے موجبِ شنا ۔ (وامتیاز) ہوگا تو کوئی اُن کو ا انہ دے گا۔''

تمہیدی کلمات:

کچھ عرصہ قبل ای مسلمان خاتون مروہ شہر یعنی . منی کی عدا میں پیش ہوئی جس کی گود میں ای معصوم بچہ بھی تھا اس پ قاتلانہ حملہ کیا یا اور وہ شہید ہوگئیں۔ان کا . م صرف یہ تھا کہ انہوں نے اپنے سر کے اوپ ای کپڑے کا سکارف پہن رکھا تھا۔بعدازاں فرانس، ڈ رک ،. منی، ہالینڈ نے حجاب پ پبندی لگادی۔یہ طرزِ عمل . دی ا نی حقوق کی خلاف ورزی بھی ہے۔لندن میں ۱۲ جولائی ۲۰۰۴ء کو پ وٹیکشن فار حجاب کے . م سے ای کا نس کا انعقاد ہوا جس میں د کے مختلف مما لک کے تین سو سے زیدہ ئندے شری ہوئے اور انہوں نے ۴ ستمبر کو عالمی یوم حجاب منانے کا فیصلہ کیا، اسی طرح . طانوی مسلمانوں کی تنظیم ''مسلم ایسوسی ا آف . ٹن'' نے بھی لندن کی کا نس میں حصہ لیا اس کا نس کے مہمان خصوصی علامہ یوسف القرضاوی تھے انہوں نے بھی ۴ ستمبر کو عالمی یوم حجاب منانے کی ۔ کی۔۲۰۰۴ء سے آج ۔ پوری د میں مسلم خواتین حجاب ڈے ۴ ستمبر کو منا کر یہ پیغام دیتی ہیں کہ حجاب خواتین جبراً ای ظلماً

نہیں پہنچتی بلکہ یہ اپنی عزت وعصمت کی حفاظت کے لیے حکم ٰ او ی سمجھ کرسکارف وحجاب اوڑھتی ہیں۔

حجاب کیا ہے......؟

کی جمع ہے اسکا معنی'' پ دہ'' اور'' ہر وہ چیز جو دو چیزوں کے درمیان مائل ہو جائے۔''

قرآن مجید میں کئی مقامات پ پ دے کے معنی میں یہ لفظ استعمال ہوا ہے۔ارشاد ہوت ہے۔

''اور کسی آدمی کے لئے ممکن نہیں کہ اللہ اس سے ب ت کرے الہام (کے ذریعے) سے ی پ دے کے پیچھے سے ی کوئی فرشتہ بھیجد دے تو وہ اللہ کے حکم سے جو اللہ چاہے القا کرے بیشک وہ عالی رتبہ اور حکمت والا ہے۔''

دوسرے مقام پ ہے۔

''ان دونوں یعنی ب ٰ ت اور دوزخ کے درمیان (اعراف ٰ م) ای دیوار ہو گی اور اعراف پ کچھ آدمی ہوں گے جو ب کو ان کی صورتوں سے پہچان لیں گے تو اہلِ ب ٰ ت کو پکار کر کہیں گے کہ تم پ سلامتی ہو یہ لوگ (ابھی) ب ٰ ت میں داخل تو نہیں ہوئے ہوں گے امیدر ت ہوں گے۔''

شرعی حجاب سے مراد کہ عورت ب گھر سے ب ہر نکلے تو اپنے او پ کوئی ب ڑی چادر اوڑھ کر نکلے جس

سے اس کا سارا جسم چھپ جائے ،صرف دیکھنے کے لیے کچھ آ   کے علاوہ۔

حجاب اور پ دہ کرنے کا حکم کیوں۔؟

اسلام عورت کو ب وقار اور ب عزت بنا نا چاہتا ہے اور اسے قیمتی متاع شرم و حیا کا پیکر دیکھنا چاہتا ہے جس کے حصول کے لیے حجاب ، چادر ، اوڑھنی ضروری ہے۔

جبکہ اس کے ب عکس مغربی تہذ ی ب عورت کو ب زار کی رونق ، اقتصادی ت قی کے ن م پ گھر سے ب ہر نکال کر اسے مال تجارت کی طرح نیلام کر نا چاہتی ہے۔ہمیں مغربی تہذ ی ب کو اپنا کر معاشرت کو ب کردار ، فحاشی و عری نی کی دلدادہ عورت چاہیے ی کہ اسلام ی حدود قیود کی پ بند اپنی عزت و عصمت کی محافظ خاتون چاہیے اس کا فیصلہ ہم نے خود کر نا ہے۔ پ دہ تنگ   ی اور بجا پ بندی کا ن م نہیں بلکہ یہ عزت کی محافظت کا ضامن ہے۔

ن ول حجاب

ابتداء اسلام مین مسلم خواتین بھی ز ی ب وز   کے ساتھ بے حجاب گھر سے ب ہر نکلا کرتی تھیں ازواج مطہرات کا بھی یہی حال تھا۔غیر مردوں کے گھروں میں داخلے پ کوئی پ بندی نہیں تھی یہ صورتحال سید ن عمر فاروق رضی اللہ عنہ پ   ان گ ری جیسا کہ حدی ث میں ہے۔(لکھا موجود ہے)

ای دوسری روای ت میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ:

”اے اللہ کے رسول ! آپ کے گھر نیک اور فاسق ہر طرح کے لوگ آتے رہتے ہیں کاش ! کہ آپ امہات المومنین کو پ دے کا حکم دیں۔تو اللہ تعالیٰ نے آی ت حجاب (پ دے کا حکم) فرمادی۔“

ارشاد ہوت ہے:

’’اے پیغمبر! اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دو کہ (۔ ہر نکلا کریں تو) اپنے (منہ) پ چادر ٹ (کر گھونگھٹ نکال) لیا کریں یہ اَمر ان کیلئے موجبِ شنا ۔ (وامتیاز) ہوگا تو کوئی اُن کو ای انہ دے گا۔‘‘

مزی فرمای:

’’مومنو! پیغمبر کے گھروں میں نہ جای کرو اس صورت میں کہ تم کو کھانے کیلئے اجازت دی جائے اور اُس کے پکنے کا انتظار بھی نہ کرن پڑے لیکن ۔ ۔ تمہاری دعوت کی جائے تو جاؤ اور ۔ کھان کھا چکو تو چل دو اور ۔توں میں جی لگا کر نہ بیٹھ رہو یہ ۔ت پیغمبر کو ای ادیتی ہے اور وہ تم سے شرم کرتے ہیں (اور کہتے نہیں) لیکن اللہ سچی ۔ت کے کہنے سے شرم نہیں کرت اور ۔ پیغمبر کی بیویوں سے کوئی سامان مانگو تو پ دے کے ۔ ہر سے مانگو یہ تمہارے اور اُن کے دونوں کے دلوں کیلئے بہت پ کیزگی کی

بت ہے۔"

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

"حجاب کی آیت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے متعلق نازل ہوئی اور اس دن آپ نے روٹی اور گوشت ان کے ولیمہ میں کھلایا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام بیویوں پر وہ فخر کیا کرتی تھیں اور کہا کرتی تھیں کہ اللہ تعالیٰ نے میرا نکاح آسمان پر ہی کر دیا ہے۔

ابن شہاب کہتے ہیں کہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے مجھے اطلاع دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ تشریف لائے اس وقت میری عمر دس سال کی تھی، میری والدہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کے لئے ہمیشہ دیتی تھی، میں نے دس سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی اور جب آپ کی وفات ہوئی، تو میں بیس برس کا تھا، حجاب کے بارے میں جو آیت نازل ہوئی، اس سے میں خوب واقف ہوں اور اول شان نزول آیت حجاب شب زفاف زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا ہے، جس صبح کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زینب بنت جحش دلہن بنیں، تو آپ نے اپنی قوم کو کھانا کھلایا، کھانے کے بعد اکثر تو ان میں سے چلے گئے، ان میں سے کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے اور انہوں نے بڑی دیر لگائی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کر باہر چلے گئے، میں بھی آپ کے ہمراہ اس خیال سے نکل گیا کہ شاید لوگ بھی چلے جائیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور میں چلتے ہوئے جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کے پاس آئے، تو خیال کیا، وہ لوگ چلے گئے ہوں گے، آپ پھر واپس آئے اور آپ کے ہمراہ میں بھی آیا، جب زینب رضی اللہ عنہا کے پاس گئے تو دیکھا وہ لوگ بیٹھے ہیں، گئے نہیں، آپ

پھر واپس آ ئے ، اور میں بھی آ یـ . . ہم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کی چوکھٹ کے پ س پہنچے اور گمان کیا کہ وہ چلے گئے ہوں گے، تو آپ پھر تشریف لائے ، آپ کے ساتھ میں بھی تھا، اب معلوم ہوا کہ وہ لوگ چلے گئے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اور میرے درمیان پ دہ ڈال دیـ (تـ . ہی) پ دہ کی آ یـ . زل ہوئی۔

مزیـ ارشاد ہوتـ ہے۔

'' اور مومن عورتوں سے بھی کہہ دو کہ وہ بھی اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کیا کریں اور اپنی آ رائش (یعنی زیور کے مقامات) کو ظاہر نہ ہونے دیـ کریں جو اس میں سے کھلا رہتا ہو اور اپنے سینوں پ اوڑھنیاں اوڑھے رہا کریں اور اپنے خاوند اور . پ اور خسر اور بیٹوں اور خاوند کے بیٹوں اور بھائیوں اور بھتیجوں اور بھانجوں اور اپنی (ہی قسم کی) عورتوں اور لونڈی غلاموں کے سوا نیز ان . ام کے جو عورتوں کی خواہش نہ رکھیں یـ ایسے لڑکوں سے جو عورتوں کے پ دے کی

چیزوں سے واقف نہ ہوں (غرض ان لوگوں کے سوا) کسی پ اپنی ز (اور سنگھار کے مقامات) ظاہر نہ ہونے دیں۔''

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ:

''اللہ تعالیٰ پہلے ہجرت کرنے والی عورتوں پ رحم کرے۔ ب اللہ تعالیٰ نے یہ آ ۔ اور وہ اپنے دوپٹے اپنے سینوں پ ڈالے رہا کریں۔'' زل کی تو انہوں نے اپنی چادروں کو پھاڑ کر اوڑھنیاں بنالیں۔''

صاحبِ تفسیر ابن کثیر نے لکھا ہے کہ جیسے ہی کوئی ا ری صحابی اپنی بیوی، بیٹی، بہن ی رشتہ دار خواتین میں سے کسی کو جا کر یہ (سورۃ النور کی آ ۔ ۳۱) سنا ۔ تو ہی وہ خاتون اٹھتی اور اپنے او پ ا ی موٹی چادر اوڑھ لیتی، حالا اس وقت انہیں گھر سے ہر کی ضرورت در پیش نہ ہوتی، وہ صرف اللہ کی کتاب پ عمل کرنے کے لیے ایسا کرتی۔

صحابیات اور حجاب

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی پ کیزہ بیو ں حجاب اور پ دے کا ا اہتمام کرتی تھیں۔ حضرت ابو اُسید ا ری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ا ی ر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد سے ہر نکلے تو دیکھا کہ راستے میں مرد و زن ا ٹ چل رہے ہیں یہ دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں سے مخاطب ہو کر فر ما ی :

''ایک طرف ہوجاؤ کیونکہ تمہارے لیے راستے کے درمیان میں چلنا منع ہے۔ بلکہ تمہارے لیے راستے کے ایک طرف چلنا لازم پکڑو۔''

راوی حدیث کہتے ہیں کہ یہ سن کر صحابیات پھر اس طرح راستے کے کناروں پر چلتی کہ دیوار کے ساتھ کپڑے چمٹ جانے کا اندیشہ رہتا۔

سیدہ ام خلاد رضی اللہ عنہا کا لخت جگر ایک غزوہ میں جام شہادت نوش کر جاتا ہے انہیں خبر ملتی ہے کہ تیرا صاحبزادہ راہ خدا میں شہید ہو چکا ہے۔ ام خلاد رضی اللہ عنہا زبان سے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھتی ہوئی بیٹے کی جدائی اور فراق کے صدمے سے نڈھال اور پریشان حال اپنے پھول کے متعلق معلومات حاصل کرنے کے لیے دربار رسالت میں حاضر ہوتی ہیں اس حال میں سارا جسم ایک موٹی سی چادر میں لپٹا ہوا اور چہرے پر نقاب ڈالا ہوا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس صابرہ، شاکرہ، باحیا اور پردہ دار خاتون کو دیکھ کر حیرت سے کہا کہ دیکھو اس وقت بھی اس نے نقاب کیا ہوا ہے جبکہ ماں کو بیٹے کی وفات کی خبر سن کر تن بدن کا ہوش نہیں رہتا۔ نوجوان شہید کی ماں سیدہ ام خلاد رضی اللہ عنہا نے اصحاب رسول کی بات سن کر فرمایا:

''میرے بیٹے کی جان گئی ہے میرا حیا تو نہیں مرا''

ازواجِ مطہرات اور حجاب

واقعہ افک میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان ہے کہ صفوان بن معطل سلمیٰ ذکوانی رضی اللہ عنہ لشکر کے پیچھے ہوتے تھے وہ صبح کے وقت میری جگہ کے قریب پہنچ گئے، اور انہوں نے دیکھا کہ ایک انسان سویا ہوا ہے لیکن جب وہ میرے قریب آئے تو انہوں نے مجھے دیکھتے ہی پہچان

لیا۔ کیو :

”حجاب کا حکم ۔ زل ہونے سے پہلے انہوں نے مجھے دیکھا ہوا تھا انہوں نے ۔ ۔ مجھے دیکھا تو ﴿ ڑھا تو ان کے پڑھنے کی وجہ سے میں بیدار ہوگئی اور میں نے اپنی اوڑھنی کے ساتھ اپنے چہرے کو چھپا لیا۔“

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حا ۔ احرام میں تھیں اور قافلے ہمارے سامنے سے ۔ رتے تھے۔

”۔ ۔ وہ سامنے آتے تو ہم اپنی چادریں منہ پ ۔ لیتی اور ۔ ۔ وہ ۔ رجاتے تو منہ کھول لیتیں۔“

ام علقمہ ۔ ۔ ابی علقمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتی ہیں کہ میں حفصہ ۔ ۔ عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق کو دیکھا کہ وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پ س اس حال میں آئی تو اس پ ایک ۔ ری ۔ کپڑے کی اوڑھنی تھی جس سے اس کی پیش نی ظاہر ہو رہی تھی تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کی اوڑھنی پھاڑ ڈالی اور فرما ی :

”کیا تمہیں ان احکام کا علم نہیں جو اللہ تعالیٰ نے سورت نور میں ۔ زل فرمائے ہیں۔“

پھر انہوں نے ای (موٹے کپڑے کی) اوڑھنی منگوائی اور اسے پہنا دی۔

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم!

''میں ایسی عورت ہوں کہ اپنی چادر کو لمبا رکھتی ہوں اور کبھی راہ چلتے گندی جگہ سے بھی گزر ہوتا ہے۔(اور چادر کا پلو اس پر سے ہوکر گزرتا ہے)رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (چادر اٹھا کر پاؤں ننگے کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ)بعد والی جگہ اس (گندگی سے آنے والے پلو) کو پاک کر دیتی ہے(یعنی وہ خشک جگہ سے گزرتی ہے)

حضرت ابن ام مکتوم قبیلہ قریش کے ایک معزز صحابی اور مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مؤذن تھے اور چونکہ نابینا تھے' اس لیے ازواج مطہرات کے حجروں میں آیا کرتے تھے' ایک دن آئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام سلمہ اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا:''ان سے پردہ کرو'' بولیں:''وہ تو نابینا ہیں'' فرمایا:''تم تو نابینا نہیں ہو۔تم تو انہیں دیکھتی ہو''۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کی ہولناکی اور ہیبت کا ذکر کیا کہ جس دن ستر وحجاب تو کیا لوگوں پر لباس بھی نہیں ہوگا۔ یہ امہات المومنین نے سنا تو حجاب اور پردے کی فکر لاحق ہوگئی۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''روز قیامت لوگوں کو ننگے پاؤں، ننگے بدن اور بے ساختہ حالت میں اکٹھا کیا جائے گا۔''
میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم:

”۔ مرد اور عورتیں ای دوسرے کو تو نہیں دیکھیں گے؟“

آپ ﷺ نے فرمای: اے عائشہ!

اس دن کی سختی اس سے کہیں زیدہ ہوگی کہ وہ ای دوسرے کو دیکھیں۔“

شرعی پدہ کی شرائط:

(۱) چادر یقع ایسا ہو جو سر سے لے کر پیروں پورے جسم کو ڈھاپ لے چہرہ آئے نہ زۂ چھاتی آئے نہ گدی حتی کہ ہاتھ اور پیر بھی نہ آ۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

”اے نبی ﷺ اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور اہل ایمان کی عورتوں سے کہہ دو کہ اپنے اوپ اپنی چادروں کے پلو لیا کریں۔ یہ زیدہ منا طر ہے کہ وہ پہچان لی جا اور نہ ستائی جا۔ اللہ غفور رحیم ہے۔“

(۲) چادر یقع بھی بجائے خود ز یعنی جاذب نہ ہو جیسے اس پ ھائی کا کام کیا ی ہو ی کشش رن کا حامل ہو ی اتنا خوب صورت و نفیس ہو کہ بے اختیار مردوں کی یں عورت کی طرف اٹھ جا گوی مذکورہ قسم کی چادر یقع سے بھی پدے کی افادی ختم ہو جاتی ہے۔

(۳) چادر یقع ایسے ری اور شفاف کپڑے کا نہ ہو جس میں عورت کا جسم جھلکے گوی چادر یقع کا کپڑا سادہ ہونے کے ساتھ ساتھ موٹ بھی ہو۔

بہت پ   ت ی بہت . ر ی   ہو ت ہے جو عورت کے نشیب و فراز ٹ نگوں پیٹ پہلو اور سینہ . کو یں کر ت ہے۔لہٰذا مسلمان خواتین ایسے لباس سے دور رہیں جو کہ فتنہ کے سیلاب . پ کر سکتا ہے

حضرت ابو ہر یرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما ی:

" ں کی دو قسمیں ہیں جن کو میں نے دیکھا نہیں ہے۔ای قسم ان عورتوں کی ہیں جو لباس پہن کر بھی ننگی ہوں گی مٹک مٹک کر، مو ٹ ھوں اور کہولوں کو ہلا ہلا کر چلیں گی۔ا سراو ٹ کے جھکے ہوئے کوہان کیطرح ہوں گے وہ نہ تو . . ت میں داخل ہوں گی اور نہ ہی اسکی خوشبو پ گی حالا اسکی خوشبو اتنی اتنی مسافت سے پ ئی جائے گی"

(۴) وسیع و کھلا ہو۔اس طرح تنگ نہ ہو کہ جسم کا ا ' ا ' اس سے ی ں ہو ت ہو ی فتنے میں ڈالنے والی جگہیں واضح ہوں ی اس سے جسمانی سا . ت اور اس کے . وخال کی غمازی ہوتی ہو۔

حضرت اسامہ بن زی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جو قبطی کپڑے حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پ س بطور ہدیہ بھیجے تھے ان میں سے ای موٹی چادر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بھی عنای ت فرمائی جسے میں نے اپنی بیوی کو پہننے کے لیے دے دی۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے پوچھا کہ

جو چادر میں نے تمہیں دی تھی اسے استعمال کیوں نہیں کیا، میں نے عرض کیا: اسے میں نے اپنی بیوی کو دے دی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

''اسے کہہ دو کہ اسے کے نیچے کوئی استر (شمیز) لگالے۔''

کیو مجھے خطرہ ہے کہ اس سے اس کے جسم کی سا ئ ظاہر ہوگی۔

(۵) اس کے کپڑے سینٹ ی خوشبو سے معطر نہ ہوں۔

سید ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''ہر آ ز کار ہے اور بے شک جو عورت خوشبو لگا کر مجلس کے پ س سے رے وہ ایسی ویسی یعنی زا ہے''۔

البتہ عورت کی خوشبو ر ہے جیسے مہندی وغیرہ

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''مردوں کی خوشبو وہ ہے جسکی بو ظاہر ہو اور ر خفی ہو اور عورتوں کی خوشبو جسکا ر ظاہر ہو اور بو خفی ہو''

معلوم ہوا بو والی خوشبو لگا• عورتوں کا مردوں کی مشابہت کر• ہے جس سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے بلکہ ایسی عورت کو ملعون قرار دیا ہے۔ جو مردوں سے مشابہت کرتی ہے۔

۶۔ مردوں کے لباس کے مشابہ نہ ہو۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”وہ عورتیں جو مردوں کے مشابہت اختیار کریں وہ ہم میں سے نہیں ہیں اور جو مرد عورتوں کی مشابہت اختیار کریں وہ بھی ہم میں سے نہیں۔“

ایک اور روایت میں ہے۔

”رسول اللہ ﷺ نے اس مرد کو ملعون قرار دیا ہے جو عورتوں کا سا لباس پہنتا ہے اور اس عورت کو بھی ملعون قرار دیا ہے جو مردوں کا سا لباس پہنتی ہے۔

۷۔ کافر عورتوں کے لباس کے مشابہ بھی نہ ہو۔

ایک بار حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ پیلے رنگ کا جوڑا پہن کر خدمت نبوی ﷺ میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا:

’’یہ کافروں کا لباس ہے اسے مت پہنو۔‘‘

۸۔لباس شہرت و ئش والا نہ ہو۔

لوگوں کے سامنے اپنے آپ کو یں پیش کرنے والا لباس شہرت کا لباس ہے ایسا لباس نہیں پہننا چاہیے، خصوصًا عورتوں کو۔رسول اللہ ﷺ نے فرما :

’’جو شخص د میں شہرت کی خاطر لباس پہنے گا اللہ تعالیٰ اسے روز قیامت ذ کا لباس پہنائے گا۔ پھر اس میں آگ لگا دی جائے گی۔‘‘

عورت کا پ دہ کن افراد سے کر ضروری ہے

ا۔سورۃ نور کی آ ۳۰،۳۱ میں اس چیز کا کرہ ہے۔

’’ اور مومن عورتوں سے بھی کہہ دو کہ وہ بھی اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کیا کریں اور اپنی آرائش (یعنی زیور کے مقامات) کو ظاہر نہ ہونے د کریں جو اس میں سے کھلا رہتا ہو اور اپنے سینوں پ اوڑھنیاں اوڑھے رہا کریں اور اپنے خاو اور پ اور خسر اور بیٹوں اور خاو کے بیٹوں اور بھائیوں اور بھتیجوں اور بھانجوں اور اپنی (ہی قسم کی) عورتوں اور لو ی غلاموں کے سوا نیز ان ام کے جو عورتوں کی خواہش نہ رکھیں ایسے لڑکوں سے جو عورتوں کے پ دے کی چیزوں سے واقف نہ ہوں (غرض ان لوگوں کے سوا) کسی پ اپنی ز (اور سنگھار کے مقامات) ظاہر نہ ہونے دیں۔‘‘

۲۔ چچازاد، ماموں زاد، خالہ زاد، پھوپھی زاد سے پ دہ ضروری ہے۔
۳۔ عورت کا اپنے دیور، جیٹھ، بہنوئی سے اختلاط غلط ہے اور پ دہ فرض ہے۔
۴۔ عورت کے رضاعی بھائی کا اپنی رضاعی بہن کی بہنوں سے اختلاط حرام ہے۔
۵۔ شادی بیاہ کے موقع پ اور د دوسری تقریبات میں مرد و زن کا بے حجابی میں اختلاط حرام ہے۔
۶۔ شادی کے بعد مرد و عورت کا تمام گھر والوں اور اہل محلّہ کے سامنے مووی ی تصاو یبنا٘ (گو ی بے پ دگی ہے) اور حرام ہے۔
۷۔ ٹیکسی، رکشے میں اکیلی عورت کا سفر کر٘ در ینہیں البتہ اَ ساتھ محرم ہو تو بھی ساتھ پ دہ کر٘ ضروری ہے۔
۸۔ حجاب میں سے یہ بھی ہے کہ عورت بغیر محرم کے حج نہیں کر سکتی۔
۹۔ کالجوں اور یونیورسٹیوں میں لڑکیوں کا لڑکوں کے ساتھ مل کر پ ڑھنا اور اسی طرح جامعات کی د تقریبات میں مل بیٹھنا حجاب کے خلاف اور حرام ہے۔
۱۰۔ علمی اجتماعات، کا ں، مشاعروں اور د اس قسم کی تقریبات میں مرد و عورت کا پہلو بہ پہلو بیٹھنا در ینہیں۔
۱۱۔ الغرض محرم رشتوں کے علاوہ جن کو قرآن نے بیان کیا ہے (سورۃ نور میں) . سے پ دہ کر٘ عورت کا اولین فریضہ ہے۔

محرم رشتے یہ ہیں!

نسبی محارم: . پ، دادا، . یٹ، پوت، چچا، ماموں، بھا اور بھتیجا۔

سسرالی محارم: سسر، داماد، خاو٘ کا . یٹ

رضاعی محارم: رضا ت سے بھی وہ تمام رشتے حرام ہو جاتے ہیں جو سے ہوتے ہیں۔

میں تو جہنم کی تپش سے بچنے کے لیے حجاب لیتی ہوں

دمشق کی یونیورسٹی کی ای طالبہ جو امہات المؤمنین کو اپنے لیے رول ماڈل تصور کرتی تھی وہ حجاب اوڑھ کر جارہی تھی کہ ای صحابی نے اس سے سوال کر دی۔ آپ نے اس سے شدی می میں اپنے آپ کو . قعہ اور حجاب میں کیوں قید کر رکھا ہے اور اس قدر مشقت اور تکلیف کس لیے . دا ش ی کر رہی ہیں؟ تو ی کی نے بلا تا مل قرآن کریم سے استدلال کرتے ہوئے جواب دی۔

''کہہ دیجیے! جہنم کی آگ بہت زی دہ م ہے کاش یہ لوگ اس حقیقت کو جان ی

۔

آپ کو شای معلوم نہیں کہ میں د کی یہ می اور حبس اس لیے . دا ش ی کر رہی ہوں کہ اللہ تعالیٰ میری اس اطا ت رسول پ خوش ہو کر جہنم کی آگ سے بچالے جو د کی آگ سے ستر ۰ زی دہ سخت اور م ہے۔

کیا یہ ا ۰ از مسلمانی ہے

. منی کا چانسلر ت کی کے دورے پ آی۔ وزارت ثقافت و تعلیم ت کی نے اس کے بے مثال استقبال کا پ و ام بنای۔ اپنی ثقافت، اپنی تہذی . دکھانے کے لیے اور اپنے آپ کو ای اےڈ وانس ملک ش . ت کرنے کے لیے وہ بعض اسکولوں کی نو جوان بچیوں کو سڑکوں پ لے آئے ۔ سڑکوں کے کنارے نو جوان بے پ دہ لڑکیاں پھول لے کر کھڑی تھیں، وہ جہاں سے ۰ رت اس پ پھول نچھاور کیے جاتے۔

. من چانسلر نے . لڑکیوں کے لباس کو دیکھا تو اسے بے حجابی کے سوا کچھ نہ آی اس نے ذمہ داران حکومت ت کیہ سے خطاب کرتے ہوتے کہا۔ ''میں . ت کی آ رہا تھا تو میرا

خیال تھا میں ایک اسلامی ملک جا رہا ہوں۔ وہاں مجھے خواتین میں اسلامی پردہ اور اسلامی اقدار نظر آئیں گی۔ مگر یہاں تو مجھے بے پردگی ہی نظر آئی۔ یورپ میں یہی چیز تو ہمیں لے ڈوبی ہے ،گھرانے تباہ و برباد ہو گئے۔ ہمارا خاندانی نظام پورے کا پورا تباہ و برباد ہو کر رہ گیا مسلمانو! کیا تم بھی۔۔۔؟

نقاب میں لپٹی...... چہرے پر نقاب لئے ایک مسلمان عورت فرانس کی ایک سپر مارکیٹ میں خریداری کر رہی تھی۔ ٹرالی میں مطلوبہ سامان ڈالنے کے بعد وہ کیش کاؤنٹر کی طرف ادائیگی کے لیے بڑھی۔ پرکشش لباس پہنے ہوئے سیلز گرل اپنے نقش و نگار سے عرب لگ رہی تھی۔ اس نے حجاب میں لپٹی عورت کو ایک حقارت سے دیکھا اور بڑبڑاتے ہوئے اس کا حساب بنانے لگی ۔حجاب والی عورت خاموش کھڑی تھی ،لیکن اس کی خاموشی سیلز گرل کیلئے مزید جھنجلاہٹ کا باعث بنی۔ بولی:

''پہلے کیا کم مسائل ہیں فرانس میں ہم مسلمانوں کے لیے......روز ایک نئی مصیبت کھڑی ہوتی ہے......تمہارا یہ نقاب ہی تو ان مسائل کی جڑ ہے......ہم یہ کیوں نہیں سمجھتے کہ ہم تجارت یا سیاحت کے لیے آتے ہیں، دین کی اشاعت اور اسلاف کی تاریخ بیان کرنے نہیں......اگر تم اتنی ہی دیندار ہو تو واپس جاؤ اپنے وطن اور جیسے چاہو رہو...... ہماری جان چھوڑو۔''

پردہ دار خاتون نے اپنا پرس کاؤنٹر پر رکھا اور اپنے چہرے سے نقاب ہٹا دیا......
سنہرے بال......نیلی آنکھیں......یورپی نقوش۔ کہنے لگی......

''میں خاندانی فرانسیسی ہوں ......یہ فرانس تمہارا نہیں میرا وطن ہے......پر میرا دین اسلام ہے...... بات اور کچھ نہیں ہے...... بات صرف یہ ہے کہ......تم لوگوں

نے اپنے دین کو بیچ دیہے۔اور ہم نے اسے ٗ یلیا ہے۔''

دل ہو وفا پسند، ہو حیا پسند

جس حسن میں یہ وصف ہو وہ ہے ٗ اپسند

اے خاتونِ مسلم! بے پ دہ ہر نکل کر اپنے گھر والوں کو دیوث مت بنا............

چہرے پ تھپڑ مارنے والا ا ٗ دھا ہوَ یا

ای ا ٗ دھا شخص جس کا ہاتھ بھی مفلوج تھا اور سوکھ کر کا ہو چکا تھا۔ی ٗ اللہ کا طواف کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔اے اللہ! مجھے معاف فرما،لیکن مجھے لگتا نہیں ایسا ہوگا لوگوں کو اس کی اس ب ت سے تعجب ہوا اور کہا: اللہ سے ڈرو کیا او ٗ پتا َ کہہ رہے ہو اس شخص نے کہا َ آپ میری پوری ب ت سنیں گے تو آپ بھی کہیں گے کہ ٹھیک ہی کہہ رہا ہوں۔پھر اس نے بتای۔میں ان لوگوں میں شامل تھا جنہوں نے سید ٗ عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے میں کلیدی کردار ادا کیا۔

ہم ان کے کمرے میں داخل ہوئے تو ان کی اہلیہ بھی وہاں تھیں اس گمبھیر صورت حال میں بھی انہوں نے پ دے کا خاص اہتمام کر رکھا تھا اور انہوں نے اپنے چہرے کو بھی ڈھا ہوا تھا میں نے انہیں تحکمانہ لہجے میں کہا۔اپنے چہرے سے کپڑا ہٹاؤ۔وہ کہنے لگیں، کیوں؟ میں نے کہا ۔میں تمہارے چہرے پ تھپڑ مار ٗ چاہتا ہوں۔وہ کہنے لگیں تمہیں پتا نہیں رسول اللہ ﷺ نے سید ٗ عثمان رضی اللہ عنہ کے ب رے میں کیا فرمای۔آپ نے فرمای: میں اس سے کیوں نہ حیا کروں جس سے آسمان کے فرشتے بھی حیا محسوس کرتے ہیں میرے د ساتھی تو یہ جملہ سن کر شرمندہ ہو گئے اور پیچھے ہٹ گئے لیکن میں اپنی ب ت پ مصر رہا۔

وہ اپنے چہرے سے کپڑا ہٹانے پ کسی صورت بھی آمادہ نہ ہو میں نے ویسے ہی ای ز ٗ ٹے دار تھپڑ ان کے چہرے پ رسید کر دی۔سید ٗ ئلہ کہنے لگیں۔اللہ تعالیٰ تیری آنکھوں کو ا ٗ دھا اور ہاتھ کو مفلوج کرے اور تمہیں کبھی معاف نہ کرے۔

اللہ کی قسم! میں جیسے ہی . ہر نکلا میری آنکھوں کے سامنے ا ھیرا چھا َ ے۔اور میرے ہاتھ نے کام کر چھوڑ دی اور یہ خشک ہونے لگا۔ یہ دونوں دعا تو پوری ہو چکی ہیں مجھے شہ ہے کہ ان کی تیسری دعا بھی قبول کر لی جائے گی۔

(مجابوالدعوۃ ص/۰۷، دعاؤں کی قبولیت کے واقعات ص/۱۵۲)

کپڑے چمٹ جانے کا شہ رہتا

بے پ دہ کل جو آ چند بیبیاں

اکبر زمیں میں غیرت قومی سے َ ڑ ے

پوچھا جو ان سے آپ کا پ دہ وہ کیا ہوا؟

کہنے لگیں کہ عقل پہ مردوں کی پ ڑ َ ے

۷ستمبر۱۹۷۴ء

عقیدہ ختم ت کی پ سداری

ارشاد ۔ری تعالیٰ ہے:

”محمد (ﷺ) تمہارے مَردوں میں سے کسی کے والد نہیں ہیں بلکہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین (یعنی ت کو ختم کرنے والے) ہیں اور اللہ ہر چیز سے واقف ہے“

تمہیدی کلمات

الو کے بعد ۔ سے ۔ ٖڑا منصب ت ہے، اس منصب کے لیے ۔ سے اشرف مخلوق ا نوں میں سے ایسے مومن مرد کا انتخاب اللہ تعالیٰ خود کرتا ہے جو تمام ا نی خصائل حمیدہ کا جامع ہو، نبی اپنے دور کا ا نِ کامل ہی نہیں بلکہ مومن کامل اور ۔ائی انتخاب ہوتا ہے اس میں کسب کو قطعاً کوئی دخل نہیں ہوتا کہ کوئی مرد ۔ عورت اپنے اخلاق و اعمال اور غیر معمولی صلاحیتوں اور کوششوں سے اسے حاصل کر سکے۔

مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ روئے زمین کی ہر قوم اور ہر ا نی طبقے کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں اور آپ کی لائی ہوئی کتاب قرآن مجید تمام آسمانی کتب کے احکام منسوخ کرنے والی اور آئندہ کے لیے تمام معا ت کے احکام وقوا میں جامع و مانع ہے۔ قرآن کریم تکمیل دین کا اعلان کرتا ہے۔ گو ۔ا اپنی معراج کو پہنچ چکی ہے اور قرآن کریم انتہائی عروج ۔ پہنچانے کا ذریعہ ہے۔ اس کے بعد کسی دوسری کتاب کی ضرورت ہے، نہ کسی نئے نبی کی حا۔ ت ۔ چنانچہ امت محمدیہ کا یہ ۔ دی عقیدہ ہے کہ آپ کے بعد اب کوئی

نبی نہیں آئے گا اور دعویٰ ت میں ظلی، بروزی (سایہ، عکس)، مثیل مسیح اور مسیح موعود کی اصطلاحیں بے کار اور بے معنی ہیں۔ نیز قرآن و سنت کی روشنی میں ختم نبوت کا انکار محال ہے، عہد رسالت سے ۔ جب بھی اور جہاں بھی کسی نے نبوت کا دعوی کیا، امت مسلمہ نے متفقہ طور پر اسے جھوٹا قرار دیا اور اس کا قلع قمع کرنے میں ہر ممکن کوشش کی اور اسے کیفر کردار تک پہنچایا۔

۷ ستمبر ۱۹۷۴ء وہ تاریخ ہے جس میں قادیانیوں کو پاکستان میں اقلیت قرار دیتے ہوئے غیر مسلموں کی فہرست میں شامل کر دیا گیا تھا۔

ختم نبوت قرآن کی روشنی میں

قرآن مجید میں بیسوں ایسی آیات ہیں جو ختم نبوت پر دلالت کرتی ہیں اختصار کے پیش نظر اس مقام پر صرف دس آیات بابت در ختم نبوت درج کی جا رہی ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''محمد (ﷺ) تمہارے مردوں میں سے کسی کے والد نہیں ہیں بلکہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین (یعنی نبوت کو ختم کرنے والے) ہیں اور اللہ ہر چیز سے واقف ہے''

''آج ہم نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور اپنی نعمتیں تم پر پوری کر دیں اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند فرمایا''

’’اور (اے محمد ﷺ!) ہم نے تم کو تمام لوگوں کے لئے خو ی سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جا ‘‘

’’ (اے محمد ﷺ!) کہہ دو کہ لوگو! میں تم . کی طرف اللہ کا بھیجا ہوا یعنی اُس کا رسول ہوں‘‘

’’اور . اللہ نے پیغمبروں سے عہد لیا کہ . میں تم کو کتاب اور دا ئی کروں پھر تمہارے پ س کوئی پیغمبر آئے جو تمہاری کتاب کی تصدیق کرے تو تمہیں ضرور اُس پ ایمان لا ہوگا اور ضرور اُس کی مدد کرنی ہوگی اور (عہد ی کے بعد) پوچھا کہ بھلا تم نے اقرار کیا اور اُس اقرار پ میرا ذمہ لیا (یعنی مجھے ضامن ٹھہرا ی) انہوں نے کہا (ہاں) ہم نے اقرار کیا (اللہ نے) فرما ی کہ تم (اس عہد و پیمان کے) گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں، تو جو اُس کے بعد پھر جا وہ فرمان ہیں‘‘

ختم ت احادی ث کی روشنی میں

کتب احادی ث میں بیسوں ایسی احادی ث ہیں جو ختم ت پ دلا ی کرتی ہیں جن میں اکثر

وبیشتر سنداکمزور ہیں اختصار کے پیش اس مقام پر صرف چالیس احادیث درختم ت
حسن یا صحیح درجے کی درج کی جارہی ہیں۔

میرے ساتھ ت کا اختتام ہو گیا ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''کہ مجھے چھ چیزوں کے ساتھ انبیاء پر فضیلت دی گئی ہے' مجھے جامع کلمات دیئے گئے ہیں اور ر کے ذریعے سے میری مدد کی گئی ہے مال غنیمت کو میرے لیے حلال کیا گیا ہے، میرے لیے ہی تمام زمین پاک، مطہر اور مسجد بنا دی گئی ہے، اور مجھے تمام مخلوق کی طرف بھیجا گیا ہے اور میرے ساتھ ت کا اختتام ہو گیا ہے۔''

اب ت باقی نہیں رہی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ:

'نہیں ہے ت سے مبشرات، دریافت کیا گیا کہ مبشرات کیا ہے۔؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سچے خواب''

میں خاتم النبیین ہوں

سید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

’’میری امت میں ستا   اشخاص کذاب و دجال ہوں گے ان میں سے چار عورتیں ہوں گی، میں خاتم النبیین ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا‘‘

میں   سے آ میں آنے والا ہوں

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے م خود بیان فرمائے کہ: میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں مقفی (سے آ میں آنے والا) ہوں اور میں حاشر ہوں اور میں نبی التوبہ ہوں اور میں نبی الرحمہ ہوں‘‘

میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا

سید سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سید علی رضی اللہ عنہ کو غزوہ تبوک میں پیچھے رہنے کا حکم د   تو سید علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے مجھے عورتوں اور بچوں کے ساتھ پیچھے چھوڑ د   ہے تو

آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تو اس بات سے راضی نہیں ہے کہ تو میرے نزدیک ایسے ہے جیسے موسیٰ علیہ السلام کے نزدیک ہارون کا مقام تھا؟ لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے"

اے محمد ﷺ! آپ خاتم النبیین ہیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ:

"رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں گوشت لایا گیا اور دستی کا حصہ آپ کو پیش کیا گیا۔ تو آپ نے اپنے دانتوں سے اسے ایک بار نوچا اور آپ ﷺ کو دستی کا گوشت بہت پسند تھا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن میں تمام لوگوں کا سردار ہوں گا، تمہیں اس کی وجہ معلوم ہے؟ اس دن دنیا کے شروع سے قیامت کے دن تک کی ساری خلقت ایک چٹیل میدان میں جمع ہوگی کہ ایک پکارنے والے کی آواز سب کے کانوں تک پہنچ سکے گی اور ایک نظر سب کو دیکھ سکے گی۔ سورج بالکل قریب ہو جائے گا اور لوگوں کی پریشانی اور بے قراری کی کوئی حد نہ رہے گی جو برداشت سے باہر ہو جائے گی۔ لوگ آپس میں کہیں گے، دیکھتے نہیں کہ ہماری کیا حالت ہو گئی ہے، کیا ایسا کوئی مقبول بندہ نہیں ہے جو اللہ پاک کی بارگاہ میں تمہاری شفاعت کرے؟ بعض لوگ بعض سے کہیں گے کہ آدم علیہ السلام کے پاس چلنا چاہیے۔ چنانچہ سب لوگ حضرت آدم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے آپ انسانوں کے باپ ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور اپنی طرف سے خصوصیت کے ساتھ آپ میں روح پھونکی۔ فرشتوں کو حکم دیا اور انہوں نے آپ کو سجدہ کیا اس لئے آپ رب کے حضور ہماری شفاعت کر دیں۔ آپ دیکھ رہے ہیں ہم کس حال کو پہنچ چکے ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام کہیں گے میرا رب آج انتہائی غضبناک ہے۔ اس سے پہلے اتنا غضبناک وہ کبھی نہیں ہوا تھا اور نہ آج کے بعد وہ کبھی اتنا غضبناک ہوگا اور رب العزت نے مجھے بھی درخت سے روکا تھا لیکن میں نے اس کی نافرمانی کی، پس نفسی، نفسی، نفسی مجھ کو اپنی فکر ہے تم کسی اور کے پاس

جاؤ۔ہاں حضرت نوح علیہ السلام کے پ س جاؤ۔چنانچہ ۔ لوگ حضرت نوح علیہ السلام کی ۔ مت میں حاضر ہوں گے اور ان سے عرض کریں گے، اے نوح علیہ السلام! آپ ۔ سے پہلے پیغمبر ہیں جو اہل زمین کی طرف بھیجے گئے تھے اور آپ کو اللہ نے ''شکر ۔ ار بندہ'' (عبدالشکور) کا خطاب د ۔ ۔آپ ہی ہمارے لئے اپنے رب کے حضور شفا ۔ کر دیں، آپ دیکھ رہے ہیں ہم کس حا ۔ کو پہنچ گئے ہیں۔حضرت نوح علیہ السلام بھی کہیں گے میرا رب آج اتنا غضبناک ہے کہ اس سے پہلے کبھی اتنا غضبناک نہیں تھا اور نہ آج کے بعد اتنا غضبناک ہوگا اور مجھے ا ۔ دعا کی قبولیت کا یقین دلا ۔ ۔ تھا جو میں نے اپنی قوم کے خلاف کر لی تھی۔نفسی، نفسی، نفسی آج مجھ کو اپنے ہی کی فکر ہے تم میرے سوا کسی اور کے پ س جاؤ، حضرت ا۔ ہیم علیہ السلام کے پ س جاؤ ۔ لوگ حضرت ا۔ اہیم علیہ السلام کی ۔ مت میں حاضر ہونگے اور عرض کریں گے۔اے ا۔ اہیم علیہ السلام! آپ اللہ کے نبی اور اللہ کے خلیل ہیں۔روئے زمین میں منتخب، آپ ہماری شفا ۔ کیجئے، آپ حظہ فرما رہے ہیں ہم کس حا ۔ کو پہنچ چکے ہیں۔حضرت ا۔ اہیم علیہ السلام بھی کہیں گے آج میر ا رب بہت غضبناک ہے اتنا غضبناک نہ وہ پہلے ہوا تھا اور نہ آج کے بعد ہوگا میں نے تین جھوٹ بولے تھے (راوی) ابوحیان نے اپنی روا ۔ میں ان تینوں کا ذکر کیا ہے۔نفسی، نفسی ، نفسی مجھ کو اپنے ۔ کی فکر ہے، میرے سوا کسی اور کے پ س جاؤ۔ہاں حضرت موسی علیہ السلام کے پ س جاؤ۔ ۔ لوگ حضرت موسی علیہ السلام کی ۔ مت میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے اے موسی علیہ السلام! آپ اللہ کے رسول ہیں، اللہ تعالی نے آپ کو اپنی طرف سے رسا ۔ اور اپنے کلام کے ذریعے فضیلت دی۔آپ ہماری شفا ۔ اپنے رب کے حضور میں کریں، آپ حظہ فرما ۔ ہیں کہ ہم کس حا ۔ کو پہنچ چکے ہیں۔حضرت موسی علیہ السلام کہیں گے کہ آج اللہ تعالی بہت غضبناک ہے، اتنا غضبناک کہ وہ نہ پہلے کبھی ہوا تھا اور نہ آج کے بعد کبھی ہوگا اور میں نے ا ۔ شخص کو قتل کر د ۔ تھا، حالا ۔ اللہ کی طرف سے مجھے اس کا کوئی حکم نہیں ۔ تھا۔نفسی، نفسی، نفسی بس

مجھ کو آج اپنی فکر ہے، میرے سوا کسی اور کے پ س جاؤ۔ ہاں حضرت عیسی علیہ السلام کے پ س جاؤ۔ ۔ لوگ حضرت عیسی علیہ السلام کے ۔ مت میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے۔ اے حضرت عیسی علیہ السلام آپ اللہ کے رسول اور اس کا کلمہ ہیں جسے اللہ نے مریم علیہا السلام پ ڈالا تھا اور اللہ کی طرف سے روح ہیں آپ نے بچپن میں ماں کی گود ہی میں لوگوں سے ۔ ت کی تھی، ہماری شفا ت کیجئے، آپ حظہ فرما تے ہیں کہ ہماری کیا حا ت ہو چکی ہے۔ حضرت عیسی علیہ السلام بھی کہیں گے کہ میرا رب آج اس درجہ غضبناک ہے کہ نہ اس سے پہلے کبھی اتنا غضبناک ہوا تھا اور نہ کبھی ہو گا اور آپ کسی لغزش کا ذکر نہیں کریں گے (صرف) اتنا کہیں گے نفسی، نفسی، نفسی۔

))

((

''میرے سوا کسی اور کے پ س جاؤ۔ ہاں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پ س جاؤ۔ ۔ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ۔ مت میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ اللہ کے رسول اور ۔ سے آ ۔ ی پیغمبر (خاتم النبیین) ہیں اور اللہ تعالی نے آپ کے تمام اگلے پچھلے ۔ ہ معاف کر دیے ہیں، اپنے رب کے در ۔ ر میں ہماری شفا ت کیجئے۔ آپ خود حظہ فرما تے ہیں کہ ہم کس حا ت کو پہنچ چکے ہیں۔''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما یہ کہ آ ۔ میں آگے ۔ ھوں گا اور عرش تلے پہنچ کر اپنے رب عزوجل کے لئے سجدہ میں ۔ ڑوں گا، پھر اللہ تعالی مجھ پ اپنی حمد اور حسن ثنا کے دروازے کھول دے گا کہ مجھ سے پہلے کسی کو وہ طر اور وہ محامد نہیں بتائے تھے۔ پھر کہا جائے گا، اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! اپنا سر اٹھایئے، مانگئے آپ کو دی جائے گا۔ شفا ت کیجئے، آپ کی

شفا   قبول ہوجائے گی۔اب میں اپنا سر اٹھاؤں گا اور عرض کروں گا۔اے میرے رب !میری امت ،اے میرے رب !میری امت پ کرم کر،کہا جائے گا اے محمد ﷺ!اپنی امت کے ان لوگوں کو جن پ کوئی حساب نہیں ہے ،.   کے داہنے دروازے سے داخل کیجیے ویسے انہیں اختیار ہے،جس دروازے سے چاہیں دوسرے لوگوں کے ساتھ داخل ہو   ہیں۔پھر آپ ﷺ نے فرمای :اس ذات کی قسم !جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔.   کے دروازے کے دونوں کناروں میں اتنا فاصلہ ہے جتنا مکہ اور حمیر میں ہے ی جتنا مکہ اور بصرہ میں ہے۔''

میں ان ء میں سے آ ی ہوں

سید ابوامامہ ہلی رضی اللہ عنہ سے روای ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمای :

''میں ان ء میں سے آ ی ہوں اور تم امتوں میں سے آ ی ہو''

ا میرے بعد کوئی نبی ہو تو عمر رضی اللہ عنہ ہوتے

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روای ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمای :

''ا میرے بعد کوئی نبی ہو تو وہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہو''

کھلا ہوا ت کا در ہو
ت ج ت اسی کے سر پ ہو

فرمان مصطفیٰ ﷺ ہے کہ میرے بعد

اَ کوئی نبی ہوتہ تو وہ عمرؓ ہوتہ

اے لوگو! بلاشبہ میرے بعد نبی کوئی نہیں

ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پ ارشاد فرمای:

''اے لوگو! بلاشبہ میرے بعد نبی کوئی نہیں اور تمہارے بعد امت کوئی نہیں، پس تم اپنے رب کی عبادت کرواور پ نچ وقت کی ز پڑھواور زکوۃ ادا کرواور ماہ رمضان کے روزے رکھواور اپنے امراء کی اطا ت کروتو تم اپنے ربّ کی . . ت میں داخل ہو جاؤ گے''

تحر ی ختم ت کا تعارف

۱۸۹۱ء میں . مرزا غلام احمد نے مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا تو ۳۱ جنوری ۱۸۹۱ء کو لاہور سے جما ت اہلحدی ث کے مایہ ناز عالم دین مولا . محمد حسین بٹالوی رحمہ اللہ نے مرزا کو ای خط لکھا جس سے تحر ی ختم ت کا آغاز ہوا نیز . سے پہلے جس نے مرزا کے متعلق فتوی تکفیر دی وہ مولا . محدث . . ی حسین دہلوی ہیں پھر اس فتوی کی تصدیق کر کے شرق وغرب سے معاصر علماء کرام نے اس تحر ی میں شمو ت اختیار کرنی شروع کر دی۔ ڈاکٹر محمد بہاؤالدین صا . نے اپنی کتاب ''تحر ی ختم ت'' کی جلد نمبر سوئم کے صفحہ ۴۹۰ تا ۵۰۴ ت ان خوش نصیبوں کے . م درج کیئے ہیں جو اس تحر ی کے سر. اہ ان ی کارکنان تھے۔

قیام پاکستان کے بعد قادیانی جماعت کے سرگرم رکن ظفر اللہ خان (جس کا تعلق ڈسکہ شہر سے تھا اور انگریز سرکار نے اسے اپنی خدمات کے عوض سر کا خطاب دے رکھا تھا۔ سر ظفر اللہ خان کی باقیات ابھی بھی ڈسکہ میں ہی مقیم ہیں) کو پاکستان کا وزیر خارجہ مقرر کیا گیا۔ اس کی شہ پر مرزا کے پیروکاروں اور حواریوں نے 'ربوہ' کو اپنا تحریکی مرکز بنالیا اور وہیں سے اسلام دشمن سرگرمیوں کا آغاز کیا۔ مرزا کے پوتے ایم۔ایم۔احمد نے ساہیوال (منٹگمری) کے ڈپٹی کمشنر کی حیثیت سے قادیانیت کے فروغ کے لیے انتھک کوششیں کیں۔ اس نے تو اس مقصد کے لیے دن رات ایک کر دیا تھا اور ضرورت پڑنے پر سرکاری مشینری اور ہر ممکن حد تک طاقت کے استعمال سے بھی دریغ نہ کیا تھا۔

۱۹۵۳ء میں ملت اسلامیہ اور اس کے راہنماؤں نے قادیانیوں کی اسلام دشمن سرگرمیوں کو کچلنے کے لیے ایک بار پھر "تحریک ختم نبوت" چلائی جوں جوں یہ تحریک (منہ زور سیلاب کی طرح) آگے بڑھتی گئی توں توں نہ صرف قادیانیوں کی نیندیں حرام ہوگئیں بلکہ اس تحریک نے حکومت کو بھی اس مسئلے پر سنجیدگی سے سوچنے پر مجبور کر دیا۔ فدایان اسلام کی اس تحریک کا راستہ روکنے کے لیے حکومت پاکستان نے پنجاب بھر میں مارشل لاء لگا دیا۔ علماء کرام اور تحریک ختم نبوت کے جانثاروں کو قادیانی فتنہ کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرنے اور بباً دہل نعرہ حق لگانے کی پاداش میں عدالت نے سزائے موت سنا دی جو بعد ازاں معاف کر دی گئی اور اس طرح تحریک وقتی طور پر دب گئی۔

۱۹۷۴ء میں قادیانیوں کے خلاف تحریک دوبارہ بھڑک اٹھی۔ واقعہ کچھ یوں ہوا کہ ۲۰ مئی ۱۹۷۴ء کو نشتر میڈیکل کالج ملتان کے طلبہ چناب ایکسپریس کے ذریعے اپنے تفریحی و معلوماتی سفر سے ملتان واپس جا رہے تھے۔ جب ان کی گاڑی ربوہ اسٹیشن پر پہنچی تو قادیانیوں کی ایک مسلح جماعت ان نہتے اور بے گناہ طلبہ پر اچانک حملہ آور ہوگئی۔ جس کے نتیجے میں کئی ایک

طا . علموں نے جام شہادت نوش کیا جبکہ بیشتر طلبہ شدیـ زخمی حا ۔ کے پیش مختلف ہسپتالوں میں کئی روز۔ زیـ علاج رہے۔اس واقعہ کا ردعمل بہت شدیـ ہوااور ملک بھر میں اس کے خلاف صدائے احتجاج بلند ہوئی۔عوام نے قادیـنیوں کو اقلیت دینے کا مطالبہ کردیـ۔ بعد ازاں عوام کا یہ مطالبہ ایـ تحریـ بنَ یـ جس میں روز. وزشدت آتی گئی۔قادیـنی فرقہ اس خوش فہمی میں مبتلا تھا کہ چو ۱۹۷۰ء کے عام انتخا.ت میں انھوں نے پیپلز پـرٹی کی سرعام حمایـ کی تھی ،اس لیے ذوالفقار علی بھٹوعوام کا یہ مطالبہ نہ صرف مسترد کردیں گے بلکہ انھیں (قادیـنیوں کو) پورا پورا تحفظ بھی فراہم کریں گے لیکن سیاستدان ذوالفقار علی بھٹو نے عوامی ئندہ ہونے کا پورا پورا ثبوت دیـ اور پـرٹی لیٹیکس سے .لا۔ ہوکر اس مسئلہ پـ سنجیدگی سے غور وخوض کیا اور اراکین قومی اسمبلی کو اپنے ضمیر کے مطابق اس مسئلے پـ آزادانہ رائے دہی کی اجازت دے دی۔ (یـ درہے کہ قادیـنیوں کو اقلیت قرار دینے کا یہ مسئلہ تقریباً ۹۰ سال سے زیـ التوا تھا اور ابھی۔ اس .رے میں کوئی حتمی فیصلہ نہیں ہو پـیـ تھا)۔

قومی اسمبلی نے حکومت کی تحریـ پـ اپنے آپ کو ایـ خصوصی کمیٹی میں تبدیل کردیـ جس کی کاروائی اس قدر خفیہ رکھی گئی کہ عوام کو اس کی ہوا۔ نہ لگنے دی گئی۔اس مسئلے پـ مزیـ بحث وتمحیص اور تبصروں کی مما کردی گئی۔ کہ تصادم کی فضا پیدا نہ ہو سکے۔قادیـنی فرقے کے سر. اہ۰ صر احمد اور لاہوری پـرٹی کے سر. اہ کے بیا۔ت قومی اسمبلی کے اراکین نے خود سنے اور ان سے وضا۔۔ طلب کیں۔اس طرح کافی غور وخوض کے بعد ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو قومی اسمبلی نے قادیـنیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیـ۔اسی شام سینٹ نے قومی اسمبلی کے فیصلے کی توثیق کردی اور اس وقت کے صدر مملکت چودھری فضل الٰہی نے بھی اس فیصلے پـ مہر تصدیق ثبت کر دی۔اس طرح ذوالفقار علی بھٹو کی ذہا۔۔ وخلوص ،فہم وفرا ۔ اور سیاسی ۔. کی وجہ سے قادیـنیوں کو اقلیت قرار دینے کا ۹ دہائیوں سے زیـ التوا مسئلہ منا . اور عوامی .۔.ت کے

مطابق حل ہوا۔

۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کے آ کی دفعہ ۲۶۰ کی ذ دفعہ (۳) میں شام چار بجے جو قومی اسمبلی کے اجلاس میں جو اضافہ ہوا وہ یہ ہے:

۱...... جو شخص حتمی اور غیر مشروط طور پ حضرت محمد ﷺ کے آ ی نبی ہونے پ ایمان نہیں ر تا یا کسی بھی مفہوم کے ا ا ز بیان کے تحت کسی اور شخص کو نبی ما ہے یا ایسے دعوی ارکو مذہبی مصلح سمجھتا ہے وہ آ اور قانون کے تحت مسلمان نہیں ہے۔

۲...... پ کستان میں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو آ ی نبی ماننے کے خلاف عقیدے کا اظہار اور تبلیغ قابل تعز یر م ہوگا۔

۳...... قادیانی وپ کے افراد یا لاہوری وپ کے افراد کے لیے جو خود کو احمدی کہتے ہیں ہندوؤں، عیسائیوں اور بودھ اقلیتوں کی طرح صو ئی اسمبلیوں میں علیحدہ نشستیں مخصوص کی جا گی۔

۴...... شناختی کارڈ اور شہریوں کی لازمی رجسٹر سے متعلق قانون اور انتخابی فہرستوں کے قانون میں ترمیم کی جائے گی تا کہ اس میں قادیانیوں کے مسلمانوں سے علیحدہ ہونے سے متعلق ضروری ا راج کیا جا سکے۔

الحمدللہ ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کے بعد پ کستان میں ین ختم ت (قادیانیوں) کا مسئلہ ہمیشہ کے لیے حل ہو یا ۔ اب آ پ کستان کے تحت وہ ہندوؤں، عیسائیوں، سکھوں، بودھوں اور دوسری غیر مسلم اقلیتوں کی طرح وہ بھی دا ہ اسلام سے خارج ہیں۔ اب اس سلسلے میں سے زیادہ ضرورت اس جما ت کے بڑھتے ہوئے ارتدادی عزائم کو روکنا اور اس تا اسلام کا پیغام پہنچا ہے۔ مرزا قادیانی کی جھوٹی ت پ ایمان لانے سے قبل اس جما ت کے پیروکار اسلام ہی کے فرز تھے۔ قسمتی سے یہ مرزا قادیانی کی تلبیس کا شکار ہو گئے۔ اب انھیں پھر راہ ہدایت دکھانے کی ضرورت ہے۔ یہ کام ذمہ داری کے

ساتھ نہایت محبت،شائستگی اوراعلیٰ اخلاق کے ساتھ ہونا چاہیے۔

افسوس ستمبر ۱۹۷۴ء کے بعد جلسوں کا اہتمام تو بہت ہوا لیکن ان فریب خوردہ حضرات کو دائرہ اسلام میں داخل کرنے کا کام جیسا کہ ہونا چاہیے تھا نہ ہوسکا۔اب ضرورت ہے کہ محبت، اخلاق اور اخلاص کے ساتھ ان کے دلوں پر اسلام کی دستک دی جائے۔

جھوٹے مدعیانِ نبوت

بعض لالچی و بدبخت اور مکار لوگ اپنی عقل و ذہانت، علم و دانائی اور اقتدار و حکومت کے بل بوتے پر اس بلند پایہ منصب پر ازخود فائز ہونے کی کوشش کرتے رہے اور جھوٹے دعوائے نبوت کر بیٹھے۔ مرد تو مرد عورتیں بھی پیچھے نہیں رہیں۔ دورِ رسالت سے اب تک دعوائے نبوت کا یہ سلسلہ جاری ہے۔

بذریعہ وحی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ معلوم تھا کہ بعض جھوٹے نبی پیدا ہوں گے لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے ہی ان لوگوں سے امت کو آگاہ فرمادیا تھا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں"

.

’’ کہ بیشک میری امت میں تیس کذاب ہوں گے کہ ہر ایک اپنے کو نبی کہے گا جبکہ میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں‘‘

عہد رسالت سے اب تک بیسوں احمقوں نے نبوت کا دعویٰ کیا‘ اس مقام پر چند نبوت کا دعوی کرنے والوں کے نام پیش خدمت ہے۔ان کی تفصیل ہماری کتاب ’’اربعین ختم نبوت‘‘ میں دیکھی جاسکتی ہے۔

اسود عنسی، طلیحہ اسدی، سجاح اور مالک بن نو یہ، مالک بن نو یہ کا قتل، مسیلمہ کذاب، مختار کا دعوی ت، حارث، مرزا غلام احمد، مسیح الدین وی وغیرہ

نیز مولانا اسماعیل رحمہ اللہ نے اپنے ای مضمون (جو مجلّہ المکرّم کے شمارہ نمبر ۱۸ میں شائع ہوا) میں ت کا مزی دعوی کرنے والوں کے م بھی پیش کئے ہیں۔

① پ اغ الدین جمونی۔ ② ظہری الدین اروپی۔ ③ محمد بخش قادی نی۔ ④ ی ر محمد وکیل ہشیار پوری۔ ⑤ عبداللہ تیما پوری۔ ⑥ سید عا علی۔ ⑦ عبداللطیف چوری۔ ⑧ ڈاکٹر محمد صدیق بہاری۔ ⑨ ماسٹر احمد سعید سمبڑی لی۔ ⑩ احمد نور کابلی۔ ⑪ نبی بخش پسروری۔ ⑫ عبداللہ پٹواری چیچہ وطنی۔ ⑬ فضل احمد چنگا بنگیالی۔ ⑭ غلام احمد مصلح موعود وقدرت ثانی۔ ⑮ خواجہ اسماعیل لندن۔ ⑯ سید محبوب شاہ گو. انوالہ۔

11 اکتو. بیٹیوں کا عالمی دن

ارشاد. ری تعالیٰ ہے:

’’(تمام) . دشاہت اللہ ہی کی ہے آسمانوں کی بھی اور زمین کی بھی وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے جسے چاہتا ہے بیٹیاں کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے ب ٹے بخشتا ہے۔ ۴۹۔ ی ان کو ب ٹے اور بیٹیاں دونوں عنای فرماتا ہے اور جس کو چاہتا ہے بے اولاد رکھتا ہے وہ تو جاننے والا (اور) قدرت والا ہے۔‘‘

تمہیدی کلمات:

UNOاور د ممالک نے مل کر 11 اکتو. 2012ء کو سے پہلے بیٹیوں کا عالمی دن منانے کا عزم کیا اس کے بعد پوری د کے لوگ 11 اکتو. کو بیٹیوں کے عالمی دن کے طور پ منانے لگے اس دن کے منانے کا مقصد عورت یعنی بیٹی کے حقوق کو اجاگر کرنا اور سال بھر میں بیٹیوں پ ہونے والے مظالم کے خلاف آواز کو اٹھانا ہوتا ہے۔ اہل کفر اور د کے عالمی منشور وضع کرنے والے آج یہ آواز اٹھاتے ہیں جبکہ بیٹی کی شان وعظمت آج سے چودہ سو سال پہلے جناب محمد ﷺ نے بیان کر دی تھی اور اس بیٹی کی شان وشو کو سال میں صرف ای . رہی بیان کرنے کی تعلیم نہیں دی بلکہ ہر دن ہر رات سال بھر بیٹی کو رب کی رحمت سمجھ کر اس کے حقوق کی ادائیگی کا حکم دی تھا۔

عورت یعنی بیٹی اور غیر الہامی مذہب

ہندوؤں کے نزدیک جھوٹ بولنا، بغیر سوچے کام کرنا، فریب، حماقت، طمع، ناپاکی، بے رحمی یہ عورت کے کرداری عیوب ہیں۔ عورتوں کے ساتھ محبت نہیں ہو سکتی، عورتوں کے دل حقیقت میں بھیڑوں کے بھٹ ہیں۔

بیٹی باپ کی جائیداد کی وارث نہیں ہے۔

جین مت میں عورتوں کا مقام ان کی شاستروں سے معلوم ہوتا ہے مہابیر سوامی عورت کو تمام برائیوں کی جڑ گردانتے تھے، ان کا کہنا تھا کہ مردوں کے گناہوں کا باعث عورت ہی ہے۔ عورت سب سے بڑی آزمائش ہے جو انسان کی راہ میں حائل ہوتی ہے۔ مرد کو چاہیے کہ عورت سے کسی قسم کا سروکار نہ رکھے، اس کی طرف دیکھے، نہ بات کرے اور نہ ہی اس کا کوئی کام کرے۔ ڈاکٹر مسز سٹیوسن کے بقول بہترین وہ اپنے نیک اعمال کی وجہ سے دوسرے جنم میں مرد بن کر نہ آئے۔

"بدھ مت" کے تاریخی مطالعہ سے عورت کو کوئی مقام حاصل ہونے کا ثبوت نہیں ملتا، اس کے برعکس عورت سے نفرت اور اس کی تذلیل و تحقیر کے ثبوت ملتے ہیں۔

انسائیکلوپیڈیا آف ریلیجن اینڈ ایتھکس میں ایک بدھ مفکر چھلاواگا کا قول لکھا ہوا ہے "پانی کے اندر مچھلی کی ناقابل فہم عادتوں کی طرح عورت کی فطرت بھی ہے اس کے پاس چوروں کی طرح متعدد حربے ہیں اور سچ کا اس کے پاس گزر نہیں۔

عورت یعنی بیٹی اور الہامی مذاہب

یہودیوں کا خیال تھا کہ حوا علیہا السلام شیطان کا آلہ کار اور ازل کی گنہ گار تھیں جن کی وجہ سے آدم علیہ السلام کو

۔ ٘ چھوڑ کر زمین پ آ ٘ پڑا۔ ٹیلین نے ای موقع پ عورتوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا تھا:

''کیا تمہیں معلوم ہے کہ تم ۔ حواء کی بیٹیاں ہو اس لیے ٘ اکا حکم تم پ آج بھی قائم ہے اور تمہارا ۔ م آج بھی ۔قی رہے گا تم ہی شیطان کا دروازہ اور شجر ممنوعہ کو استعمال کرنے والی، ٘ اکی پہلی مخالفت کرنے والی تم ہی جنہوں نے ٘ ائی، مرقع کو اس آسانی کے ساتھ لپیٹ دی۔

عیسائیت نے بھی عورت کو ٘ ہ گار اور ۔ ی کی جڑ قرار دی کیوں کہ ۔ ئبل میں مرقوم ہے کہ حوا کو شیطان نے بھڑکای اور اس نے آدم کو۔

اَ ہم پ دریوں کے ارشادات عورتوں کے متعلق اکٹھے کرتے ہیں تو ہمیں مندرجہ ذیل ارشادات ملتے ہیں:

☆ سینٹ ۔ ٘ رڈ کا قول ہے: عورت شیطان کا ہتھیار ہے۔

☆ سینٹ َ لگوری کا قول ہے: عورت سا پ کا زہر ٘ ہے اور اژدھے کا کینہ۔

☆ سینٹ خیر دم کا قول ہے: عورت شیطان کا دراوزہ، ظلم کی شر ٘ اور بچھو کا ڈ َ ہے۔

عورت یعنی بیٹی اور اسلام

٘ ریخ، مذاہب عالم اور تہذیبوں کے مطالعے سے معلوم ہو ٘ ہے کہ عورت ہمیشہ مظلوم رہی ہے اس پ ٘ ریخ میں ٘ ر ٘ ین اور بہیمانہ ادوار بھی آئے ہیں لیکن دین اسلام کا عورت پ بہت زی دہ احسان ہے کہ جس میں مبالغہ آمیزی ۔لکل نہیں ہے۔

یورپ کا مشہور مفکر و مؤرخ آرتھر گلیمن لکھتا ہے:

''میں کافی تحقیقات کے بعد لکھتا ہوں کہ حضرت مسیح علیہ السلام سے چھ سو سال بعد ٘ عورت کو نہای ٘ حقیر و ذلیل تصور کیا َ ی تھا۔ اس کی کوئی حیثیت نہ تھی۔ نہ کچھ حقوق تھے اسلام نے عورتوں کے حقوق بیان کیے اور انہیں عزت و عظمت کے عرش ٘ پہنچا دی اور

عورت کے حقوق کا احترام کیا۔ د کے کسی مذہب نے اتنا نہیں کیا بلاشبہ محمد ﷺ نے عورت کی ڈوبتی ہوئی ؤ کو بچا یہ۔ ان سے پہلے د کی عورت ذ ت کی حد سے ر چکی تھی۔ عرب میں لڑکیاں ز ہ دفن کر دی جاتیں۔ یو ن میں بعض لوگ اپنی بیو یں قرضے میں دے دیتے تھے۔ انگلستان میں عورت پ فرض تھا کہ وہ اپنے شوہر اور سر پ ت پ دری کی غلامی کرے۔"

اسلام نے دختر کشی کی رسم کا خاتمہ کر د یہ

دور جاہلیت میں لڑکی کا وجود عار تصور کیا جا تھا اور اسے ز ہ درگور کر د یہ جا تھا جیسا کہ فرمان الٰہی ہے:

"اور ان میں سے کسی کو لڑکی کی خو ی سنائی جاتی ہے تو اسکا چہرہ سیاہ ہو جا ہے اور دل ہی دل میں لگتا ہے، جو ی خبر اسے دی گئی ہے اسکی وجہ سے لوگوں سے منہ چھپائے پھر ہے۔ سوچتا ہے کہ کیا اسکو ذ ت و رسوائی کے وجود اپنے پ س رکھے، یہ اسے ز ہ درگور کر دے، آہ! کیا ہی ے فیصلے کرتے ہیں۔"

اس آ یت میں اللہ تعالیٰ نے زمانہ جاہلیت کے لوگوں کی حا ت کو بیان فرما یہ ہے کہ ان میں سے کسی کو اسکے گھر میں بیٹی پیدا ہونے کی خبر دی جاتی تو اسکا چہرہ کالا سیاہ ہو جا اور مارے شرم کے وہ لوگوں سے چھپتا پھر ، اور غم میں حال ہو کر سوچتا رہتا کہ اب اس لڑکی کے وجود کو ذ ت و رسوائی کیساتھ دا ت کر لے یہ ز ہ درگور کر دے۔

امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

''عرب میں یہ رواج عام تھا کہ . کسی کے گھر میں بیٹی پیدا ہوتی اور وہ اسے زن ہ ۔قی رکھنا چاہتا تو اسے اونی جبہ پہنا کر او ں اور بکریوں کو پ انے کیلئے دور دراز بھیج دیتا، اور اَ اسے مارن چاہتا تو وہ . چھ سال کی ہو جاتی تو کسی جنگل میں ای َ ڑھا کھود ۔ ، پھر گھر آ کر اپنی بیوی سے کہتا کہ اسے خوب اچھا لباس پہنا دو ۔ کہ وہ اسے اس کے ن یل (یا اسکے دادا دادی) سے لائے۔ پھر . اس َ ڑھے ۔ پہنچتا تو اسے کہتا: اس َ ڑھے کے ان ردیکھو، چنانچہ وہ اسے دیکھنے کیلئے جھکتی تو یہ اسے پیچھے سے دھکا دے دیتا وہ اس میں َ جاتی اور یہ اسکے اوپ مٹی ڈال دیتا۔''

یہ تو تھا زمانہ جاہلیت میں کسی عورت کا مقام کہ اسکا وجود ہی عار تصور کیا جا ۔ اور اسے زن ہ درگور کر دی جا ۔ ۔ جبکہ اسلام نے گھر میں بیٹی کی پیدائش کو . ش . ۔ قرار دی اور اسے زن ہ درگور کرن حرام کر دی ۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد َ امی ہے:

''اللہ تعالیٰ نے تم پ ماؤں کی ۔ فرمانی کرن اور بیٹیوں کو زن ہ گور کرن حرام کر دی ہے۔''

زمانہ جاہلیت کی بیٹی وراث ۔ سے محروم تھی

زمانہ جاہلیت میں لوگ صرف مردوں کو وراث ۔ کا حقدار سمجھتے تھے اور عورتوں اور بچوں کو اس سے محروم رکھا جا ۔ تھا، اور کہا جا ۔ تھا کہ رواث ۔ کا حقدار صرف وہی ہے جو تلوار سکتا ہے۔ اس پ اللہ تعالیٰ نے یہ آی ۔ ۔ زل فرمائی:

’’والدین اورقر   رشتہ دار جو مال چھوڑ جا   اس میں مردوں کا حصہ ہوت ہے
اوروالدین اورقر   رشتہ دار جو مال چھوڑ جا   اس میں عورتوں کا بھی حصہ ہوت
ہے، چاہے مال تھوڑا ی زی دہ، اور یہ حصے اللہ کی طرف سے مقرر کردیئے گئے ہیں۔‘‘

تو اسلام نے عورت کو بھی وارث کا حقدار قرار دی اور اسے اس سے محروم نہیں کیا، اور کہ میں عورت کو کتنا حصہ دی َ ی ہے اسکی تفصیل سورۃ النساء کے دوسرے رکوع میں موجود ہے۔

اللہ نے بیٹی کو مقدم رکھا

ارشاد ب ری تعالیٰ ہے:

’’(تمام) ب دشاہت اللہ ہی کی ہے آسمانوں کی بھی اور زمین کی بھی وہ جو چاہتا ہے پیدا
کرت ہے جسے چاہتا ہے بیٹیاں   کرت ہے اور جسے چاہتا ہے ب ٹ بخشتا ہے۔۴۹۔ ی
ان کو ب ٹ اور بیٹیاں دونوں عنای ت فرمات ہے اور جس کو چاہتا ہے بے اولاد در ت ہے وہ
تو جاننے والا (اور) قدرت والا ہے۔‘‘

جبکہ عرب جہلاء بیٹی کو اپنے لیے منحوس خیال کرتے تھے اور بہت پ یشان ہوتے اَ ان کے گھر بیٹی پیدا ہو جاتی بلکہ وہ اسے زن ہ درگور کردی کرتے تھے۔

ارشاد ہوت ہے:

”حالا   .   .   ان میں سے کسی کو اس چیز کی خو   ی دی جاتی ہے جو انھوں نے اللہ کے لئے بیان کی ہے تو اس کا منہ سیاہ ہو جا   ہے اور وہ غم سے بھر جا   ہے۔“

بیٹی کی پ   ورش پ   .   ۔

سید   انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما   :

’مَنْ عَالَ جَارِيَتَيْنِ حَتَّى تَبْلُغَا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَنَا وَهُوَ‘، وَضَمَّ أَصَابِعَهُ.

”جس شخص نے دو بیٹیوں کی بلو   کو پہنچنے   پ   ورش کی وہ قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ میں اور وہ اور (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگلیوں کو ا   دوسری کے ساتھ   ی)۔“

بیٹیوں کی پ   ورش پ   ا   .   عظیم

بیٹیوں کی پ   ورش پ   اللہ تعالیٰ ان کے والدین کو بہت ز   دہ ا   .   فرماتے ہیں چند ا   روا   ت   حظہ ہوں۔

سید   عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

’مَنْ كَانَ لَهُ ثَلَاثُ بَنَاتٍ فَصَبَرَ عَلَيْهِنَّ فَأَطْعَمَهُنَّ وَسَقَاهُنَّ وَكَسَاهُنَّ مِنْ جِدَّتِهِ كُنَّ لَهُ حِجَابًا مِنَ النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ‘.

”جس شخص کی تین بیٹیاں ہوں اور ان پ   صبر کرے انھیں اپنی استطا   کے مطابق کھلائے، پلائے اور پہنائے تو وہ اس کے لیے روز قیامت پ   دہ ہوں گی (یعنی جہنم سے بچاؤ کے لیے)۔“

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

'مَا مِنْ رَجُلٍ تُدْرِكُ لَهُ ابْنَتَانِ فَيُحْسِنُ إِلَيْهِمَا مَا صَحِبَتَاهُ أَوْ صَحِبَهُمَا إِلَّا أَدْخَلَتَاهُ الْجَنَّةَ'

''کوئی آدمی ایسا نہیں کہ اس کے ہاں دو بیٹیاں ہوں اور وہ دونوں . . . اس کے ساتھ رہیں یا وہ ان کے ساتھ رہے ان کے ساتھ احسان (نیک سلوک) کرتا رہے وہ دونوں اس کو . . . میں داخل کروا دیں گے۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

'مَنْ كَانَ لَهُ ثَلَاثُ بَنَاتٍ فَصَبَرَ عَلَى لَأْوَائِهِنَّ وَضَرَّائِهِنَّ وَسَرَّائِهِنَّ أَدْخَلَهُ اللَّهُ الْجَنَّةَ بِفَضْلِ رَحْمَتِهِ إِيَّاهُنَّ'.

''جس شخص کی تین بیٹیاں ہوں اور وہ ان کی شدت، سختی اور خوشی پر صبر کرے تو اللہ تعالیٰ ان بیٹیوں پر اس کی شفقت کے . . . سے اسے . . . میں داخل فرما دیں گے۔''

ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر تین کی بجائے دو ہوں تو؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر دو بھی ہوں تب بھی۔ پھر ایک آدمی نے کہا:

'أَوْ وَاحِدَةٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ'.

''اے اللہ کے رسول! اگر ایک بھی ہو تو تب بھی؟''

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں اگر ایک بھی ہو تب بھی (اس کے ساتھ نیکی کی وجہ سے اللہ اس کو . . . میں داخل فرما دے گا۔)

بیٹیوں کو نا پسند نہ سمجھو

فطرت ا   نی ہے کہ بیٹوں سے ز یدہ بیٹیاں والدین کا احترام کرتی ہیں جبکہ والدین خصوصا والد اپنی اولاد میں بیٹوں کو ہر بت اور ہر کام میں ترجیح دیتا ہے خواہ وہ معا   ت ہوں، عطیات ہوں یوراثت کے معا   ت ہوں جبکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان اس کے برعکس ہے۔

سیدن عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمای:

'لَا تَكْرَهُوا الْبَنَاتِ فَإِنَّهُنَّ الْمُؤْنِسَاتُ الْغَالِيَاتُ'.

''بیٹیوں کو ن پسند نہ کرو کیو   وہ تو پیار کرنے والیاں اور قیمتی ہیں۔''

بیٹیوں کی پ ورش جہنم سے بچاؤ کا . .

نیک اولاد آدمی کے لیے صدقہ جاریہ ہے خواہ وہ بی ٹ ہو یبیٹی، عموماً معاشرے میں بیٹیوں کے مسائل بیٹوں سے ز یدہ ہوتے ہیں یہی وجہ ہے کہ شریعت نے ان کی تعلیم و ت ب یت اور پ ورش کے بلے ا بھی ز یدہ رکھا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمای ہے:

'مَنْ ابْتُلِيَ مِنْ هَذِهِ الْبَنَاتِ بِشَيْءٍ كُنَّ لَهُ سِتْرًا مِنَ النَّارِ'

''جس شخص کو ان بیٹیوں میں سے کسی چیز کے ساتھ آزمائش میں ڈالا گ ی اور اس نے ان کے ساتھ احسان کیا تو وہ اس کے لیے آگ کے مقابلے میں رکاوٹ ہوں گی۔''

بی ٹے اور بیٹیوں میں عدل رکھو

اولاد بی ٹے ہوں یبیٹیاں، اسلام نے ان کے درمیان ہر چیز میں ب ا ی کا حکم دی ہے جیسا کہ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے ب پ نے مجھے تحفہ دی تو عمرہ ب ت رو   رضی اللہ عنہا (ان کی والدہ) نے کہا کہ ب   ت   آپ رسول اللہ ﷺ کو اس پ گواہ نہ

بنا گے میں راضی نہیں ہوں گی۔ چنانچہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا میں نے عمرہ بنت رواحہ سے اپنے بیٹے کو عطیہ دیا ہے تو اللہ کے رسول! میری بیوی نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں آپ ﷺ کو گواہ بناؤں آپ ﷺ نے دریافت کیا:

'أَعْطَيْتَ سَائِرَ وَلَدِكَ مِثْلَ هٰذَا'.

''کیا تم نے باقی ماندہ اولاد کو بھی ایسا ہی عطیہ دیا ہے۔''

انھوں نے کہا: نہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا:

'فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْدِلُوا بَيْنَ أَوْلَادِكُمْ'.

''پس تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اپنی اولاد کے درمیان عدل وانصاف کرو۔''

انھوں نے بیان کیا کہ وہ واپس آئے اور اپنا عطیہ واپس لے لیا۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

'سَوُّوا بَيْنَ أَوْلَادِكُمْ فِي الْعَطِيَّةِ فَلَوْ كُنْتُ مُفَضِّلًا أَحَدًا لَفَضَّلْتُ النِّسَاءَ'.

''عطیہ (تحفہ) دینے میں اولاد کے درمیان برابری کرواگر میں کسی کو ترجیح دیتا تو (عطیہ دینے میں) عورتوں کو ترجیح دیتا۔''

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا اس کا بیٹا آیا تو اس نے اس کو پکڑ کر اس کو بوسہ دیا اور اپنی گود میں بٹھا لیا پھر اس کی بیٹی آئی تو اس نے اس کو پکڑا اپنے پہلو میں بٹھا دیا آپ ﷺ نے فرمایا:

'فَمَا عَدَلْتَ بَيْنَهُمَا'

''تم انے دونوں کے درمیان عدل نہیں کیا۔''

آپ ﷺ کا اپنی بیٹی سے پیار

آپ ﷺ کی سے پیاری صا ادی حضرت فاطمہ الزہرا ؓ محمد ﷺ حضرت ؓ یجہ الکبریٰ کے بطن اطہر سے پیدا ہو ۔ آپ ﷺ سے زیدہ پیار اپنی اسی بیٹی سے کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''فاطمہ میرا جگر گوشہ ہے، جس نے اسے ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا۔''

آپ ﷺ اپنی بیٹی کا استقبال کرتے

عائشہ بنت طلحہ ؓ ام المومنین سیدہ عائشہ صد ؓ سے روایت کرتی ہیں:

''میں نے فاطمہ ؓ سے بڑھ کر کلام اور گفتگو میں روسل اللہ ﷺ کے مشابہہ کسی کو نہیں دیکھا۔ ۔ فاطمہ ؓ رسول اللہ ﷺ کے پاس جاتی تو آپ اس کی جانب کھڑے ہوتے، اسے بوسہ دیتے اور خوش آمدید کہتے اور فاطمہ ؓ بھی ایسے ہی اپنے ابا جان کا استقبال کیا کرتی تھی۔''

حاکم نے اس روایت کو صحیح قرار دیا

ہے اور علامہ ذہبی نے اس کی موافقت کی ہے۔

ام المومنین سیدہ عائشہ صد ؓ فرماتی ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کی بیویاں آپ ﷺ کے پاس اکٹھی ہو ، ازواج مطہرات میں سے کوئی بھی غائب نہ تھی۔ اتنے میں فاطمۃ الزہراء ؓ نبی

کریم ﷺ کی سی چال چلتے ہوئے آ ،. . رسول اللہ ﷺ نے انھیں دیکھا تو خوش آمدی کہا اور فرمای:

''میری بیٹی خوش آمدی''

پھر انھیں اپنی دا طرف ی. . طرف بٹھالیا اور رازدانہ ا ازمیں کوئی. ت کی تو وہ رو پڑیں، پھر دو. رہ رازدانہ ا ازمیں. ت کی تو وہ ہنس پڑیں۔. . رسول اللہ ﷺ اٹھ گئے تو میں نے اس سے کہا:

''رسول اللہ ﷺ نے پہلے تجھ سے کوئی خاص. ت کی تو رونے لگی، پھر تھوڑی دی بعد دوسری. ت کی تو ہنسنے لگی۔ بیٹی میرا آپ پ حق ہے، آپ مجھے بتا کہ روئی اور ہنسی کیوں؟ اس نے جواب دی: ''میں رسول اللہ ﷺ کے راز کو افشا نہیں کروں گی۔''

. . رسول اللہ ﷺ وفات پ گئے تو میں نے سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا سے پھر کہا: ''بیٹی! میرا آپ پ حق ہے، مجھے اپنے رونے اور ہنسنے کی وجہ بتا ۔'' تو انہوں نے کہا: ''ہاں! اب میں بتاتی ہوں۔ پہلے ا. جان ﷺ نے مجھے یہ. ت کہی کہ جبر علیہ السلام ہر سال ای مرتبہ میرے پ س قرآن مجید کی دوہرائی کیلئے آتے ہیں لیکن اس مرتبہ دو دفعہ میرے پ س آئے ہیں، یہ میری وفات کے قرب کی علامت ہے۔ تم اللہ سے ڈر اور صبر کر ، میں آپ کا بہتر سلف . ت ہوں گا، میں یہ سن کر رونے لگی۔. . ا. جان ﷺ نے میری گھبراہٹ کو دیکھا تو آپ ﷺ نے فرمای:

''کیا تجھے یہ پسند نہیں کہ تو خواتین عالم کی سردار ہوگی، ی یہ فرمای کہ تو اس امت کی خواتین کی سردار ہوگی، تو یہ سن کر میں ہنس پ ڑی۔''

بیٹی کی شادی میں باپ کا کردار

سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، کہتی ہیں:

جب سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا شادی کے بعد سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے گھر پہنچی تو اس گھر میں ریت بچھی دکھائی دے رہی تھی۔ ایک تکیہ جس میں روئی بھری ہوئی تھی، ایک مٹکا اور ایک کوزہ پڑا ہوا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی طرف پیغام بھیجا کہ میں آ رہا ہوں، نبی کریم ﷺ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لائے تو فرمایا: ''بھائی کہاں ہے؟'' اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی والدہ ام ایمن حبشیہ رضی اللہ عنہا وہاں موجود تھیں، انھوں نے کہا: ''یا رسول اللہ! کیا یہ آپ کا بھائی ہے؟ جبکہ آپ کی بیٹی اس کی بیوی ہے۔'' نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان مواخات کا نظام قائم کر رکھا تھا اور اپنے آپ کو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا بھائی قرار دیا تھا، فرمایا: ''اے ام ایمن ایسا ہو سکتا ہے۔'' سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ پھر نبی کریم ﷺ نے برتن منگوایا جس میں پانی تھا۔ آپ ﷺ نے اس پر کچھ پڑھ کر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے سینے اور چہرے پر پانی ڈالا، پھر آپ ﷺ نے سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو بلایا۔ وہ چادر میں لپٹی شرماتی اور لڑکھڑاتی ہوئی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ آپ نے ان پر بھی پانی کے چھینٹے مارے، پھر ارشاد فرمایا: ''بیٹی! مجھے خاندان میں جس کے ساتھ سب سے زیادہ پیار تھا، میں نے تیری شادی اس کے ساتھ کی ہے۔

پھر آپ ﷺ نے پردے کے پیچھے سایہ دیکھا اور پوچھا:

''یہ کون ہے؟''

اس نے کہا: ''اسماء''

آپ نے فرمایا: ''اسماء بنت عمیس؟''

اس نے کہا: ہاں، یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا:

’’کیا تم اللہ کے رسول کی عزت و احترام کی خاطر اس کی بیٹی کے پ س آئی ہو؟

اسنے کہا: ’’ہاں ! ی رسول اللہ . کوئی دوشیزہ شادی کے بعد اپنے خاو کے گھر جاتی ہے تو اس کے ساتھ کوئی قر خاتون ہونی چاہیے، کہ ا نو بیاہتا کو کسی چیز کی ضرورت ہو تو وہ اس اپنی قر خاتون سے کہہ سکتی ہے۔‘‘

اسماء ب عمیس رضی اللہ عنہا کتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لیے دعا کی اور میرے لیے سرمایہ حیات ہے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سید علی رضی اللہ عنہ سے فرمای :

’’اچھا دونوں میاں بیوی خوش رہو، آ د رہو، دلشاد ہو، پھر آپ گھر ہر نکل گئے اور مسلسل دونوں کیلئے دعا کرتے رہے، یہاں کہ وہ اپنے حجروں پہنچ گئے۔‘‘

بیٹی کی اولاد سے محبت

حضرت اسامہ بن زی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ای دن میں اپنی کسی ضرورت کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مت میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم (اپنے گھر کے ا رسے) اس حال میں ہر تشریف لائے کہ کسی چیز کو اپنے ساتھ لپٹے ہوئے تھے اور میں نہیں جا تھا کہ وہ کیا چیز تھی پھر میں اپنی ضرورت عرض کر چکا تو پوچھا:

یہ کیا چیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لپیٹ رکھی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس چیز کو کھولا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ حسن و حسین ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں پہلوؤں میں تھے (یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کو گود میں لے کر چادر سے لپیٹ رکھا تھا) اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمای دونوں

میرے بڑے ہیں اور میری بیٹی کے بڑے ہیں اے اللہ! میں ان دونوں کو محبوب رکھتا ہوں، تو بھی ان کو محبوب بنالے اور ہر اس شخص کو محبوب بنالے جو ان دونوں سے محبت کرے۔

بیٹی سے محبت اور داماد کا احترام

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بتاتی ہیں کہ:

جب مکہ کے لوگوں نے اپنے قیدی چھڑوانے کے لیے مال بھیجنا شروع کیا تو اللہ کے رسول ﷺ کی بیٹی حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے اپنے خاوند ابوالعاص بن ربیع کو چھڑوانے کے لیے بھی مال بھیجا۔ اس مال میں ان کا ایک ہار بھی تھا۔ یہ ہار وہ تھا کہ جب حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے بیٹی کو ابوالعاص کی دلہن بنا کر رخصت کیا تھا تو یہ ہار اس کے گلے میں ڈالا تھا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے جب یہ ہار دیکھا تو آپ موم ہو گئے۔ آنسو چھلک پڑے اور آپ ﷺ صحابہ سے مخاطب ہو کر کہنے لگے:

"تمہارا خیال ہے کہ اگر تم زینب کا قیدی رہا کر دو اور زینب کا ہار اسے واپس لوٹا دو۔"

صحابہ نے کہا: "ٹھیک ہے، اے اللہ کے رسول!" اور پھر صحابہ رضی اللہ عنہم نے ہار واپس لوٹا دیا۔ ابو داؤد میں یہ بھی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ابوالعاص کو رہا کرتے ہوئے یہ وعدہ لے لیا کہ وہ جاتے ہی زینب رضی اللہ عنہا کو روانہ کر دے گا۔ چنانچہ اللہ کے رسول ﷺ نے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اور انصار کے ایک آدمی کو بھیجا اور حکم دیا:

"تم دونوں "یأجج" مقام کے دامن میں ٹھہر جاؤ اور جب زینب رضی اللہ عنہا تمہارے قریب سے گزرے تو تم ساتھ چل پڑنا اور یہاں مدینہ لے آنا۔"

ابو العاص قیدی بن کر آئے تھے، رسول کریم ﷺ کے داماد تھے۔ . . آپ ﷺ نے بیٹی زنٔ . رضی اللہ عنہا کا بھیجا ہوا ہار دیکھا تو حضرت ٔ یجہ رضی اللہ عنہا ید آ گئیں، وہی ٔ یجہ رضی اللہ عنہا جو عرب کی مالدار تین . خاتون تھیں، وہ کہ جنہوں نے اپنا سارا مال اسلام کے لیے رسول کریم ﷺ کی ٔ مت میں پیش کر دیا تھا۔ جی ہاں! آج اسی ٔ یجہ رضی اللہ عنہا کی ید آ گئی۔ بیٹی کی رخصتی کا منظر ید آ َ ی۔ . پ جو مدینے کا حکمران، سپریم کماٹ راور فاتح . رہے۔ آپ ﷺ کی آنکھیں چھلک پڑیں، سوچا ہو گا کہ بیٹی نے ماں کی نی گلے سے ات رکر . پ کی ٔ مت میں بھیج دی ہے۔ قر . ن جاؤں، ایسے حکمران پ ! د نے آج ت نہ دیکھا ہو گا کہ وہ حکمران . قی مال تو رکھ ی ت ہے کہ عدل کا یہی تقاضا ہے، صرف ای ہار واپس بیٹی کو بھیجنے کا کہہ رہا ہے خود کوئی فیصلہ نہیں سنا رہا معاملہ صحابہ کے سپرد کر دیا ہے کہ اَ تم مسلمان اجازت دو تو اپنی بیٹی کے . رے میں ہار کی واپسی کا فیصلہ کر لوں۔ لوگو! یہ د جمہوری م کے لیے پھرتی ہے...... عوامی راج کی . تیں ہیں، اللہ کی قسم! عوامی راج کا جو نمونہ مدینہ کیحکمران نے پیش کیا ہے، کوئی ایسا حکمران ہے جو اس کی مثال پیش کر سکا ہو......؟ آج ت کوئی ای ہی مثال ایسی ہو؟

جس دن اللہ کے رسول ﷺ فاتح . رہو کر مدینہ میں داخل ہوئے اسی دن آپ ﷺ کی بیٹی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کو ان کے خاو ٔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ دفن کر کے فارغ ہوئے تھے۔

اور پھر حضرت زنٔ . رضی اللہ عنہا کا ہار سامنے آ َ ی، یوں . پ کا غم کئی ٔ . ڑھ َ ی۔ خوشیوں کے ساتھ غمیاں، غمیوں کے ساتھ خوشیاں، یہ اللہ کا م ہے اور اللہ کے محبوب بھی اس سے مستثنیٰ نہیں ہیں۔ ادھر ابو العاص نے وعدہ پورا کر دیا۔ حضرت زنٔ . رضی اللہ عنہا مدینہ میں آ گئیں، بعد میں ابو العاص مسلمان ہو گئے تو اللہ کے رسول ﷺ نے پہلے ہی نکاح پ بیٹی کو ابو العاص رضی اللہ عنہ کے گھر بھیج

دی۔

سید· سہل بن سعد رحمۃ اللہ علیہن سے روای ہے کہ رسول اللہ ﷺ سیدہ فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے تو سید· علی رضی اللہ عنہ کو گھر میں نہ پ تو آپ نے فرمای تمہارے چچا کے ب ٹے کہاں ہیں۔ وہ بولیں کہ میرے اور ا درمیان کچھ تنازعہ ہو ہے تو وہ مجھ پ · راض ہو کر چلے گئے اور میرے ہاں نہیں سوئے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ا شخص سے کہا کہ دیکھو کہ وہ (علی رضی اللہ عنہ) کہاں ہیں۔ وہ یکھ کر آ اور اس نے کہا وہ مسجد میں سو رہے ہیں رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف لے گئے۔ اور وہ ی ٹے ہوئے تھے۔ ا چادر ا نے پہلو سے ہٹی ہوئی تھی جس کی وجہ سے ان کے جسم پ مٹی لگ چکی تھی تو رسول اللہ ﷺ ا جسم سے مٹی جھاڑتے جا رہے تھے۔ اور یہ فرماتے جا رہے تھے۔ ''اے ابو اب اٹھو..!'' (پھر انہیں اٹھا کر گھر لے گئے اور دونوں کی · راضگی کو رفع کیا)

حضرت حسن بن علی علیہم السلام فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ ا رات امیر المومنین علی ابن ابی طا رضی اللہ عنہ اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پ س تشریف لائے اور فرمای: تم تہجد کیوں نہیں پ ڑھتے۔ حضرت علی رحمۃ اللہ علیہن نے عرض کی: ی رسول اللہ ہماری جا تو اللہ کے اختیار میں ہیں۔ ۔ وہ ہمیں اٹھا· چاہے گا، ہمیں اٹھا دے گا۔ ۔ انہوں نے یہ کہا تو رسول اللہ ﷺ (کچھ · راض سے) واپس چلے گئے اور کوئی جواب نہیں دی اور آپ ﷺ جاتے ہوئے اپنی ران پ ہاتھ مارتے جا رہے تھے اور یہ فرماتے جاتے تھے:

''ا ن ہر چیز سے زی دہ جھگڑالو ہے۔''

اکتو. 665ء

رحلت سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا

ارشاد . ری تعالیٰ ہے:

(

''اے پیغمبر! جو چیز اللہ نے تمہارے لئے جا ٔ. کی ہے تم اس سے کنارہ کشی کیوں کرتے ہو؟ (کیا اس سے) اپنی بیویوں کی خوشنودی چاہتے ہو؟ اور اللہ بخشنے والا مہر. ن ہے ' اللہ نے تم لوگوں کے لئے تمہاری قسموں کا کفارہ مقرر کر دی ہے اور اللہ ہی تمہارا کارساز ہے اور وہ دا. (اور) حکمت والا ہے اور (ی د کرو) . . پیغمبر نے اپنی ای بیوی سے ای بھید کی . ت کہی تو (اس نے دوسری کو بتا دی) . . اس نے اس کو افشا کیا اور اللہ نے اس (حال) سے پیغمبر کو آ گاہ کر دی تو پیغمبر نے (ان بیوی کی وہ . ت)

کچھ تو بتائی اور کچھ نہ بتائی تو۔ وہ ان کو جتائی تو پوچھنے لگیں کہ آپ کو یہ کس نے بتایا؟ انہوں نے کہا کہ مجھے اس نے بتایا ہے جو جاننے والا خبردار ہے' اگر تم دونوں اللہ کے آگے توبہ کرو (تو بہتر ہے کیونکہ) تمہارے دل کج ہو گئے ہیں اور اگر پیغمبر (کی ایذا) پر باہم اعانت کرو گی تو اللہ اور جبریل اور نیک کردار مسلمان ان کے حامی (اور دوستدار) ہیں اور ان کے علاوہ (اور) فرشتے بھی مددگار ہیں' اگر پیغمبر تم کو طلاق دے دیں تو عجب نہیں ان کا پروردگار تمہارے بدلے ان کو تم سے بہتر بیویاں دے دے مسلمان صاحبِ ایمان فرمانبردار توبہ کرنے والیاں عبادت گزار روزہ رکھنے والیاں بن شوہر اور کنواریاں''

تمہیدی کلمات:

اکتوبر ٦٦٥ء ۴۱ ہجری ماہ رمضان میں صاحبزادی سیدہ حفصہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا قضائے الٰہی سے وفات پا کر اپنے اللہ کو جا ملیں' اسی مناسبت سے آج ام المؤمنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کا ذکر خیر کیا جائے گا۔

نام و نسب اور تعارف

جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی اور لخت جگر سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا' آپ کی والدہ کا نام زینب بنت مظعون تھا' آپ کے والدین کا سلسلہ نسب کعب بن لوی پر آ کر آپس میں مل جاتا ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بھی' سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کی دونوں خاوندوں سے کوئی اولاد نہ تھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شادی

جب حفصہ رضی اللہ عنہا کے پہلے خاوند خنیس بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے تو سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو اپنی نوجوان بیٹی کے اٹھارہ سال کی عمر میں بیوہ ہونے پر دلی دکھ ہوا۔ جب بھی سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ گھر میں داخل ہوتے تو طبیعت میں شدید انقباض محسوس کرتے اور

. . اپنی بیٹی کو غمگین دیکھتے تو اداس ہو جاتے۔طویل غور وفکر کے بعد انھوں نے یہ فیصلہ کیا کہ بیٹی کی شادی کر دی جائے تاکہ اسکا غم قدرے ہلکا ہو سکے۔سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے پہلے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو شادی کی پیشکش کی۔انھوں نے کوئی جواب نہیں دیا، پھر سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو پیشکش کی انھوں نے کہا میں ابھی شادی نہیں کرنا چاہتا۔سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو دونوں کی بے رخی سے دلی صدمہ ہوا اور غصہ آیا اور اس صورت حال کو دیکھ کر کبیدہ خاطر ہوئے اور اس شکایت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کی۔

اس موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا:

''حفصہ رضی اللہ عنہا سے وہ شادی کرے گا جو عثمان سے بہتر ہے اور عثمان اس سے شادی کرے گا جو حفصہ سے بہتر ہے۔''

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے رشتہ طے کر لیا اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی حفصہ رضی اللہ عنہا کی شادی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کر دی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی رقیہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی شادی اپنی دوسری بیٹی ام کلثوم سے کر دی۔نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ غزوہ احد سے پہلے ۳ ہجری میں شادی کی اور انھیں چار سو درہم مہر دیا۔

. . سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی حفصہ رضی اللہ عنہا کی شادی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کر دی تو سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہنے لگے: عمر! آپ مجھ سے ناراض نہ ہوں، دراصل بات یہ ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لیے حفصہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں رازدانہ بات کی تھی۔. . آپ نے مجھے شادی کی پیشکش کی تو میں نے اس لیے

خاموشی اختیار کی کہ کہیں یہ راز فشانہ ہو جائے، اَ آپ ﷺ اس سے شادی نہ کرتے تو میں اس سے شادی کر یتے۔

ا . علیہ السلام نے آ کر سفارش کر دی

مستدرک حاکم میں ابو بکر بن ابی خیثمہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو طلاق دے دی۔ آپ ﷺ کے پس جبرا علیہ السلام تشریف لائے اور فرمانے لگے اے اللہ کے رسول ﷺ!

''آپ نے حفصہ کو طلاق دے دی ہے حالا وہ تو بڑی روزے دار اور عبادت ارہے اور وہ . میں آپ کی بیوی ہو گئی۔''

آپ نے یہ ہی رجوع کر لیا۔

ای دوسری روایت میں ہے۔

اور حضرت قیس بن زیں سے مروی روایت میں کہ جبریل علیہ السلام نے کہا: ''آپ ﷺ حفصہ رضی اللہ عنہا سے رجوع کریں کیو وہ آپ کی . میں بیوی ہیں۔''

واہ کیا قسمت پئی ہے فاروق اعظم کی صا ادی نے کہ جس سے فرشتے اتنا پیار کرتے ہیں کہ اس کی سفارش کرنے آ گئے ہیں کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! انہیں اپنی زو.ی سے نہ نکالیں یہ تو پیاری بہت ہے۔ عبادت ارہے، روزہ دار ہے۔

قار کرام! آپ ﷺ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو طلاق کیوں دی...؟ نہیں دی تھی صرف کچھ ناراضگی کا اظہار کیا تھا۔ اس سلسلہ میں بہت اختلاف ہے البتہ چند ایک پیش کی جاتی ہیں۔

ا......آپ ﷺ نے واقعہ تحریم کو راز میں رکھنے کا حکم دیا تھا حضرت حفصہ نے اس کو فاش کر دیا آپ نے اس لیے طلاق دی۔

۲......آپ ﷺ نے طلاق نہیں دی تھی لوگوں کو غلط فہمی ہوتی تھی۔ جیسا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا نہیں میں نے طلاق نہیں دی۔

۳......ازواج مطہرات نے اخراجات میں اضافے کا مطالبہ کیا جس پر آپ کچھ ناراض ہوئے ان دونوں آپ کے پاؤں میں گھوڑے سے گرنے کی وجہ سے کچھ زخم آگیا تو آپ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کے قریب بالاخانہ میں چند دن رہے اور آپ نے ایک ماہ تک اپنی ازواج سے ویلا (ان کے پاس نہ جانے کی قسم کھالی) کیا تو لوگوں نے سمجھا کہ آپ نے طلاق دے دی ہے حالانکہ ایسا کچھ نہیں تھا۔

جیسا کہ ایک روایت میں آتا ہے' حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ جب اپنی ازواج سے علیحدہ ہو گئے اس وقت میں مسجد میں داخل ہوا تو لوگوں کو کنکریاں الٹ پلٹ کرتے ہوئے دیکھا وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی ہے یہ انہیں پردے کا حکم دیے جانے سے پہلے کا واقعہ ہے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میں نے کہا میں آج کے حالات ضرور معلوم کروں گا پس میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا اور کہا اے ابوبکر کی بیٹی تمہارا یہ حال کیا ہے کہ تم رسول اللہ ﷺ سلم کو تکلیف دینے لگی ہو انہوں نے کہا ابن خطاب مجھے تجھ سے اور تجھ کو مجھ سے کیا کام تم پر اپنی گٹھڑی کا خیال رکھنا لازم ہے حفصہ رضی اللہ عنہا کا پھر میں حفصہ بنت عمر کے پاس گیا اور میں نے اسے کہا اے حفصہ رضی اللہ عنہا تمہارا یہ حالکیا ہے کہ تم رسول اللہ ﷺ کو ایذا دینے لگی ہو اور اللہ کی قسم تو جانتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ تجھ سے محبت نہیں کرتے

اوراَ میں نہ ہوت تو رسول اللہ ﷺ تجھے طلاق دے چکے ہوتے پس وہ رو اور خوب رو تو میں نے ان سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کہاں ہیں تو اس نے کہا وہ اپنے گودام اور . لاخانے او پ والے کمرے میں ہیں، میں حاضر ہوا تو دیکھا رسول اللہ ﷺ کا غلام ر . خ اس . لاخانے کے دروازے پ اپنے پ ؤں ا ی کھدی ہوئی لکڑی پ ٹ ئے جو کہ کھجور دکھائی دے رہی تھے بیٹھا تھا اور رسول اللہ ﷺ اس لکڑی پ سے پ ٹ ھتے اور ا ت تے تھے میں نے آواز دی اے ر . خ میرے لئے رسول اللہ ﷺ کے پ س حاضر ہونے کے لئے اجازت لو ر . ح نے کمرے کی طرف دیکھا پھر میری طرف دیکھا لیکن کوئی . ت نہیں کی پھر میں نے کہا حاضر ہونے کی اجازت لو تو ر . ح نے . لاخانے کی طرف دیکھا پھر میری طرف دیکھا لیکن کوئی . ت نہیں کی پھر میں نے بآواز بلند کہا اے ر . ح ! میرے لئے رسول اللہ ﷺ کے پ س حاضر ہونے کی اجازت لو پس میں نے ا ٰ ازہ لگا ی کہ رسول اللہ ﷺ نے گمان کیا کہ میں حفصہ کی وجہ سے حاضر ہوا ہوں حالا اللہ کی قسم اَ رسول اللہ ﷺ مجھے اس کی َ دن مار دینے کا حکم دیتے تو میں اس کی َ دن مار دیتا اور میں نے اپنی آواز کو بلند کیا تو اس نے اشارہ کیا کہ میں پ ٹ ھ آؤں پس میں رسول اللہ ﷺ کے پ س حاضر ہوا:

- -

- -

- -

.

''آپ ﷺ ا ی چٹائی پ ٹ ہوئے تھے میں بیٹھ گ ی اور آپ ﷺ نے اپنی چادر اپنے او پ لے لی اور آپ ﷺ کے پ س اس کے علاوہ کوئی کپڑا نہ تھا اور چٹائی کے ن ت آپ ﷺ کے پہلو (کمر) پ لگے ہوئے تھے پس میں نے رسول اللہ ﷺ کے ن انہ کو بغور دیکھا تو اس میں چند مٹھی جو تھے جو کہ ا ی صاع کی مقدار میں ہوں گے اور اس کے . ا. سلم کے پتے ا ی کونہ میں پڑے ہوئے تھے اور ا ی کچا چمڑا جس کی د. ن ت اچھی طرح نہ ہوئی تھی ٹ ہوا تھا پس میری آنکھیں بھر آ تو آپ ﷺ نے فرما ی اے ابن خطاب ! تجھے کس چیز نے رلا د ی؟ میں نے عرض کیا اے اللہ کے نبی ! مجھے کیا ہو گ ی کہ میں نہ روؤں حالا یہ چٹائی کے ن ت آپ ﷺ کے پہلو پ ہیں اور یہ آپ ﷺ کا ن انہ ہے میں نہیں دیکھتا اس میں کچھ وہی جو سامنے ہے اور وہ قیصر و کسری ہیں جو پھلوں اور نہروں میں ز ن گی ن ارتے ہیں حالا آپ ﷺ اللہ کے رسول اور اس کے . گ ن ی بندے ہیں اور یہ آپ ﷺ کا ن انہ ہے تو آپ ﷺ نے فرما ی: اے ابن خطاب! کیا تم اس . ت پ خوش نہیں ہو کہ ہمارے لئے آ ن ت ہے اور ان کے لئے د ؟ میں نے عرض کیا کیوں نہیں۔''

صا . علم اور عقل و دا والی خاتون

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے ۶۰ حدیثیں منقول ہیں جو انہوں نے آنحضرت ﷺ اور حضرت عمرؓ سے سنی تھیں۔

تفقہ فی الدین کے لیے واقعہ ذیل کافی ہے' ای مرتبہ آنحضرت ﷺ نے کہا کہ میں امید کرت ہوں کہ اصحاب ۔ رو حدیبیہ جہنم میں داخل نہ ہوں گے' حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے اعتراض کیا کہا ۔ اتو فرمات ہے:

''تم میں ہر شخص وارد جہنم ہوگا آپ نے فرمایا ہاں لیکن یہ بھی تو ہے:

''پھر ہم پ ہیز گاروں کو ت دیں گے اور ظالموں کو اس میں زانوؤں پ ا ہوا چھوڑیں گے''۔

اسی شوق کا ا تھا کہ آنحضرت ﷺ کو ان کی تعلیم کی فکر رہتی تھی' حضرت شفاء رضی اللہ عنہا کو چیو کے کاٹے کا آ تھا' ای دن وہ گھر میں آ تو آنحضرت ﷺ نے کہا تم حفصہ کو سکھلا دو۔

وہ روزے دار اور عبادت ار تھیں

ابونعیم اصفہانی ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے ۔ رے میں لکھتے ہیں:

''روزے دار، عبادت ار، اپنے آپ پ عتاب کرنے والی، اپنے آپ کو مت کرنے والی، سیدہ حفصہ ۔ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہا قرآن کی ورا کا شرف ر والی اور کتاب الٰہی کو جمع کرنے والی رضی اللہ عنہا''

اے حفصہ رض اسے ڈرو..!

ت مذی میں ہے کہ ای دفعہ حضرت صفیہؓ رو رہی تھیں، آنحضرت ﷺ تشریف لائے اور رونے کی وجہ پوچھی، انہوں نے کہا کہ ''مجھ کو حفصہؓ نے کہا ہے کہ تم یہودی کی بیٹی ہو'' آپ نے فرمای :حفصہؓ ن اسے ڈرو، پھر حضرت صفیہ سے ارشاد ہوا۔ ''تم نبی کی بیٹی ہو۔ تمہارا چچا پیغمبر ہے اور پیغمبر کے نکاح میں ہو، حفصہ رضی اللہ عنہا تم پ کس ب ت پ فخر کر سکتی ہے''۔

ای ب ر حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ ''ہم رسول اللہ ﷺ کے ن دی تم سے زی دہ معزز ہیں، ہم آپ کی بیوی بھی ہیں اور چچازاد بہن بھی'' حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو ن گوار ن را، انہوں نے آنحضرت ﷺ سے اس کی شکای ت' آپ نے فرمای: ''تم نے یہ کیوں نہ کہا کہ تم مجھ سے زی دہ کیونکر معزز ہو سکتی ہو، میرے شوہر محمد ﷺ ' میرے ب پ ہارون رضی اللہ عنہا اور میرے چچا موسیٰ رضی اللہ عنہا ہیں''۔

ﷺ

حضور ﷺ کے گھر زن گی میں

حضرت زن ب ن ت جحش رضی اللہ عنہا کے گھر رسول اللہ ﷺ شہد پی ت تھے اور اس کی خاطر ذرا سی دی وہاں ٹھہرتے بھی تھے۔ اس پ حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے آپس میں مشورہ کیا کہ ہم میں سے جس کے ہاں حضور آ وہ کہے کہ ی رسول اللہ آج تو آپ ﷺ کے منہ سے گون کی سی بو آتی ہے شای آپ نے مغافیر (مغافیر گون کے مشابہ ای چیز ہے جو شور گھاس میں پیدا ہوتی ہے اس میں قدرے مٹھاس ہوتی ہے) کھای ہوگا۔ چنانچہ ہم نے یہی کیا۔ آپ ﷺ نے فرمای نہیں میں نے تو زن ب کے گھر شہد پیا ہے۔ اب قسم کھات ہوں کہ نہ پیوں گا یہ کسی سے کہنا مت۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ان الفاظ میں مروی ہے کہ:

''حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مٹھاس اور شہد بہت پسند تھا۔ عصر کی ز کے بعد اپنی بیویوں کے گھر آتے اور کسی سے ز دیکی کرتے۔ ای مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پ س گئے اور جتنا وہاں رکتے تھے اس سے ز یدہ رکے۔ مجھے غیرت سوار ہوئی تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ ان کی قوم کی ای عورت نے ای کپی شہد کی انہیں بطور ہدیہ کے بھیجی ہے' انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو شہد کا شر. ت پلا ی اور اتنی د ی روک رکھا۔ میں نے کہا خیر اسے کسی حیلہ سے ٹ ل دوں گی چنانچہ میں نے حضرت سودہ ب ت زمعہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ تمہارے پ س . . حضور صلی اللہ علیہ وسلم آ اور قری . ہوں تو تم کہنا کہ آج کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مغافیر کھا ی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما گے نہیں' تم کہنا پھر یہ . بو کیسی آتی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما گے مجھے حفصہ رضی اللہ عنہا نے شہد پلا ی تھا' تو تم کہنا کہ شا ی شہد کی مکھی نے عرفط ی می خاردار در ت چوسا ہوگا۔ میرے پ س آ گے' میں بھی یہی کہوں گی' پھر اے صفیہ . . تمہارے پ س آ تو تم بھی یہی کہنا۔ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں . . حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر آئے ابھی تو دروازے پ ہی تھے جو میں نے ارادہ کیا کہ تم نے جو مجھ سے کہا ہے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہہ دوں کیو میں تم سے بہت ڈرتی تھی لیکن خیر اس وقت تو خاموش رہی۔ . . آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پ س آئے میں نے تمہارا تمام کہنا پورا کر دی ۔ پھر حضرت میرے پ س آئے میں نے بھی یہی کہا پھر صفیہ رضی اللہ عنہا کے پ س گئے تو انہوں نے بھی یہی کہا۔ پھر حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پ س گئے تو حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے شہد کا شر. ت پلا نا چاہا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما ی مجھے اس کی حا. ی نہیں۔ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا فرمانے لگیں ''افسوس! ہم نے اسے حرام کر دی ۔

میں نے کہا خاموش رہو۔"

سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کا پیارا بھائی ابن عمر رضی اللہ عنہ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ۔ ۔ موجود تھے تو ۔ ۔ بھی کوئی شخص کوئی خواب دیکھتا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسے بیان کرتے ، میرے دِل میں بھی یہ تمنا پیدا ہوگئی کہ میں بھی کوئی خواب دیکھوں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کروں۔ میں ان دنوں کنوارا تھا اور نوعمر بھی تھا۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں مسجد میں سو یکرتے تھا تو میں نے خواب میں دو فرشتوں کو دیکھا کہ مجھے پکڑ کر دوزخ کی طرف لے گئے۔ میں نے دیکھا کہ وہ بل دار کنویں کی طرح پیچ در پیچ تھی۔ کنویں ہی کی طرح اس کے بھی دو کنارے تھے اور اس کے ا ر کچھ ایسے لوگ تھے جنہیں میں پہچا تھا۔ میں اسے دیکھتے ہی کہنے لگا، دوزخ سے میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں، دوزخ سے میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔ اس کے بعد مجھ سے ای دوسرے فرشتے کی قات ہوئی، اس نے مجھ سے کہا کہ خوف نہ کھا۔ میں نے اپنا یہ خواب حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے میرا خواب بیان کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمای:

"عبداللہ بہت اچھا لڑکا ہے، کاش رات میں وہ تہجد کی ز پڑھا کرتے"۔

سالم نے بیان کیا کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اس کے بعد رات میں بہت کم سو یکرتے تھے۔

رحلت کا وقت آ ی

۴۱ ہجری کو ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے محسوس کیا کہ اب اللہ تعالیٰ سے قات کا

وقت قریب آ َ ی۔ ۴۱ ہجری ماہ رمضان کے ابھی چند ہی َ ٗ رے تھے کہ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا قضائے الٰہی سے وفات پ کر اپنے اللہ کو جا ملیں۔ یہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کا زمانہ تھا' مروان نے جو اس وقت مدینہ کا گور تھا' ز جنازہ پ ڑھائی اور کچھ دور ت جنازہ کو کندھا دی' اس کے بعد حضرت ابو ہر یرہ رضی اللہ عنہ جنازہ کو لے کر قبر ت لے گئے' ان کے بھائی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور لڑکوں عاصم' سالم' عبداللہ' حمزہ نے قبر میں ات را۔

نومبر 632ء

رحلت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا

ارشاد باری تعالیٰ کا ہے:

''اور اپنے گھروں میں ٹکی رہو اور پہلی جاہلیت کے زمانے کی طرح زینت ظاہر کرنے کی طرح زینت ظاہر نہ کرو اور نماز قائم کرو اور زکواۃ دو اور اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو۔ اللہ تو یہی چاہتا ہے اے گھر والو! تم سے گندگی دور کر دے اور تمہیں پاک کر دے خوب پاک کرنا۔''

تمہیدی کلمات:

سیدہ فاطمہ الزھراء رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے چھ ماہ بعد وفات پا گئیں، علامہ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں، کہ سیدہ فاطمہ الزھراء رضی اللہ عنہا نے بروز منگل ۳ رمضان المبارک ۱۱ ہجری کو وفات پائی اس وقت اس کی عمر چوبیس سال تھی۔

اور یہ نومبر کا مہینہ سن ۶۳۲ء تھی اسی مناسبت سے ہم اس ماہ نومبر میں سیدہ فاطمہ بتول رضی اللہ عنہا کا تذکرہ کر رہے ہیں۔

تعارف و نام و

فاطمہ ۔۔ محمد بن عبداللہ ٰان کا ا   م بتول تھا،انہیں زہراء اس لیے لقب   کیو   یہ خوش شکل تھیں ۔اور اپنے والدؐ   امی محمد ﷺ کی ہم شکل تھیں ۔ مکہ میں آپ ﷺ کے منصب   ت پ فائز ہونے سے پ نچ سال پہلے پیدا ہو   اس وقت قریش خانہ کعبہ کو تعمیر کر رہے تھے اور رسول اللہ ﷺ کی عمر اس وقت پینتیس (۳۵) سال تھی۔

ا   کی والدہ   یجہ بن خویلد رضی اللہ عنہا تھیں۔جنہیں ز ن   ت سے ۔۔ کی ۔ رت ملی تھی،

سید ابو ہر یہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کہتے ہیں کہ:

"جبریل علیہ السلام نبی کریم ﷺ کے پ س آئے اور عرض کی: ی رسول اللہ ﷺ یہ سیدہ   یجہ رضی اللہ عنہا تشریف لا رہی ہیں، ا   ہاتھ میں ا   تن ہے جس میں سالن، کھا   اور پ نی ہے ۔ ۔ وہ آپ کے پ س آجا   تو انھیں ا   رب تعالیٰ اور میری طرف سے سلام کہیں اور اسے یہ خو   ی دیں کہ اللہ نے ان کیلئے ۔۔ میں جوف دار موتی سے ا   ایسا گھر تعمیر کیا ہے جس کا ا   رونی ماحول انتہائی پ سکون ہوگا۔نہ اس میں کوئی شور و غوغا ہوگا نہ ہی تھکن کے آ ر ہوں گے اور نہ ہی کسی قسم کی اکتاہٹ کا کوئی شا   ت   ہوگا۔"

آپ کے بہن بھائی

آپ ﷺ کی بہنیں..........سیدہ ز   ، رقیہ، اُمّ کلثوم رضی اللہ عنھن۔

اور تین بھائی تھے: قاسم، عبداللہ (طیب و طاہر) اور ا اہیم رضی اللہ عنھم۔

فضائل و مناقب

سید   رضی اللہ عنہ سے روا ت ہے کہ میں نبی ﷺ کے پ س آ ی اور آپ کے ساتھ مغرب کی   ز پ ڑھی، پھر آپ عشاء ت (   ) ز پ ڑھتے رہے، پھر   فارغ ہو کر چلے

تو میں (بھی) آپکے پیچھے ، آپ نے میری آواز سن کر فرمایا: یہ کون ہے؟ ہے؟ میں نے کہاں: جی ہاں، آپ نے فرمایا:

''تجھے کیا ضرورت ہے؟ اللہ تجھے اور تیری ماں کو بخش دے۔ (پھر) آپ نے فرمایا:

''بیشک یہ فرشتہ اس رات سے قبل کبھی زمین پہ نہیں آیا، اس نے اپنے رب سے اجازت چاہی کہ وہ مجھے سلام کرے اور مجھے خو ی دے کہ بیشک فاطمہ رضی اللہ عنہا جنتی عورتوں کی سردار ہیں اور حسن و حسین رضی اللہ عنہم نوجوان . کے سردار ہیں۔''

سید علی رضی اللہ عنہ نے . ابو جہل کی بیٹی سے شادی کا پیغام بھیجا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''فاطمہ میرا جگر گوشہ ہے، جس نے اسے راض کیا اس نے مجھے راض کیا۔''

عائشہ صد رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عادات و اطوار، آپ کے اٹھنے ی کی وقار کیفیت اور سیرت میں فاطمہ رضی اللہ عنہا سے زیدہ کوئی نہیں دیکھا، . وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پس تشریف لاتیں تو آپ ان کیلئے کھڑے ہوجاتے پھر ان کا بوسہ لیکر اپنی جگہ بٹھاتے تھے اور . نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پس تشریف لیجاتے تو وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر آپ کا بوسہ لیتیں اور آپ کو اپنی جگہ بٹھاتی تھیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

اللہ کے رسول کریم ﷺ بیت اللہ شریف میں نماز ادا فرما رہے تھے اور ابوجہل اور اس کے ساتھی قریب ہی بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک دن پہلے ہی اونٹ کی قربانی ہوئی تھی۔ ابوجہل اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا: تم میں سے کون ہے جو اونٹ کی اوجھڑی لائے اور جب محمد (ﷺ) سجدے میں جائے تو وہ ان کے کندھوں پر اوجھڑی رکھ دے؟ ایک بدبخت اٹھا، اونٹ کی اوجھڑی لایا اور جب اللہ کے رسول گرامی ﷺ سجدے میں گئے تو اس نے اوجھڑی کو آپ ﷺ کے دونوں کندھوں کے درمیان رکھ دیا۔ اس پر ابوجہل اور اس کے ساتھی ہنسنے اور ایک دوسرے ہنسانے لگے۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں کھڑا یہ منظر دیکھ رہا تھا، دل میں کہہ رہا تھا کہ کاش! مجھ میں ہمت ہوتی تو میں اللہ کے رسول ﷺ کی کمر مبارک سے اس اوجھڑی کو ہٹا دیتا۔ اللہ کے رسول ﷺ کی کیفیت یہ تھی کہ آپ ﷺ بدستور سجدے میں پڑے تھے۔ آپ ﷺ اپنا سر نہیں اٹھا رہے تھے حتی کہ ایک شخص جلدی سے گیا اور اس نے جا کر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بتلایا۔ اس وقت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ایک کم عمر بچی تھیں، وہ دوڑتی ہوئی آئیں، انہوں نے آتے ہی اپنے ابو پر سے اوجھڑی کو ہٹایا۔ پھر وہ ابوجہل اور اس کے ساتھیوں کے طرف متوجہ ہو کر ان کو برا بھلا کہنے لگیں، پھر جب اللہ کے رسول ﷺ نے اپنی نماز پوری کر لی تو آپ ﷺ ابوجہل اور اس کے ساتھیوں کو بد دعا دینے لگے۔ آپ ﷺ کی آواز اونچی ہو گئی۔ آپ ﷺ کی عادت مبارکہ تھی کہ جب دعا کرتے تو تین بار کرتے اور جب اپنے رب سے مانگتے تو تین بار مانگتے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے تین بار قریش کے لیے کہتے ہوئے بد دعا کی:

”اے اللہ! قریش سے نبٹ“

ابوجہل اوراس کے ساتھیوں نے . رسول کریم ﷺ کی آواز کو سنا تو ان کی ہنسی غائ . ہوگئی اوروہ آپ ﷺ کی . دعا سے ڈرنے لگے۔اب آپ ﷺ نے . کا٘م لے کر . دعا کی:

''اے اللہ! ابوجہل بن ہشام، عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ولید بن عتبہ، ابی بن خلف اور عتبہ بن ابی معیط کو ہلاک کر!''

آپ ﷺ نے ساتویں کا بھی ٘م لیا، وہ ٘م صحیح بخاری (۵۲۰) میں یوں ہے، اے اللہ عمار بن ولید کو پکڑ! حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اس رب کی قسم! جس نے محمد کریم ﷺ کو حق دے کر بھیجا! اللہ کے رسول ﷺ نے جن لوگوں کے ٘م لیے میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا، وہ . ر کے میدان میں لاشیں بنے پڑے تھے، پھر یہ . گھسیٹ کر . ر کے کنویں میں، جس کا ٘م ''قلیب'' تھا دیے گئے۔

عائشہ . ٘ ۔ طلحہ رضی اللہ عنہا ام المومنین سیدہ عائشہ صد رضی اللہ عنہا سے روا ۔ کرتی ہیں:

''میں نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے .ھ کر کلام اور گفتگو میں روسل اللہ ﷺ کے مشابہہ کسی کو نہیں دیکھا، . فاطمہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کے پ س جاتی تو آپ اس کی جا ٘ . کھڑے ہوتے، اسے بوسہ دیتے اور خوش آمد ۔ کہتے اور فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی ایسے ہی اپنے ا . جان کا استقبال کیا کرتی تھی۔''

حاکم نے اس روای۔ کو صحیح قرار دی ہے اور علامہ

ذہبی نے اس کی موافقت کی ہے۔

۲ ام المومنین سیدہ عائشہ صد رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پ س اکٹھی ہو ، ازواج مطہرات میں سے کوئی بھی غا ٔ ب نہ تھی۔ اتنے میں فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سی چال چلتے ہوئے آ ،۔ ب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں دیکھا تو خوش آمدی کہا اور فرمای:

''میری بیٹی خوش آمدی''

پھر انھیں اپنی دا طرف ی ب طرف بٹھالیا اور رازدانہ ا ٔ از میں کوئی ب ت کی تو وہ رو پ ڑیں، پھر دو ب رہ رازدانہ ا ٔ از میں ب ت کی تو وہ ہنس پ ڑیں۔ ب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ گئے تو میں نے اس سے کہا:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے تجھ سے کوئی خاص ب ت کی تو رونے لگی، پھر تھوڑی دی بعد دوسری ب ت کی تو ہنسنے لگی۔ بیٹی میرا آپ پ حق ہے، آپ مجھے بتا کہ روئی اور ہنسی کیوں؟ اس نے جواب دی: ''میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے راز کو افشا نہیں کروں گی۔''

ب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پ گئے تو میں نے سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا سے پھر کہا: ''بیٹی! میرا آپ پ حق ہے، مجھے اپنے رونے اور ہنسنے کی وجہ بتا ۔'' تو انہوں نے کہا: ''ہاں! اب میں بتاتی ہوں۔ پہلے ا جان صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ ب ت کہی کہ جبر علیہ السلام ہر سال ا ی مرتبہ میرے پ س قرآن مجید کی دوہرائی کیلئے آتے ہیں لیکن اس مرتبہ دو دفعہ میرے پ س آئے ہیں، یہ میری وفات کے قرب کی علامت ہے۔ تم اللہ سے ڈر ٔ اور صبر کر ٔ ، میں آپ کا بہتر سلف ث ب ت ہوں گا، میں یہ سن کر رونے لگی۔ ب ا جان صلی اللہ علیہ وسلم نے میری گھبراہٹ کو دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمای:

’’کیا تجھے یہ پسند نہیں کہ تو خواتین عالم کی سردار ہوگی، یہ فرمایا کہ تو اس امت کی خواتین کی سردار ہوگی، تو یہ سن کر میں ہنس پڑی۔‘‘

شادی اور رفاقت علی المرتضیٰ

ہجرت کے دوسرے سال غزوہ بدر کے بعد سیدنا علی رضی اللہ عنہ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے ساتھ رشتہ ازدواج میں منسلک ہوگئے۔

حضرت بریدہ بن حصیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے رشتہ کی بات کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِنھَا صَغِیْرَۃٌ))

’’فاطمہ ابھی چھوٹی ہیں۔‘‘

اور جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رشتہ طلب کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول فرمایا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

’’اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شادی علی رضی اللہ عنہ سے کردوں۔‘‘

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا کا اپنے لیے رشتہ مانگا، اس موقع پر اپنی زرہ اور دیگر کچھ سامان بیچا جس سے چار سو اسی درہم حاصل ہوئے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ان میں سے ایک تہائی رقم کی خوشبوئیں لیں اور دو تہائی رقم کے کپڑے۔

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

’’جب میری شادی سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا سے ہوئی تو ہمارے پاس صرف مینڈھے کی ایک کھال تھی جسے ہم رات کو بستر کے طور پر استعمال کرتے تھے اور دن کو ہم اسے رکھ چھوڑتے تھے، ہمارے پاس کوئی خادم بھی نہ تھا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی لاڈلی بیٹی سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی میرے ساتھ شادی کی تو اس کے ہمراہ ایک چادر ایک تکیہ جس میں روئی بھری ہوئی تھی۔ایک چکی،ایک مشکیزہ اور دو گھڑے میرے گھر بھیجے۔چکی چلانے سے سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے ہاتھ پر نشان پڑ گیا تھا۔مشکیزے سے اس نے پانی ڈھویا جس سے اس کے گلے پر نشان پڑ گیا تھا،اس نے گھر استوار کیا جس سے اسکے کپڑے غبار آلود ہو گئے۔ہنڈیا تلے وہ آگ جلاتی جس سے اسکے کپڑے میلے ہو جاتے۔‘‘

سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، کہتی ہیں:

جب سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا شادی کے بعد سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے گھر پہنچی تو اس گھر میں ریت بچھی دکھائی دے رہی تھی۔ایک تکیہ جس میں روئی بھری ہوئی تھی،ایک مٹکا اور ایک کوزہ پڑا ہوا تھا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی طرف پیغام بھیجا کہ میں آ رہا ہوں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لائے تو فرمایا: ’’بھائی کہاں ہے؟‘‘ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی والدہ ام ایمن حبشیہ رضی اللہ عنہا وہاں موجود تھیں،انھوں نے کہا: ’’یا رسول اللہ! کیا یہ آپ کا بھائی ہے؟ جبکہ آپ کی بیٹی اس کی بیوی ہے۔‘‘ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان مواخات کا نظام قائم کر رکھا تھا اور اپنے آپ کو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا بھائی قرار دیا تھا،فرمایا: ’’اے ام ایمن ایسا ہو سکتا ہے۔‘‘ سیدا اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے برتن منگوایا

جس میں پ نی تھا۔ آپ ﷺ نے اس پ کچھ پ ڑھ کر سید ہ علی رضی اللہ عنہ کے ی ہ اور چہرے پ پ نی ، پھر آپ ﷺ نے سید ہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو بلا ی ۔ وہ چادر میں لپٹی شرماتی اور لڑکھڑاتی ہوئی آپ کی ہ مت میں حاضر ہو ۔ آپ نے ان پ بھی پ نی کے پ ی ٹ مارے، پھر ارشاد فرما ی: '' ب ی ٹ مجھے خا ہ ان میں جس کے ساتھ ب سے ز ی دہ پیار تھا، میں نے تیری شادی اس کے ساتھ کی ہے۔

پھر آپ ﷺ نے پ دے کے پیچھے سایہ دیکھا اور پوچھا:

''یہ کون ہے؟''

اس نے کہا: ''اسماء''

آپ نے فرما ی: ''اسماء ب ی عمیس؟''

اس نے کہا: ہاں، ی رسول اللہ! آپ ﷺ نے فرما ی:

''کیا تم اللہ کے رسول کی عزت واحترام کی خاطر اس کی بیٹی کے پ س آئی ہو؟

اسنے کہا: ''ہاں! ی رسول اللہ ب کوئی دوشیزہ شادی کے بعد اپنے خاو ہ کے گھر جاتی ہے تو اس کے ساتھ کوئی قر خاتون ہونی چاہیے، ت کہ ا نو بیاہتا کو کسی چیز کی ضرورت ہو تو وہ اس اپنی قر خاتون سے کہہ سکتی ہے۔''

اسماء ب ی عمیس رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے لیے دعا کی اور میرے لیے سرمایہ حیات ہے، پھر رسول اللہ ﷺ نے سید ہ علی رضی اللہ عنہ سے فرما ی:

''اچھا دونوں میاں بیوی خوش رہو، آ ب د رہو، دلشاد ہو، پھر آپ گھر ب ہر نکل گئے اور مسلسل دونوں کیلئے دعا کرتے رہے، یہاں ت کہ وہ اپنے حجروں ت پہنچ گئے۔''

رسول اللہ ﷺ اپنی لاڈلی بیٹی سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو ز ی دہ د ی اپنے سے دور نہ رکھ

سکے۔آپ ﷺ نے پختہ ارادہ کرلیا کہ سیدہ عائشہ صد رضی اللہ عنہا کا گھر. ل کرا سے اپنے پڑوس میں لے آ ۔آپ ﷺ کے پڑوس میں حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کے گھر تھے، وہ نبی کریم ﷺ کی . مت میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے:

”مجھے یہ خبر ملی ہے کہ آپ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کا گھر. ل کرا سے اپنے پڑوس میں لا. چاہتے ہیں، میرے گھر بنو ر کے گھروں میں . سے ز یدہ آپ کے قر . ہیں، میں اور میرا مال اللہ اور اسکے رسول کا ہے۔ یرسول اللہ ﷺ! آپ جو میرا مال قبول کر یتے ہیں وہ مجھے ز یدہ پیارا ہوتا ہے اس مال سے جسے آپ چھوڑ دیتے ہیں۔“

رسول اللہ ﷺ نے فرمای:

”آپ نے سچ کہا، اللہ تجھے . ت سے نوازے۔“

پھر رسول اللہ ﷺ نے سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو اپنے پڑوس میں سید. حارثہ بن النعمان کے گھر میں رہائش مہیا کردی۔“

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد:

تین بیٹے: حسن وحسین اور محسن رضی اللہ عنہم (محسن بچپن میں انتقال کر گئے تھے)

اور دو بیٹیاں: ز.. . ، ام کلثوم اور رقیہ رضی اللہ عنہن

سید. حسن وحسین رضی اللہ عنہما کے مختصر فضائل

حضرت . رضی اللہ عنہ سے روای ت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمای:

”اور حسن وحسین رضی اللہ عنہما . ت کے جوانوں کے سردار ہوں گے۔“

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے باہر تشریف لائے تو آپ کے ساتھ حضرات رضی اللہ عنہما بھی تھے ایک کندھے پر ایک اور دوسرے کندھے پر دوسرے تھے۔

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کبھی ایک کو بوسہ دیتے اور کبھی دوسرے کو اسی طرح چلتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے قریب آ گئے ایک آدمی نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں سے بڑی محبت کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو ان دونوں سے محبت کرتا ہے گویا وہ مجھ سے محبت کرتا ہے اور جو ان سے بغض رکھتا ہے وہ مجھ سے بغض رکھتا ہے۔“

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دن میں اپنی کسی ضرورت کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم (اپنے گھر کے اندر سے) اس حال میں باہر تشریف لائے کہ کسی چیز کو اپنے ساتھ لپیٹے ہوئے تھے اور میں نہیں جانتا تھا کہ وہ کیا چیز تھی پھر جب میں اپنی ضرورت عرض کر چکا تو پوچھا:

یہ کیا چیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لپیٹ رکھی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس چیز کو کھولا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ حسن و حسین ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں پہلوؤں میں تھے (یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان

دونوں کو گود میں لے کر چادر سے لپیٹ رکھا تھا) اور پھر آپ ﷺ نے فرمایا دونوں میرے بیٹے ہیں اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں اے اللہ! میں ان دونوں کو محبوب رکھتا ہوں، تو بھی ان کو محبوب بنا لے اور ہر اس شخص کو محبوب بنا لے جو ان دونوں سے محبت کرے۔

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ خطبہ دے رہے تھے:

”اتنے میں حسن اور حسین رضی اللہ عنہما گرتے پڑتے ادھر آ نکلے اس وقت وہ سرخ دھاری والا کرتہ پہنے ہوئے تھے آپ ﷺ ان کو دیکھ کر منبر سے اترے اور ان کو گود میں اٹھا لیا اور پھر منبر پر چڑھ گئے اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے کہ تمہارے مال و اولاد آزمائش ہیں میں نے ان دونوں کو دیکھا تو صبر نہ کر سکا اس کے بعد آپ ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا۔“

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ ہم لوگ نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز عشاء پڑھ رہے تھے:

’’نبی کریم ﷺ . . سجدے میں گئے تو حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما کود کر نبی کریم ﷺ کی پشت مبارک پ پ ڑھ گئے . . نبی کریم ﷺ نے سجدے سے سر اٹھا یا تو انہیں اپنا ہاتھ پیچھے کر کے آہستہ سے پکڑ لیا اور انہیں زمین پ ا ت رد یا اور ساری زمیں نبی کریم ﷺ . . بھی سجدے میں جاتے تو یہ دنوں ایسا ہی کرتے، یہاں ت کہ نبی کریم ﷺ ز سے فارغ ہو گئے اور انہیں اپنی ران پ بٹھالیا میں کھڑا ہوا اور نبی کریم ﷺ سے عرض کیا ی رسول اللہ ﷺ میں ان دونوں کو چھوڑ آ ؤں؟ اسی لمحے ای روشنی کو ی اور نبی کریم ﷺ نے ان دونوں سے فرما یا اپنی امی کے پ س چلے جاؤ اور وہ روشنی اس وقت ت رہی . ت وہ اپنے گھر میں داخل نہ ہو گئے‘‘

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ صبح کے وقت اس حال میں نکلے کہ آپ ﷺ اپنے او پ ای ایسی چادر اوڑھے ہوئے تھے کہ جس پ کجاووں ی ہا ٹ یوں کے نقش سیاہ . لوں سے بنے ہوئے تھے:

''اسی دوران میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ آ گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنی اس چادر کے ا ر کر لیا پھر حضرت حسین رضی اللہ عنہ بھی آ گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بھی اپنی چادر کے ا ر کر لیا پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بھی اپنی چادر میں کر لیا پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ آ ئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بھی اپنی چادر میں کر لیا پھر آپ نے یہ آ یہ کریمہ تلاوت فرمائی

''(۳

ا دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بیٹوں میں کپڑے تقسیم کیے ان میں ایسے کپڑے نہ تھے جو سیدین شریفین کے لائق ہوں چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یمن قاصد بھیجا وہاں سے کپڑے منگوائے گئے اور سیدین کو پہنائے گئے تو اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے:

''اب میرا دل خوش ہوا ہے''

حضرت ابو ہر یہ رضی اللہ عنہ سے روا یہ ہے کہ دن کے کسی وقت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلا نہ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے کوئی ت کی اور نہ ہی میں نے آپ سے کوئی ت کی یہاں کہ ہم بنی قینقاع کے زار میں آ گئے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس ہوئے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لے آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما :

’’کیا بچہ ہے؟ کیا بچہ ہے؟ یعنی حضرت حسن رضی اللہ عنہ۔ تو ہم نے خیال کیا کہ ان کی ماں نے ان کو غسل کروانے کے لئے اور ان کو خوشبوں کا ہار پہنانے کے لئے روک رکھا ہے لیکن تھوڑی سی دی کے بعد وہ دوڑتے ہوئے آئے یہاں ت کہ وہ دونوں یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ ای دوسرے سے گلے ملے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمای اے اللہ میں اس سے محبت کرت ہوں تو بھی اس سے محبت کر اور تو اس سے محبت کر جو اس سے محبت کرے۔‘‘

حضرت اسامہ بن زی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسامہ کو اور حضرت حسن رضی اللہ عنہما کو پکڑ کر فرماتے اے اللہ ان دونوں سے محبت فرما کہ میں بھی ان دونوں سے محبت کرت ہوں اور ای روای میں ہے کہ اسامہ رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے پکڑ کر اپنی ران مبارک پ بٹھاتے اور حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کو دوسری ران مبارک پ بٹھا کر ان دونوں کو کر فرمای کرتے تھے

’’اے اللہ ان دونوں پ رحم فرما کہ میں بھی ان پ مہرب ن ہوں۔‘‘

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت حسن رضی اللہ عنہ تقری فرما رہے تھے کہ قبیلہ ازد کا ای گندم گوں طویل قد کا آدمی کھڑا ہوا اور کہنے لگا:

"میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو اپنی گود میں رکھا ہوا تھا اور فرما رہے تھے کہ جو مجھ سے محبت کرتا ہے اسے چاہئے کہ اس سے بھی محبت کرے اور حاضرین ان تک یہ پیغام پہنچا دیں جو حاضر نہیں ہیں اور اگر نبی کریم ﷺ نے تاکید کے ساتھ یہ بات نہ فرمائی ہوتی تو میں تم سے کبھی بیان نہ کرتا۔"

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا رحمۃ اللہ علیہ

"جو شخص کسی جنتی کو دیکھنا چاہے تو وہ حسین بن علی رضی اللہ عنہما کو دیکھ لے۔"

حضرت سعید بن راشد سے مروی ہے کہ یعلی بن مرۃ رضی اللہ عنہ نے ان سے بیان کیا کہ وہ لوگ نبی ﷺ کے ساتھ ایک دعوت طعام کے لئے نکلے۔ حسین رضی اللہ عنہ گلی میں کھیل رہے تھے، نبی ﷺ لوگوں سے آگے بڑھے اور اپنے ہاتھ پھیلا دیئے (حضرت حسین) ادھر ادھر بھاگنے لگے، نبی ﷺ ان کو ہنساتے رہے یہاں تک کہ ان کو پکڑ لیا آپ ﷺ نے ایک ہاتھ ٹھوڑی کے نیچے اور دوسرا سر کے اوپر رکھا، بوسہ لیا اور فرمایا:

"حسین مجھ سے ہیں اور میں حسین سے ہوں، اللہ اس سے محبت رکھتا ہے جو حسین سے محبت رکھتا ہے۔ حسین نواسوں میں سے ایک نواسہ ہے۔"

(یعنی حسین رضی اللہ عنہ میری اولاد سے ہیں اور میں ان کے آ ۔ ء سے ہوں۔)

شہر بن حوش ۔ سے روای۔ ہے کہ میں نبی ﷺ کی زوجہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پ س موجود تھا۔ میں نے سید۔ حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر سنی تو ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو بتای۔ (کہ سید۔ حسین شہید ہو گئے ہیں) انہوں نے فرمای: ان لوگوں نے یہ کام کر دی ہے، اللہ ان کے گھروں اور قبروں کو آگ سے بھر دے اور وہ (غم کی شدت سے) بے ہوش ہو گئیں۔

حضرت ابو رجاء ردی رحمہ اللہ (عمران بن ملجان تیمی بصری) بیان کرتے ہیں کہ:

"حضرت علی رضی اللہ عنہ اہل بی۔ میں سے کسی کو بھی۔ ا نہ کہو۔"

کیو ہمارا ای ہمسایہ "بلھجیم قبیلہ" کا آدمی تھا اس نے کہا کیا ذ۔ للہ تم نے حسین بن علی فاسق کو نہیں دیکھا کہ اللہ نے اس کو مارا ھے ابو رجاء نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اسکی آنکھوں پ دو ستارے پھینکے اور اسے ا۔ ھا کر دی۔

رحلت اور غسل

معاشرے میں یہ ۔ت عام ہے کہ عورت کی وفات کے بعد اس کا شوہر اس کو نہ چھو سکتا ہے نہ دیکھ سکتا ہے کیوں کہ فوتگی کے ساتھ ہی ان کا نکاح ٹوٹ جا۔ ہے۔ ۔ کہ یہ ساری ۔ تیں خود ساختہ ہیں شریعت میں اس طرح کا کوئی بھی تصور اور پ بندی نہیں۔

بلکہ اسلام نے تو بیوی کی وفات پ ۔ سے زی دہ غسل دینے کا مستحق اس کے میاں یعنی شوہر کو

سمجھا ہے۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہا کرتے تھے کہ:

’’عورت کو غسل دینے اور اس کی زجنازہ پڑھنے کا لوگوں میں سے زیدہ مستحق اس کا شوہر ہے۔‘‘

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا تھا:

’’اَ تو مجھ سے پہلے فوت ہوگئی تو میں تمہیں غسل دوں گا۔‘‘

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے وصیت کی تھی کہ انہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ غسل دیں۔چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ہی انہیں غسل دیا تھا۔

ای روایت میں ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے غسل کی وصیت کی تھی کہ مجھے اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا اور علی رضی اللہ عنہ غسل دیں ۔

علاوہ ازیں اَ بیوی مسنون غسل جا ہے تو وہ بھی اپنے شوہر کو غسل دے سکتی ہے یہاں ہمارا مقصود رخصت ہے فرض نہیں اَ کوئی اور غسل دے دے تو بھی در ہے لیکن وہ صا علم و تقویٰ ہو تو بہتر ہے۔

حضرت عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا جو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں انہوں نے اپنے شوہر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو وفات کے بعد غسل دیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا:

”اَ مجھے اپنے اس معاملے کا پہلے علم ہو جاتا کہ جس کا مجھے خیر سے علم ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں ہی غسل دیتیں“

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد . سے پہلے فاطمہ رضی اللہ عنہا فوت ہو ۔یعنی آپ کے جانے کے چھ ماہ بعد۔ستا سال کی عمر میں ۱۱ھ. وزمنگل ماہ رمضان میں۔

/

۲۵ دسمبر ۳۳۰ء

کرسمس ڈے

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''نہیں ہے ان کو اس کے متعلق کوئی علم اور نہ ہی ان کے باپ دادا کو، بڑی ہی خطرے کی بات ہے جو نکلتی ہے ان کے مونہوں سے، نہیں وہ کہتے مگر جھوٹ ہی۔''

تمہیدی کلمات:

کرسمس (Christmas) دو الفاظ کرائسٹ (Christ) اور ماس (mass) کا مرکب ہے کرائسٹ مسیح کو کہتے ہیں اور ماس اجتماع اکٹھا ہونا ہے۔ یعنی مسیح علیہ السلام کے لیے اکٹھا ہونا مسیح اجتماع یا یوم میلاد مسیح علیہ السلام۔ یہ لفظ تقریباً چوتھی صدی کے قریب پایا گیا اس سے پہلے یہ لفظ متعارف نہ تھا۔ اس دن کو یول ڈے فیٹوئی (پیدائش کا سال) اور نوائل (پیدائش یا یوم پیدائش) جیسے ناموں سے بھی پکارا جاتا ہے۔ (نوائے وقت ۲۷ دسمبر ۲۰۰۵ء) نیز کرسمس ڈے کو بڑا دن بھی کہا جاتا ہے۔

یعنی ۲۵ دسمبر کو عیسائی عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کی خوشی میں عید مناتے ہیں گھروں کو سجایا جاتا ہے نئے کپڑے پہنے جاتے ہے اور سب سے پہلے یہ دن ۲۵ دسمبر ۳۳۰ء کو منایا گیا۔

اس دن کو منانے کے لئے عیسائی ایک دوسرے کو کرسمس کارڈ بھیجتے ہیں اور اس دن کھاتے پکاتے ہیں اور گھروں کی تزین و آرائش کرتے ہوئے کرسمس لڑی (درختوں کو روشنیوں سے سجاتے ہیں) اور اپنے گھر جا گھروں میں جا کر مذہبی گیت گاتے ہیں آجکل یہ عیسائیوں کی عید

ڈے زورشور سے منائی جاتی ہے۔

کیا عیسیٰ علیہ السلام ۲۵ دسمبر کو پیدا ہوئے؟

قرآن کے بیان کے مطابق تو ولادت مسیح کے لیے ۲۵ دسمبر کی ت ریخ ب لکل ہی منا ب ہے۔سورہ مریم میں اس واقعہ کی تفصیل ہمیں اس طرح ملتی ہے:

''تو وہ اس (بچے) کے ساتھ حاملہ ہوگئیں اور اسے لیکر ا ی دُور کی جگہ چلی گئیں۔پھر دردِ زہ ان کو کھجور کے تنے کی طرف لے آ ی کہنے لگیں کہ کاش میں اس سے پہلے مرچکی ہوتی اور بھولی بسری ہوگئی ہوتی۔اس وقت ان کے نیچے کی جا ب سے فرشتے نے ان کو آواز دی کہ غمناک نہ ہو تمہارے پ وردگار نے تمہارے نیچے ا ی چشمہ جاری کردیا ہے۔اور کھجور کے تنے کو پکڑ کر اپنی طرف ہلاؤ تم پ ت زہ ت زہ کھجوریں جھڑ پڑیں گی۔تو کھاؤ اور پیو اور آنکھیں ٹھنڈی کرو۔''

ان آ یت سے یہ واضح ہوت ہے کہ یہ کھجوروں کے پکنے کا موسم تھا۔فلسطین میں کھجوریں جون ی جولائی کے مہینے میں تیار ہوتی ہیں اور لگتا ہے کہ انھیں مہینوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش ہوئی ہوگی۔

کرسمس ٹ ی

اس ب ت پ ب ہی متفق ہیں کہ کرسمس کے موقع پ کرسمس ٹ ی کی روا ی ت ب منی سے آئی۔د کا پہلا کرسمس ٹ ی ساتویں صدی عیسوی کے اوائل میں کرسمس کا حصہ بنا۔واقعہ

کچھ یوں ہے کہ ای . طانوی راہب . منی میں ای قصبے کو عیسائیت کی تبلیغ کے لیے درس دے رہا تھا، اسی دوران اس نے شاہ بلوط کے ای در ت کو یہ ظاہر کرنے کے لیے اد ی کہ یہ مقدس نہیں ہے، اس در ت کے . ا. میں صنو. کا ای در ت تھا، شاہ بلوط کا . . در ت َ اتو اتفاق سے صنو. کا چھوٹ سا در ت اس سے بچ َ ی راہب نے اس اتفاق کو معجزہ قرار دیتے ہوئے اس در ت کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے در ت کا م دے دی۔ کرسمس کے روز صنو. کے اس در ت کو تقری . کا حصہ بنا دی َ ی اور پھر ۱۷ ویں صدی عیسوی ت . منوں نے کرسمس ٹ ی کی اس روای ت کو پورے یورپ میں پھیلا دی۔ امریکہ میں ۲۰ دسمبر ۱۸۲۱ء کو در ت کرسمس کا حصہ بنا۔ . منی اور ہمسایہ ملک میں لوگ اس در ت کو اپنے گھروں میں ی ں مقام پ نصب کرتے تھے۔

کرسمس کے دوران ''کرسمس ٹ ی'' کا تصور بھی . منوں ہی کا پیدا کردہ ہے۔ لوگ کرسمس کے دن حضرت مریم علیہا السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا پورا واقعہ ذ. للہ ڈرامے کی شکل میں پیش کرتے تھے۔ قبیلے کی کوئی لڑکی حضرت مریم علیہا السلام کا بہروپ بھرتی، کوئی ای نوجوان حضرت جبرا علیہ السلام کا بہروپ بھر کر اس کے پ س آ ت اور اسے شادی کے بغیر ای بچے کی نوی سنا ت۔ حضرت مریم علیہا السلام کی بے چینی اور پ یشانی دکھائی جاتی، آ ں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کا پورا واقعہ سنا ی جا ت اور پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات اور ان کے مصلوب ہونے کا قصہ دکھا ی جا ت۔ اس واقعے کے دوران در ت کو حضرت مریم علیہا السلام کا ساتھی بنا کر پیش کیا جا ت وہ اپنی ساری اداسی اور ساری تنہائی ای در ت کے پ س بیٹھ کر َ ں اردیتیں۔ یہ در ت بھی اسٹیج پ مصنوعی طر سے لگا ی جا ت تھا، اس زمانے میں عموماً زیتون کے در ت کی . ڑی . ڑی شاخیں کاٹ کر لائی جاتی تھی اور پھر انھیں ایسی جگہ گاڑ دی جا ت تھا جہاں لوگوں کے سامنے ''اداکاروں'' نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا واقعہ دہرا ں ہو ت تھا۔ . یہ کھیل ختم ہو جا ت تو لوگ تبرک کے طور پ وہ شاخیں اکھیڑ کر گھر لے جاتے۔ ان

شاخوں کو وہ کسی ایسی جگہ لگا دیتے جہاں ان کی یں ان پ اکثر پڑتی رہتیں۔ یہ لوگ ان شاخوں کو مختلف قسم کے دھاگوں سے سجاتے بھی رہتے تھے۔ یہ رسم آہستہ آہستہ ''کرسمس ٹ ی'' کی شکل اختیار کر گئی۔ اس ارتقائی عمل کے دوران کسی ستم ظریف نے اس پ بچوں کے لیے تحائف بھی ٹ دیئے، جس پ یہ تحائف بھی کرسمس ٹ ی کا حصہ بن گئے۔ جبکہ اس کرسمس ٹ ی اور کرسمس پ حضرت مریم علیہا السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے واقعے کو سوا َ کی شکل دینے کی گنجائش خود عیسائی مذہب میں موجود نہیں لیکن یہ دونوں . عتیں عیسائی مذہب میں شامل ہو چکی ہیں۔ آج پوری د کے عیسائی کرسمس پ یہ دونوں حرکتیں کرتے ہیں۔

کرسمس ٹ ی کی . ت انیسویں صدی ت . منی ت محدود رہی۔ ۱۸۴۷ء کو . طانوی ملکہ وکٹور یہ کا خاو . من َ ی اور اسے کرسمس کا تہوار . منی میں منا پ ا تو اس نے پہلی مرتبہ لوگوں کو کرسمس ٹ ی بنانے اور سجاتے دیکھا تو اسے یہ حر ت بہت بھلی لگی۔ لہٰذا وہ واپسی پ ای ٹ ی ساتھ لے آ ی۔ اس نے یہ در ت ملکہ کو دکھا ی ملکہ نے بھی اسے پسند کیا یوں ۱۸۴۸ء میں سرکاری سر پ ستی میں لندن میں پہلی مرتبہ کرسمس ٹ ی بنوا ی َ ی۔ یہ ای دیو ہیکل کرسمس ٹ ی تھا جو شاہی محل کے . ہر آ و ی اں کیا َ ی تھا۔ ۲۵ دسمبر ۱۸۴۸ء کو لاکھوں لوگ یہ در ت دیکھنے لندن آئے اور اُسے دیکھ کر َ ٹ ں ت لیاں بجاتے رہے۔ اس دن سے لے کر آج ت تقریباً تمام ممالک میں کرسمس ٹ ی ہر مسیحی گھر میں بنا ی جا ت ہے۔

ای رپورٹ کے مطابق صرف . طا میں ۷۰ لاکھ کرسمس ٹ ی بنائے جاتے ہیں، جس پ ۱۵۰ بلین پ وَ ٹ چ آ ت ہے۔ ۲۰۰ بلین پ وَ ٹ کے بلب اور چھوٹی ٹیوب لائٹس بھی نصب کی جاتی ہیں۔ کرسمس ٹ ی پ جلائی جانے والی لائٹس تقریباً پورا مہینہ جلائی جاتی ہیں۔ یوں صرف ای ٹ ی پ ہزار پ وَ ٹ یعنی الا کھ روپے ت کی بجلی جلتی ہے۔ یہ اعداد و شمار صرف . طانوی شہر کے ہیں، . قی آپ خود ا ازہ لگا ت ہیں۔ کرسمس کا آغاز ہوا تو اس کی واحد فضول چی موم . ت یں تھیں، لیکن پھر کرسمس ٹ ی آ ی، پھر موسیقی، پھر ڈانس اور آ میں

شراب بھی اس میں شامل ہوگئی۔

کرسمس کارڈ

کرسمس کارڈ کی ابتداء ۱۸۴۳ء میں . طا میں ہوئی . . ان کے معاشرہ میں ر ے اور ڈاک کے انتظام سے انقلاب آچکا تھا ا غا . خیال کے مطابق . سے پہلا کرسمس کارڈ جان کالکوٹ ہورسلے نے ۱۸۴۳ء میں اپنے دو ت سر ہینری کول کو بھیجا۔ یہ کارڈ پو ٹ کارڈ کی طرز کا تھا جس میں تین خانے تھے۔ مر ی خانے میں ا عام . طانوی خا ان کرسمس ضیافت میں جشن مناتے دکھا ے لیکن دوسرے خانوں میں بھلائی اور محبت کے سماجی کاموں کی تصاو بنائی گئیں اور کارڈ کی پی نی پ لکھا تھا: ''آپ کو کرسمس اور سال مبارک ہو۔'' اس کارڈ کی ا ہزار کاپیاں شائع کر کے صرف ا شلنگ فی کارڈ فرو ت ہوگئیں۔ اشا ت اور ڈاک کے م میں ت قی کے . ث کرسمس کارڈ کا رواج عام ہو ے جس میں کرسمس کے متعلق تصاو شائع ہونے لگیں اور آج ت یہ رسم جاری ہے۔

عیسائیوں کے تہوار کرسمس کے موقع پ پ والے ان کرسمس کارڈوں کی دیکھا دیکھی مسلمانوں میں عید کارڈ پ لگے اور بھیجے جانے لگے۔ اب تو یہ قبیح رسم انگر کے دور غلامی کی دگار رہے اور اس قدر ت قی کر چکی ہے کہ شا ہی کوئی مسلمان گھرانہ اس سے محفوظ ہوگا۔ عید کارڈ کا ثبوت نہ تو قرآن وحد ث میں ملتا ہے نہ فقہ میں۔ یہاں ت کہ اسلامی ت ریخ بھی اس کے ت کرے سے خالی ہے۔ اب تو یہ . ی رسم پوری د میں پھیل گئی ہے انگر نے یہ رسم کس طرح شروع کی۔ اس کے . دی کردار کا اعتراف . م حظہ فرما ۔

ا رکی گواہی

کراچی کے اخبار روز مہ ''نئی روشنی'' کے مالک ومد جی اے چودھری کے والد احمد بخش چودھری کہتے ہیں: ''مجھے اعتراف ہے کہ ا دور تھا . . میں کسی مجبوری کے تحت

حکومت ۔ طا کا آلہ کار تھا۔ میں ۔ صغیر میں انگر یزوں کے مفادات کے لیے مختلف کام سرا م دیتا تھا جس کے عوض مجھے معاشی سہولتوں کے علاوہ د مراعات بھی حاصل تھیں۔ جیسے ہی پہلی ۔َ عظیم ختم ہوئی مجھے محکمہ داخلہ کے انگر یز سیکر ٹ ی نے عید کارڈ دکھائے جو بطور خاص انگلینڈ سے چھپ کر آئے تھے۔ ان پ خانہ کعبہ، مسجد ی، کلمہ طیبہ اور ۔ اق وغیرہ کی خوبصورت رنگین تصو یریں تھیں۔ مجھے کہا َ ی کہ یہ تمام عید کارڈ فرو ت کیے جا گے۔ ای عید کارڈ ای دھیلے میں فرو ت ہوگا۔ بعدازاں حکومت ۔ طا مجھے ہر فرو ت شدہ عید کارڈ کے عوض ای ٹکا (دو پیسے) دے گی، بشرطیکہ میں ۵ ہزار عید کارڈ فرو ت کروں۔ مجھے سختی سے تنبیہ کی گئی کہ میں کسی کو کوئی کارڈ بلا قیمت نہ دوں ورنہ میرے حق میں اچھا نہ ہوگا۔ حکومت کا خصوصی کارن ہ ہونے کی بنا پ مجھے پورے ۔ صغیر میں ٹ ین پ مفت سفر کی سہو ت حاصل تھی۔ میں نے مزی تین افراد کے لیے بھی مفت سفر کی سہو ت حاصل کر لی۔ اب مجھے کارڈ فرو ت کرنے پ ای دھیلہ ملنا تھا۔ سفر مفت تھا۔ یعنی ''چو پڑ ی اور وہ بھی دو دو۔''

رمضان المبارک کے دوران میں اور میرے یہ تینوں ساتھی دہلی سے کلکتہ ت سفر کے لیے نکل گئے اور ۔ ڑے اسٹیشن پ ا ت کر کتابوں اور اسٹیشنری کی دکانوں پ جا کر عید کارڈ فرو ت کیے اور ای ماہ سے بھی کم عرصے میں پ نچ ہزار سے کچھ زا ئ عید کارڈ فرو ت کر دیے جن کا گوشوارہ محکمہ داخلہ کو دے کر واجبات وصول کر لیے گئے۔

عیدالاضحیٰ کی آمد سے ای ماہ پہلے ہم پھر مہم پ نکلے۔ اس مرتبہ ہم نے کراچی سے راس کماری ت عید کارڈ فرو ت کیے۔ اگلے ۔ س محکمہ داخلہ بیس ہزار عید کارڈ دیے۔ اس دفعہ مذہبی تصو ی کے ساتھ ایسے کارڈ بھی دیے گئے جن پ خوبصورت بچوں، پھلوں اور پھولوں کی تصو یریں تھیں۔ ان بچوں کو عربی لباس پہنائے گئے تھے، حالا وہ شکل وصورت سے انگر یز بچے ہی لگتے تھے یہ بھی ۔ آسانی فرو ت ہو گئے۔

تیسرے . س جو کارڈ ملے ان میں بچوں اور بچیوں کے لباس مختصر اور . ی فیشن کے مطابق کر دیے گئے۔ چوتھے . س ہم نے پچاس ہزار سے زائ کارڈ فرو ت کیے۔ یوں ہم نے اچھی خاصی دو ت کمائی۔ . . ہم حساب کرنے لگے تو سیکر ٹ ی صا . نے رقم ادا کرنے کے بعد کہا کہ آئندہ کوئی کارڈ نہیں ملے گا۔ اَ اس سلسلہ کو جاری رکھنا چاہو تو تم خود چھپوا لو۔ اگلے رمضان المبارک سے پہلے ہی پورے . صغیر کے کتب فروشوں کے خطوط اور آرڈر موصول ہونے لگے۔ اب ہم مالی لحاظ سے اس قابل ہو گئے تھے کہ اس کارو . ر کو خود جاری رکھ ت تھے۔ ہم نے مختلف چھاپہ خانوں سے عید کارڈ چھپوائے۔ اَ چہ ان عید کارڈوں کی چھپائی انگلینڈ کے معیار کی نہیں تھی۔ ت ہم پھر بھی اچھی خاصی تعداد میں نکاسی ہو گئی۔ اس کے بعد یہ سلسلہ چل نکلا اور بے شمار چھاپہ خانوں نے عید کارڈ چھاپنے شروع کر دیے یوں یہ منافع بخش کارو . ر کی طرح پورے ملک میں پھیل َ ی۔

چودھری صا . نے ای سرد آہ بھر کر کہا: مجھے کافی عرصہ کے بعد: ''مجھے کافی عرصہ کے بعد احساس ہوا کہ سرکار . طا نے ای بے حد مذموم مقصد کے لیے مجھے آلہ کار بنا ی ہے۔ میں . دم ہوں کہ میں نے ای . ی رسم کا آغاز کیا جو سراسر اسراف بے جا ہے۔ آج عید کارڈوں کی وجہ سے کروڑوں مسلمان کئی کروڑ روپے اس قبیح رسم پ ضائع کر دیتے ہیں۔ آج . میں دیکھتا ہوں کہ عید کارڈوں پ عر یں تصاو ی شائع ہو رہی ہیں تو میں شرم سے پ نی پ نی ہو جا ت ہوں کہ اس فحاشی کا آغاز میرے ہاتھوں ہوا۔ میں نے سرکار . طا کے لیے . ڑے . ڑے کام کیے لیکن عید کارڈ کی رسم . سے . ڑا اور قوم دشمن کام کوئی نہیں کیا۔ یہ َ . ہ عظیم ہے۔ آپ . میری بخشش کے لیے دعا کریں اور یہ بھی کوشش کریں کہ ز . گی کے کسی بھی مرحلے پ میری طرح ملت فروشی کے فعل قبیح میں ملوث نہ ہوں۔''

یہ واقعہ چودھری احمد بخش نے اپنے . یٹ کے روز . مہ ''نئی روشنی'' کے اسٹاف کو ۱۹۶۲ء

کے اوائل میں اس وقت سنایا جس اسٹاف نے ان کے اعزاز میں ایک ٹی پارٹی کا اہتمام کیا تھا۔ اس واقعہ کو حارث غازی اسسٹنٹ ایڈیٹر روزنامہ ''نئی روشنی'' نے قلم بند کیا اور آخر میں لکھا کہ میں نے یہ واقعہ سننے کے بعد ۱۹۶۲ء کے بعد سے کسی کو بھی کوئی عید کارڈ نہیں بھیجا۔

غور کا مقام ہے کہ جس انگریز کو ہمارے اکابر نے بڑی قربانیوں کے بعد برصغیر سے نکالا۔ ہم آج تک ان کی رسوم بد کو اپنے دل و دماغ سے نہ نکال سکے۔ انگریز کی مکاری ملاحظہ کیجیے کہ اس نے اپنے مذموم مقاصد کے حصول کے لیے پانچ سالہ منصوبہ بنایا۔ جس کی تکمیل ہم نے صرف چار سال میں کر دی۔ آپ یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ اس نے تمام منصوبہ تجارتی غرض سے اپنے عید کارڈ فروخت کرنے کے لیے بنایا۔ اگر ایسا ہوتا تو منصوبہ کی تکمیل کے بعد وہ یہ نہ کہتا کہ ''اب عید کارڈ خود چھپوا کر فروخت کرو۔''

اور اب مسلمان بھی......!

افسوسناک اور قابل غور بات یہ ہے کہ کرسمس کا دن مسلمانوں نے بھی عیسائیوں کی طرح ہی جوش و خروش سے منانا شروع کر دیا ہے۔ قطع نظر اس بات کے کہ اسلام اس کے متعلق کیا حکم دیتا ہے اور اس کی تاریخی و شرعی حیثیت کیا ہے بس دیکھا دیکھی بعض مسلمان اسے مناتے چلے آ رہے ہیں۔ ایسے ہی جیسے عیسائی اپنی خوشی کا اہتمام کرتے ہیں بعینہ مسلمان کرتے ہیں اور اس کے لیے اہتمام اس حد تک بڑھ کر ہوتا ہے زندگی موت کا مسئلہ بنا دیا جاتا ہے۔ سال ۲۰۰۵ء کے کرسمس پر کئی ایسی خبریں منظر عام پر آئیں جنھوں نے نہ صرف ہوش اڑائے بلکہ مسلمانوں کے لیے سوچ کا مقام بھی پیدا کیا۔ خبر یوں تھی کہ لاہور کے علاقے فیروز والا میں ۵ بچوں کی ماں نے کرسمس کے موقع پر نئے کپڑوں کی فرمائش کی جو کہ اس کا خاوند پوری نہ کر سکا تو وہ تیزاب پی کر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے زندگی سے ہار گئی۔ اسی طرح کی دوسری خبر لاہور ہی کے علاقے ریواز گارڈن سے آئی جہاں صائمہ نامی خاتون نے اس مسئلہ پر موت کو گلے لگا لیا۔ (روزنامہ انقلاب لاہور ۲۵ دسمبر ۲۰۰۵)

دیکھا جائے تو یہ دیوانگی کے سوا کچھ نہیں۔ اول تو ایک مسلمان کا کافروں کے تہوار میں یوں شمولیت اختیار کرنا ہی ٹھیک نہیں، ہمارا اسلام اس بات کی اجازت نہیں دیتا، یوں اس کے لیے اہتمام کرنا تو ویسے بھی گناہ کو لازم کرنے کی بات ہے اور اس کے لیے اس قدر جہالت، دیوانگی اور خواہش کہ خود کو موت کے حوالے کر دینا بے وقوفی کے سوا کچھ نہیں۔

مسلمان عیسائی مشنری کے ہتھکنڈوں کا کس قدر شکار ہو چکے ہیں اور انھوں نے کرسمس کے تہوار کا بھی خود اہتمام شروع کر دیا ہے۔ اس کے لیے باقاعدہ تقریبات ہونے لگی ہیں۔ افسوس صد افسوس کہ ایسا کرنے والے بھی خود کو اسلام کے نمائندے قرار دیتے ہیں۔

تحریک منہاج القرآن اور مسلم کرسچن ڈائیلاگ فورم کے زیر اہتمام پہلی کرسمس کی تقریب ۱۸ دسمبر ۲۰۰۸ء کو منعقد ہوئی۔

تحریک منہاج القرآن کے مرکزی سیکرٹریٹ میں ہونے والی اس تقریب کا آغاز قرآن پاک اور بائبل مقدس کی تلاوت سے ہوا۔ کالج آف شریعہ منہاج یونیورسٹی کے شہزاد بادران نے مبارکہ پڑھی۔ مسیح بینڈ نے کرسمس کے گیت سنائے۔ پروگرام میں کرسمس کیک کاٹا گیا، امن کی شمعیں روشن کی گئیں اور مسلم مسیحی رہنماؤں کے امن عالم کے قیام کے لیے کاوشیں بروئے کار لانے کے لیے اظہار یکجہتی کیا گیا۔ اس موقع پر ڈاکٹر مرقس فدا نے قائدین کو امن عالم کے قیام پر بہترین کاوشیں بروئے کار لانے پر امن ایوارڈ دیا۔

کیا یہی مسلمانی ہے؟

گویا مسلم اور غیر مسلم میں کوئی فرق نہیں رہا۔ حق اور باطل کی تفریق مٹ گئی۔ اسلام بہ پر غلبہ رکھنے والا دین ہے بھی غلط ثابت کر دیا گیا۔ بائبل اور قرآن کی اکٹھی تلاوت سے بھی یہ ثابت کر دیا گیا کہ قرآن کے نزول کے بعد دوسری کتابیں بھی لازم و ملزوم ہیں۔

یہی عیسائی مشنری چاہتی ہے اوراس کے لیے وہ کوشش کر رہے ہیں کہ مسلمان مسلمان نہ رہیں ان کے دل میں عیسائیت سے ت کی بجائے محبت کا ۔ بہ پیدا ہوجائے وہ عیسائیت کو ۔ اجاننے کی بجائے اسے اچھائی تصور کریں۔ان کے تہوار منا اور وہ کچھ کریں جن سے اسلام روکتا ہے۔اول تو وہ مسلمان نہ رہیں اوراً ہوں بھی تو ۔ ائے ۔م۔

ہم کس کے ساتھ ہیں..؟

کرسمس ڈے مسلمان بھی منا تو وہ ان کے اس عقیدے کو مضبوط کر رہے ہیں جو ان کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ۔رے میں ہے ان کا عقیدہ ہے کہ ۲۵ دسمبر کو اللہ کا ۔ عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوا تھا (معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ کا بھی فرمان ان کے عقیدے کو واضح کرتے ہے۔ارشاد ہو ہے۔

/

کبھی اے نو جوان مسلم! ۔ بھی کیا تو نے

وہ کیاً دوں تھا تو جس کا ہے اک ٹو ہوا را

تجھے اس قوم نے پ لا ہے آغوشِ محبت میں

کچل ڈالا تھا جس نے پ ؤں میں ج سرِ دارا

گنوادی ہم نے جو اسلاف سے میراث پ ئی تھی

ثُر ی سے زمین پ آسمان نے ہم کو دے مارا

کرسمس ڈے مت مناؤ......کیوں؟

کیو یہ ا غیر اسلامی تہوار ہے خالصا ری کا تہوار ہے جسے مسلمانوں کو منانے کی قطعاً اجازت نہیں کیو مسلمانوں کے خوشی کے تہوار خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائے ہیں:

سید ۔ انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو اہل مدینہ سال میں دو

تہواروں میں کھیل کوداور ہنسی مذاق کا اہتمام کیا کرتے تھے آپ ﷺ نے دریافت فرمایا:

''یہ دن کیسے ہیں؟''

لوگوں نے عرض کیا ہم قبل از اسلام ان دو تہواروں میں خوشی منایا کرتے تھے اور کھیلتے کودتے تھے۔آپ ﷺ نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے تمہیں ان کے بدلے دو بہترین دن فرمائے ہیں اور وہ یہ ہیں عید الفطر اور عید الاضحیٰ''۔

نیز اس کے علاوہ اس کے ناجائز ہونے کی اور بھی بہت سی وجوہات ہیں۔

کفار سے مشابہت:

کرسمس ڈے منانا اور اس دن مبارکباد دینا کفار سے مشابہت ہے جس کی وعید رسول اللہ ﷺ نے فرمائی ہے:

اسلام نے یہود ونصاریٰ کی ہر کام میں مخالفت کا حکم دیا ہے حدیث مبارکہ میں ہے:

مثلاً سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ ﷺ نے فرمایا:

''بالوں کی سفیدی کو بدل دو اور یہودیوں کی مشابہت اختیار نہ کرو۔''

کفار سے دوستی

غیر اسلامی تہوار کو منانا گویا کفار سے دوستی بڑھانا ہے جس کی ممانعت قرآن و حدیث میں بے شمار انداز سے موجود ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

’’اے اہلِ ایمان! مومنوں کے سوا کافروں کو دو   ت نہ بناؤ کیا تم چاہتے ہو کہ
اپنے او پ اللہ کا صریح الزام لو؟‘‘

’’مومنو! کسی غیر (مذہب کے آدمی) کو اپنا رازداں نہ بنا یہ لوگ تمہاری   ابی
(اور فتنہ انگیزی کرنے) میں کسی طرح کی کو   ہی نہیں کرتے اور چاہتے ہیں کہ
(جس طرح ہو) تمہیں تکلیف پہنچے، اُن کی ز نوں سے تو دُشمنی ظاہر ہو ہی چکی
ہے اور جو (کینے) اُن کے سینوں میں مخفی ہیں وہ کہیں ز دہ ہیں۔ اَ تم عقل ر   ت
ہو تو ہم نے تمہیں اپنی آیتیں کھول کھول کر سنا دی ہیں۔‘‘

’’جو لوگ اللہ پ اور روزِ قیامت پ ایمان ر   ت ہیں تم ان کو اللہ اور اس کے رسول
کے دشمنوں سے دوستی کرتے ہوئے نہ دیکھو گے خواہ وہ ان کے پ   ٹے   بھائی۔

خان ان کی ہی لوگ ہوں یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان (پتھر پ
لکیر کی طرح) تحریر کردیا ہے اور فیض غیبی سے ان کی مدد کی ہے اور وہ ان کو بہشتوں
میں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں داخل کرے گا ہمیشہ ان میں رہیں گے اللہ ان
سے خوش اور وہ اللہ سے خوش یہی وہ اللہ کا لشکر ہے (اور) سن رکھو کہ اللہ ہی کا
لشکر مراد حاصل کرنے والا ہے۔"

"مومنو! ان لوگوں سے جن پ اللہ غصے ہوا ہے دوستی نہ کرو (کیو) جس طرح
کافروں کو مُردوں (کے جی اٹھنے) کی امید نہیں اسی طرح ان لوگوں کو بھی آ ت
(کے آنے) کی امید نہیں۔"

ہ میں تعاون:

ارشاد ری تعالیٰ ہے:

"اور ہ اور ظلم کی توں میں مدد نہ کیا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو کچھ شک نہیں کہ
اللہ کا عذاب سخت ہے۔"